

بلوچستان صوبائی اسمبلی کا اجلاس

مورخہ ۲۲ مارچ ۲۰۰۳ء بمقابلہ ۳ محرم الحرام ۱۴۲۵ھ بروز سموار بوقت صبح دس بجکر میں منٹ پر زیر صدارت جناب ڈپٹی اسپیکر محمد اسمبلی بھوتانی بلوچستان صوبائی اسمبلی ہال کوئٹہ میں منعقد ہوا۔
جناب ڈپٹی اسپیکر: السلام علیکم! کارروائی کا آغاز باقاعدہ تلاوت قرآن پاک سے کیا جاتا ہے۔
تلاوت قرآن پاک و ترجمہ۔

از

مولوی عبدالستین آخوندزادہ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الَّمَ ۝ ذَلِكَ الْكِتَبُ لَرَبِّ فِيهِ هُدًى لِلْمُتَّقِينَ ۝ الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِالْغَيْبِ وَيَقِيمُونَ
 الصَّلَاةَ وَمِمَّا رَزَقَهُمْ يُنفِقُونَ ۝ وَالَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِمَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ وَمَا
 أُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ وَبِالْآخِرَةِ هُمْ يُوقِنُونَ ۝ صَدَقَ اللَّهُ الْعَظِيمُ ط

(سورۃ البقرہ آیت نمبر ۱ تا ۵)

ترجمہ: یہ الف، لام، میم ہے، یہ کتاب الہی ہے، اس کے کتاب الہی ہونے میں کوئی شک نہیں، ہدایت ہے خدا سے ڈرنے والوں کے لئے ان لوگوں کے لئے جو غیب میں رہتے ایمان لائے، نماز قائم کرتے ہیں اور جو کچھ ہم نے ان کو بخشنا ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: سیکرٹری اسمبلی چیئرمین آف پیش کا اعلان کریں۔ مولانا صاحب اس کے بعد آپ کا پوائنٹ لیتے ہیں۔

محمد اعظم داوی (ڈپٹی سیکرٹری): اسمبلی بلوچستان صوبائی اسمبلی قواعد انصباط کا مجریہ ۱۹۷۸ء کے قاعدہ نمبر ۱۳ کے تحت اسپیکر صاحب نے درج ذیل اراکین کو اس اجلاس کے لئے صدر نشین نامزد کیا ہے۔
 محترمہ راحیلہ درانی۔
 شیخ جعفر خان مندوخیل۔

جناب عبدالجید خان اچکزی۔

جناب جمعہ خان گلٹی۔

جناب ڈیپی اسپیکر: سیکرٹری اسمبلی رخصت کی درخواستیں پڑھیں۔

محمد اعظم داوی (سیکرٹری اسمبلی): صوبائی وزیر حج اوقاف مولانا نور محمد صاحب سرکاری دورہ پر کوئی سے باہر گئے ہیں۔ وزیر خوراک مولانا نور محمد صاحب نے اسلام آباد جانے کی وجہ سے آج کے اجلاس سے رخصت کی استدعا کی ہے۔ جناب بالآخر مری صاحب نے خبی مصروفیات کی بنا پر آج کے اجلاس میں شرکت سے قاصر ہونے کی بنا پر رخصت کی استدعا کی ہے۔ میر امان اللہ نو تیزی وزیر ایکسا یز اینڈ ٹیکسیشن نے آج کے اجلاس سے قاصر ہنے کی بنا پر رخصت کی استدعا کی ہے۔ منیر وزیر جناب مولانا عبدالواسع صاحب نے آج کے اجلاس سے عدم شرکت کی وجہ سے رخصت کی استدعا کی ہے۔

جناب ڈیپی اسپیکر: سوال یہ ہے کہ آیا تمام رخصت کی درخواستیں منظور کی جائیں؟ (رخصتیں منظور کی گئیں)

جناب ڈیپی اسپیکر: Minister local government on point of order.

حافظ حسین احمد شروعی (وزیر بلدیات): جناب اسپیکر صاحب شکریہ! میں عاشورہ کے موقع پر جان بحق ہونے والوں کے لئے تعزیتی قرارداد پیش کرنا چاہتا ہوں۔ جناب اسپیکر صاحب! ایک انسان کے قتل کو قرآن کریم نے پوری انسانیت کا قتل قرار دیا ہے۔ (عربی) ایک انسان کا قتل اللہ کی نگاہ میں پوری انسانیت کا قتل ہے ہمارے شہر میں جو حادثہ پیش آیا اور ظالموں نے جس انداز سے معصوم جانوں کو ضائع کیا اور جن کا کوئی قصور نہیں تھا ان پر حملہ کیا اور وہ جان سے ہاتھ دھو بیٹھے ہم تعزیتی قرارداد پیش کرتے ہیں اور افسوس کا اظہار کرتے ہیں۔

جناب ڈیپی اسپیکر: مفہوم صاحب تعزیتی قرارداد آ رہی ہے آپ کو اس پر بات کرنے کا موقع ملے گا۔

حافظ حسین احمد شروعی (وزیر بلدیات): ہم سب کی طرف سے یہ قرارداد پیش کی جاتی ہے ہماری ہمدردی ان کے ساتھ ہے۔

جناب ڈیپی اسپیکر: Sardar Sanaullah Zehri on point of order.

سردار ثناء اللہ زہری: جناب! یہ قرارداد already اجنبدا میں موجود ہے اور ہم یہ تعزیتی قرارداد

لائے ہیں۔

جناب ڈیپی اسپیکر: جی، ہم اسی پر آتے ہیں جناب کچکوں علی صاحب اپنی تعزیتی قرارداد پیش کریں۔

کچکوں علی ایڈو وکیٹ (قادم حزب اختلاف): میں جناب! آپ کی اجازت سے سردار شاء اللہ صاحب کو کہتا ہوں کہ وہ یہ تعزیتی قرارداد پیش کریں۔

جناب ڈیپی اسپیکر: جی، سردار صاحب!

تعزیتی قرارداد

سردار شاء اللہ زہری: یہ ایوان ۲۰ مارچ ۲۰۱۸ء کو عاشرہ کے موقع پر عزاداروں پر فائزگ کے نتیجے میں قتل عام کے لخراش سانحہ اور سرکاری و عوامی املاک کو تباہ و برباد کرنے کی قبیح فعل کے ساتھ ساتھ اس کے ساتھ نور محمد اچکزئی کے بھیان نہ قتل کی نہ صرف مذمت کرتا ہے بلکہ ان کے تمام لواحقین کے ساتھ ان کے غم میں شریک ہونے کا اظہار بھی کرتا ہے اور ساتھ ہی رب جلیل سے دعا گو ہے کہ محرومین کو اپنی جوار رحمت میں جگہ اور پسمندگان کو یہ غم برداشت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اس کے ساتھ ساتھ کراچی میں جو ہمارے عبداللہ بلوچ ایم پی اے تھا ان کے قتل کی بھی مذمت کرتے ہیں۔

جناب ڈیپی اسپیکر: سردار صاحب! یہ اس میں شامل نہیں ہے آپ اس کو بعد میں اپنی تقریر میں شامل کریں It is not allowed

جناب ڈیپی اسپیکر: قرارداد جو پیش کی گئی وہ یہ ہے کہ یہ ایوان ۲۰ مارچ ۲۰۱۸ء کو عاشرہ کے موقع پر عزاداروں پر فائزگ کے نتیجے میں قتل عام کے لخراش سانحہ اور سرکاری و عوامی املاک کو تباہ و برباد کرنے کے قبیح فعل کے ساتھ ساتھ۔ اس کے ساتھ نور محمد اچکزئی کے بھیان نہ قتل کی نہ صرف مذمت کرتا ہے بلکہ تمام مقتولین کے لواحقین کے ساتھ ان کے غم میں برابر کے شریک ہونے کا اظہار بھی کرتا ہے اور ساتھ ہی رب جلیل سے دعا گو ہے کہ اللہ تعالیٰ محرومین کو جنت فردوس میں جگہ اور پسمندگان کو یہ غم برداشت کرنے کی توفیق عنایت عطا فرمائے۔ جی، سردار شاء اللہ زہری صاحب Would you like to say on its admissibility.

سردار ثناء اللہ زہری: شکر یہ جناب اپنے! آپ نے مجھے اس تعزیتی قرارداد پر کچھ کہنے کا موقع دیا۔ ویسے بھی یہ اسمبلی ہم لوگوں نے requisite کی ہے اور میں شکر یہ ادا کرتا ہوں ٹریزیری پنجز کا کوہ بھی آ کر بیٹھ گئے ہیں کیونکہ بلوچستان کا مسئلہ ہم سب کا مسئلہ ہے جو واقعہ ہوا ہے ہم اس پر سوگوار ہیں کیونکہ بلوچستان ہمیشہ امن و امان کے حوالے سے مثالی صوبہ رہا ہے اور یہاں جتنی بھی قومیں رہی ہیں وہ ایک بھائی چارے کے ساتھ ساتھ مذہبی روایات ہوں یا قبائلی روایات ہوں ہمیشہ انہوں نے ایک دوسرے کی پاسداری کی ہے معلوم نہیں کیا بد قسمتی ہے یا بلوچستان کو کسی کی نظر لگ گئی ہے آج سے چھ سال میں پہلے بھی اس طرح کا واقعہ ہوا تھا جس سے بلوچستان کے لوگوں کو کافی افسوس ہوا اور اب یہ دوسرा واقعہ ہوا ہے تو ہم سمجھتے ہیں ایک سوچی سماں سازش کے تحت بلوچستان کے حالات کو خراب کیا جا رہا ہے بلوچستان رقبے کے لحاظ سے ایک بہت بڑا صوبہ ہے جبکہ آبادی کے لحاظ سے چھوٹا صوبہ ہے یہاں پر ہر ایک آدمی ایک دوسرے کو جانتا ہے اور ایک دوسرے کی روایتوں کو بھی وہ جانتے ہیں میں سمجھتا ہوں کہ اس طرح کے واقعات بلوچستان برداشت نہیں کر سکتا بلوچستان میں اس طرح کے واقعات کا سد باب ہونا چاہئے ہم سمجھتے ہیں اور ہماری پارٹی سمجھتی ہے کہ جو ہمیشہ سے امن کا گھوارہ رہا ہے یہاں پر ایک سوچی سماں سازش کے تحت قبائلی مسئلے ہوں یا مذہبی violence ہو اس کو جواز بنا کر یہاں پر قبائل کو مذاہب کو فرقوں کو آپس میں لڑانے کی کوشش کی جا رہی ہے بہر حال جیسا کہ میں نے پہلے کہا بلوچستان ان چیزوں کا متحمل نہیں ہو سکتا چاۓ قبائلی مسئلے ہوں یا مذہبی دہشت گردی ہو یہ جو واقعات ہو رہے ہیں ان کا سختی سے سد باب ہونا چاہئے اگر مزید اس طرح کے واقعات بلوچستان میں ہوئے تو میں سمجھتا ہوں کہ پھر بلوچستان کے امن کو جو اس کو ہم مثالی سمجھتے تھے اس حوالے سے یہاں پر قبائلی جھگڑے تو ہوتے رہے ہیں لیکن اس طرح کی مذہبی دہشت گردی ہے نہیں ہوئی تو ہم سمجھتے ہیں اگر ان حالات کو ان کو روکنے کی کوشش نہیں کی گئی یہ جو آبادی کے لحاظ سے چھوٹا صوبہ ہے ان حالات کو کنٹرول کرنا حکومت کے بس میں نہیں ہو گا۔ اس کے

علاوہ ہمارے جو دوسرا تھی عبد اللہ مراد کو قتل کیا گیا اور جہانگیر بلوچ ایک کینسر کی بیماری سے وفات پا گئے ہیں۔ تو میں چاہتا ہوں ان کے لئے بھی دعاۓ مغفرت کی جائے۔ شکریہ جناب!

جناب ڈیپی اسپیکر: جی Mr Rahim Ziaratwal is on a point of order.

عبدالرحیم زیارتوال ایڈووکیٹ: جناب اسپیکر! بلوچستان یونیورسٹی جو ہمارے صوبے کا واحد تعلیمی ادارہ ہے اور اُس کے dean of انتظام میں سائیں حاصل خان وفات پا چکے ہیں اور سائیں حاصل خان پر ہمارے اٹھاسی سالہ غیر موزوں شخصیت وائس چانسلر جس کی ہم بار بار نشاندہی کراچے ہیں اُس نے اُس کو میڈیل یکل ٹریننٹ کیلئے نہ پسیے دیئے ہیں۔۔۔۔۔

جناب ڈیپی اسپیکر: زیارتوال صاحب یہ تعزیتی قرارداد ہے۔ آپ اس میں ترمیم کرنا چاہتے ہیں تو۔۔۔۔۔
عبدالرحیم زیارتوال ایڈووکیٹ: میں include کرنا چاہتا ہوں اُس کو علاج کیلئے پسیے نہیں دیئے ہیں وہ ہائی کورٹ گئے ہیں ہائی کورٹ نے فیصلہ دے دیا کہ اُس کو علاج کے لئے پسیے دے دو۔ اب وہ وفات پا چکا ہے۔ اُس کے لئے بھی تعزیتی دعا ہو جناب اسپیکر۔ سائیں حاصل خان کے لئے بھی تعزیتی دعا ہو۔

جناب ڈیپی اسپیکر: جی منظر کل گورنمنٹ۔

حافظ حسین احمد شروعی (وزیر بلدیات): وانا میں جو لوگ شہید ہوئے ہیں ان کے لئے بھی تعزیتی دعا کی جائے۔ فاتح خوانی کی جائے۔

جناب ڈیپی اسپیکر: جی شفیق صاحب!

شفیق احمد خان: جناب اسپیکر صاحب! پرانگٹ آف آرڈر پر ہوں میں شیخ یاسین کو بھی۔۔۔۔۔

جناب ڈیپی اسپیکر: اچھا جی پہلے جی رحمن صاحب۔

میر عبدالرحمن جمالی (وزیر ایمنڈ جی اے ڈی): سب کے لئے اکٹھے دعا کر لیتے ہیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: منظر پارلیمانی افیئر زاب اس پرو ڈنگ کرتے ہیں اگر یہ منظور ہوتی ہے۔

میر عبدالرحمن جمالی (وزیر ایس اینڈ جی اے ڈی): میری گزارش سنیں ایک منٹ۔ جناب! جو مر جو میں

ہیں ان کے لئے ڈنگ نہیں ہوتی ہے۔ سب کے لئے دعا کر لیتے ہیں۔

شفیق احمد خان: سرا میں پونٹ آف آرڈر پر ہوں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: اب ایک بولیں نا۔ سردار صاحب! ایک مسئلے پر آپ لوگوں نے تحریک پیش کی ہے تو

We are following the rule. تحریک پر ہمیشہ ڈنگ ہوتی ہے۔

سردار محمد عظم موئی خیل: یہ عدم اعتماد کی تحریک نہیں ہے۔ یہ تعزیتی تحریک ہے جناب اسپیکر صاحب!

میر عبدالرحمن جمالی (وزیر ایس اینڈ جی اے ڈی): اس کو ایوان میں ایک مسئلہ نہیں بناتے ہیں۔ ایک تعزیتی

قرارداد ہے، ہم سب کے لئے دعائے مغفرت کرتے ہیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: دعائے مغفرت کی جائے؟ (دعائے مغفرت کی گئی)

جناب چکول علی ایڈ ووکیٹ صاحب اپنی تحریک اتو انبر ۹۳ پیش کریں۔

تحریک اتو انبر ۹۳

چکول علی ایڈ ووکیٹ (قائد حزب اختلاف): جناب کی اجازت سے۔ تحریک یہ ہے کہ مورخہ ۱۱ مارچ

۲۰۰۳ء کو اخبار جنگ تراشہ مسلک ہے میں وزیر مالیات نے اعتراف کیا ہے کہ صوبہ مالیاتی بھرمان کا شکار

ہو چکا ہے اور صوبائی حکومت تین ارب روپے اسٹیٹ بینک سے بھی تجاوز کر جائے گا۔ اگرچہ مہذب ملکوں کا یہ شیوه

ظاہر ہے کہ جوں تک یہ خسارہ سات ارب روپے سے بھی تجاوز کر جائے گا۔ اگرچہ مہذب ملکوں کا یہ شیوه

ہے کہ جس حکومت میں اس قسم کے بھرمان پیدا ہو جائے تو وہ حکومت اپنے آپ کو اخلاقی طور پر مزید

حکومت چلانے کا اہل نہ سمجھتے ہوئے مستعفی ہوا کرتی ہے لیکن بدقسمی سے یہاں معاملہ بالکل بر عکس ہے۔

سورج کو انگلیوں سے چھپانے کی کوشش کی جاتی ہے۔ اگر اب بھی غیر جانبدارانہ تحقیقات کرائی جائے تو

کوئی وجہ نہیں کہ ان تین ارب روپوں میں سے ایک روپیہ بھی عوام کے مفاد میں خرچ نہیں ہوا ہے بلکہ تمام کی تمام رقم وزراء کی فوج ظفرموج کی عیاشیوں کی نذر ہو گئی ہے جو کسی طرح بھی اس غریب صوبے کے حق میں نہیں۔ بلکہ قومی خزانے کی خیانت ہے۔ جبکہ عوام قبل از وقت اپنا یہ احتجاج ریکارڈ کروا چکے ہیں یہ غریب صوبہ سیاسی مصلحتوں میں بلیک میلنگ کے نتیجے میں وجود میں آنے والے وزراء کی فوج ظفرموج کے اخراجات کی متحمل نہیں ہو سکتا۔ لہذا صوبہ عوام کے مفاد میں موجودہ کابینہ کو فوری طور پر مختصر کیا جائے تاکہ (گز شتر راہ صلوٰۃ آئندہ راہ احتیاط) کے مصدق پر صوبہ مزید خسارہ سے محفوظ رہ سکے۔

جناب ڈیٹی اسپیکر تحریک جو پیش کی گئی یہ ہے کہ مورخہ ۱۱ ارماں ۱۴۲۰ھ کو اخبار جنگ تراشہ مسلک ہے میں وزیر مالیات نے اعتراف کیا ہے کہ صوبہ مالیاتی بحران کا شکار ہو چکا ہے اور صوبائی حکومت تین ارب روپے اسٹیٹ بینک سے بذریعہ اور ڈرافٹ وصول کر چکی ہے۔ ظاہر ہے کہ جون تک یہ خسارہ سات ارب روپے سے بھی تجاوز کر جائے گا۔ اگرچہ مہذب ملکوں کا یہ شیوه ہے کہ جس حکومت میں اس قسم کے بحران پیدا ہو جائے تو وہ حکومت اپنے آپ کو اخلاقی طور پر مزید حکومت چلانے کا اہل نہ سمجھتے ہوئے مستغفی ہوا کرتی ہے لیکن بد قسمتی سے یہاں معاملہ بالکل بر عکس ہے۔ سورج کو انگلیوں سے چھپانے کی کوشش کی جاتی ہے۔ اگر اب بھی غیر جانبدارانہ تحقیقات کرائی جائے تو کوئی وجہ نہیں کہ ان تین ارب روپوں میں سے ایک روپیہ بھی عوام کے مفاد میں خرچ نہیں ہوا ہے بلکہ تمام کی تمام رقم وزراء کی فوج ظفرموج کی عیاشیوں کی نذر ہو گئی ہے جو کسی طرح بھی اس غریب صوبے کے حق میں نہیں۔ بلکہ قومی خزانے کی خیانت ہے۔ جبکہ عوام قبل از وقت اپنا یہ احتجاج ریکارڈ کروا چکے ہیں یہ غریب صوبہ سیاسی مصلحتوں میں بلیک میلنگ کے نتیجے میں وجود میں آنے والے وزراء کی فوج ظفرموج کے اخراجات کی متحمل نہیں ہو سکتا۔ لہذا صوبہ عوام کے مفاد میں موجودہ کابینہ کو فوری طور پر مختصر کیا جائے تاکہ (گز شتر راہ صلوٰۃ آئندہ راہ احتیاط) کے مصدق پر صوبہ مزید خسارہ سے محفوظ رہ سکے۔ کچھ لوں صاحب اس تحریک کے بارے

میں میری آپ سے گزارش ہے کہ جو آپ کی آنے والی تحریک مشترک ہے اپوزیشن کی وہ اس سے ملتی چلتی ہے تو you will request I کا اگر آپ جو کچھ بولنا ہے آگے بولیں اس پر زور نہ دیں۔

میر عبدالرحمٰن جمالی (وزیر ایس اینڈ جی اے ڈی): ایک بڑا خوبصورت فقرہ ہے (گزشتہ راہ صلوٰۃ آئندہ راہ احتیاط) تحریک تو یہیں پر ڈب جاتی ہے کہ اگر جو غلطیاں ہوں وہ چلی گئیں آئندہ ہم بھی احتیاط کریں گے یہ بھی ذرا احتیاط سے چلیں۔

جناب ڈیٹی اسپیکر: جی کچکول صاحب!

کچکول علی ایڈوکیٹ (قائد حزب اختلاف): جناب! ہمارے بھائی جمالی صاحب تو کبھی کبھار ہمیں fresh کرتا ہے۔ لیکن ہم تو بحیثیت اپوزیشن کے اپنی ذمہ داریوں کو جو آئین اور قانون کے تحت ہماری ذمہ داریاں ہیں ہم پابند ہیں کہ ہم لوگ ان چیزوں کو اسمبلی میں لا سکیں۔ اس تحریک التوا کو ہم نے کس لئے لائی ہے۔ اگر آپ اسکی پشت پر دیکھ لیں گیا رہ مارچ کی-----

جناب ڈیٹی اسپیکر: کچکول صاحب! میں آپ سے -----

کچکول علی ایڈوکیٹ (قائد حزب اختلاف): میں سر! آ رہا ہوں۔ ہمارے خود ہی فناں منستر نے ایک ایماندارانہ اسٹیمنٹ دیا ہے جو اچھائیاں ہوں گی ہم انہیں appreciate کر لیں گے۔ اور جو کمزوریاں ہوں گی ہم انہیں condemn کر لیں گے آئین اور قانون کے دائرے میں رہتے ہوئے خود ہی ہمارے فناں منستر کس چنی کیفیت کے تحت اُس نے یہ اسٹیمنٹ دیا ہے اگر آپ اس کو بار بار پڑھ لیں میں کہتا ہوں کہ آپ کو پتہ ہو گا کہ بلوجستان کی اسوقت مالی یا معاشری حالت و کیفیت کیا ہے۔

جناب والا! تین ارب روپے ایک بڑی رقم ہے۔ اور ہم یہ دیکھ رہے ہیں کہ اگر یہ تین ارب روپے ڈولپمنٹ میں خرچ ہوتا-----

جناب ڈیٹی اسپیکر: کچکول صاحب! میں نے آپ کو admissibility پر بولنے کا نہیں کہا ہے میں

نے آپ کو ایک رائے دی تھی اور اُس پر اگر آپ جواب دیں تو پھر اسکو further proceed کرتے ہیں۔

چکول علی ایڈوکیٹ (قائد حزب اختلاف): دیکھیں جناب! ہم نے issue ایک specifically ایک خود ہی حکومت کی بیچوں نے جو فریاد کی ہے اُس کو ہم لوگوں نے لایا ہے تاکہ ہم اس فریاد کو عوام تک پہنچا دیں کہ ہمارے پاس پیئے نہیں ہیں۔ ایسا نہیں ہے کہ ہم لوگ ساری responsibility بڑھادیں گے اپنی ٹریشوری بیٹھ پر۔ جناب اسپیکر! ہم یہ بھی کہیں گے کہ ہم وفاق کی ایک اکائی ہیں اور ہمیں پتہ ہے کہ ہمارے وزیر اعلیٰ صاحب کو سرکاری ملازمین کی تخفوا ہوں کیلئے ہر مہینہ اسلام آباد کا چکر گانا پڑتا ہے۔ اسی طرح ہمارے پنجوں کے ناظم ہر مہینے چیف منستر ہاؤس کا چکر لگاتا ہے۔ کہ کس طرح پنجوں کے ملازمین کو تخفوا ہیں دلوادوں۔ اگر ان مسئللوں پر ہم بحث و مباحثہ نہ کریں اور ان کو باکر کھیں میں کہتا ہوں بڑی زیادتی والی بات ہے ہم لوگ جو مصلحتوں کا شکار ہے مز تخفوا ہوں کی حد تک جو فیڈرل گورنمنٹ پیسہ دے رہی ہے آئندہ وہ بھی نہیں ملے گا میں کہتا ہوں کہ پر debate ہونا چاہئے اور ہمارے فناں منستر نے بھی ایمانداری سے اخباری بیان جاری کروایا ہے۔

جناب ڈیپی اسپیکر: چکول صاحب! اس کی admissibility پر بات کریں اس کے علاوہ میں نے آپ سے گزارش کی کہ آپ اپنی تحریک پر زور نہ دیں کیونکہ آگے آپکی اور تحریک آرہی ہے۔

چکول علی ایڈوکیٹ (قائد حزب اختلاف): It is totally a separate issue ایک مالیاتی معاملہ ہے اور ایک بڑا گھمیبر مسئلہ ہے۔ اگر فناں منستر کہتا ہے کہ یہ گھمیبر مسئلہ نہیں اور جو اخباری بیان شائع ہوا ہے وہ میں نہیں دیا تو اس سلسلے میں ہم جنگ اخبار والے سے کہتے ہیں کہ آپ کیوں غیر ذمہ داری سے کام لے رہے اور اتنا بڑا بیان شائع کرتے ہیں کہ صوبہ over drafting کر رہا ہے جس سے سارے لوگ پریشان ہیں۔ منستر فناں کو جازت دی جائے کہ وہ اصل پوزیشن سے عوام کو آگاہ کریں۔

جناب ڈیپی اسپیکر: میں فناں منستر کو دعوت دیتا ہوں۔

چکول علی ایڈوکیٹ (قائد حزب اختلاف): جناب والا! آپ لوگوں کو بات سننے میں تکلیف ہوتی ہے

اور یہ ایک بہت بڑی بیماری ہے۔ ہمارے پاکستانی کلچر کی۔ ہم بات کرنا چاہتے اور اس مسئلے کو حل کرنے کی کوشش کریں گے ہماری ہر گز یہ نیت نہیں کہ اس کو تقدیم برائے تقدیم بنائے۔ اگر میں یہ خود لاتا تو آپ کہتے کہ اپوزیشن کا issue ہے کہنا جبکہ ہمارے فنанс منستر نے بذاتِ خود statement جاری کیا ہے اور جنگ جیسے مشہور اخبار کو کہ ہم لوگ اس وقت اس حالات میں ہے کہ اپنے ملازمین کو تنخواہیں ادا کرنے کی پوزیشن میں نہیں۔

حافظ حسین احمد شروعی (وزیر بلدیات): جناب اسپیکر! پاؤئٹ آف آرڈر۔

جناب ڈیٹی اسپیکر! جی حافظ صاحب!

حافظ حسین احمد شروعی (وزیر بلدیات): جناب اسپیکر! اس تحریک میں جو الفاظ استعمال کئے گئے ہیں کہ عیاشی پر صرف ہوئی ہے میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ مولانا فیض محمد یا مولوی عطاء اللہ جیسے بزرگ درویش لوگ کیا عیاشی کی ہے؟

کچکوں علی ایڈ ووکیٹ (قائد حزب اختلاف): جناب والا! اگر یہ الفاظ جس طرح مولانا صاحب کہہ رہے ہیں۔ ایک تو یہ ہے کہ ہم ہر ایک الفاظ کے مفہوم کو سمجھنے کی کوشش کریں۔ عیاشی لفظ کے اگر آپ مفہوم کو دیکھ لیں تو اس میں یہ ہے کہ آپ بڑی بڑی گاڑیوں میں سوار ہیں یہ بھی ایک قسم کی عیاشی ہے اگر آپ دن میں چار چار جوڑے کپڑے تبدیل کرتے ہیں تو یہ بھی ایک قسم کی عیاشی کے زمرے میں آ جاتی ہے بات یہ ہے کہ جس طرح معزز وزیر صاحب اس کا مطلب لے رہے ہیں ہم تو اتنی ڈھنی صورت میں کمزور نہیں اور نہ اخلاقی طور پر گرے لوگ ہیں ہمارا مقصد صرف اور صرف یہ ہے کہ اس وقت ہر ایک منستر کی تنخواہ اس کو جو مراعات 5 لاکھ ماہانہ ہے اگر اس کو آپ تین سے ضرب دیں تو ایک ماہ میں ڈیڑھ کروڑ روپے ہونگے ابھی آپ دیکھ لیں کہ ماہانہ ڈیڑھ کروڑ صرف تنخواہوں کی مد میں خرچ ہو رہا ہے دوسری چیزوں کو چھوڑیں۔ ہم نے یہ بھی دیکھا کہ سابقہ دور حکومت میں امیرالملک مینگل نے چھ یا سات وزراء سے حکومت کو خوش اسلوبی سے چلا یا تھا۔ اس وقت مخلوط حکومت میں دو بڑی پارٹیاں ہیں ایم ایم اے والے اپنے کو خدا کے خدمت گارا اور عوام کا ہمدرد سمجھتے ہیں۔ اگر تین یا چار ان کے اور اسی طرح تین چار مسلم لیگ ق کے اچھے آدمی ہوتے ہیں تو بہتر ہوتا دوسری بات یہ بتاتا چلوں کہ ایک میرٹ ہونا چاہئے competent

جو performance جعفر خان مندوخیل کا ہے وہ ایک تجربہ کار باصلاحیت شخص ہے۔ شعیب میرا چھوٹا بھائی ہے لیکن جعفر خان میں تین منسٹریوں کو چلانے کی صلاحیت ہے لیکن شعیب میں ایک attach department چلانے کی صلاحیت نہیں کیونکہ ان میں تجربہ ہی نہیں۔ اگر یہ لوگ عقل سے کام لیتے اور جو تجربہ کار لوگ ہیں ان سے کابینہ تشکیل دیتے تو لوگوں کی خدمت خوش اسلوبی سے کر سکتے اور یہ جو over draft کا جو رونا ہم رور ہے ہیں۔ میں ادب سے کہتا ہوں کہ یہ ان کی اپنی پیدا کردہ ہے۔ ان حالات کے تحت میں کہتا ہوں کہ اس وقت صوبہ جو مالی مشکلات سے دوچار ہے اس تحریک پر ہمیں بحث کرنے کا موقع عنایت فرمائیں کیونکہ یہ صوبائی ایک اہم مسئلہ ہے۔

میر محمد عاصم کرڈ گیلو (وزیر مال): جناب اسپیکر! میں لیڈر آف اپوزیشن سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ جس وقت آپ کچھلی حکومت میں تھے اس وقت وزراء کی کیا تعداد تھی۔ میں ان کے علم میں یہی لانا چاہتا ہوں کہ اس وقت اسمبلی ممبر ان کی تعداد ۲۸ تھی اور کرنی کابینہ تھی۔ اس وقت بھی over draft چل رہا تھا۔ اس کے علاوہ تحریک الٹاویں جو الفاظ استعمال کئے گئے ہیں وہ غیر پاریمانی ہے لہذا ان کو حذف کیا جائے۔
جناب ڈیٹی اسپیکر: عاصم صاحب! آپ تشریف رکھیں۔ مسئلہ منسٹر فناں سے related ہے ان کو بولنے دیں۔

سید احسان شاہ (وزیر خزانہ): بسم اللہ الرحمن الرحيم زیر بحث تحریک جو قائد حزب اختلاف کی جانب سے آئی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس کے دو پہلوں ہیں ایک تو انہوں نے اپنی تحریک میں پیش کیا ہے interruption

کچکوں علی ایڈ ووکیٹ (قائد حزب اختلاف): جناب اسپیکر! یہ ریکویزیشن اجلاس ہے ہم کہتے ہیں کہ چیف منسٹر صاحب کو ایوان میں موجود رہنا چاہئے اور ہمیں سننا چاہئے۔

سردار شناہ اللہ زہری: جناب اسپیکر! ہم احتجاجاً تو کن واک آؤٹ کرتے ہیں کیونکہ ہم نے ریکویزیشن کیا ہے اور میں نے شروع میں اپنی تقریر میں ٹریڑی پیچر کا شکریہ ادا کیا کہ انہوں نے اجلاس میں شرکت کی لیکن اب چیف منسٹر صاحب اور چیف سیکرٹری صاحب دونوں اٹھ کر چلیں گے لہذا اس سلسلے میں ہم واک آؤٹ کرتے ہیں۔

(حزب اختلاف کے ارکین ٹوکن واک آؤٹ پر ہال سے باہر چلیں گئے)

سید احسان شاہ (وزیر خزانہ): جناب اپسیکر! یہ کس قاعدے کی بات کر رہے ہیں اور کہاں لکھا گیا ہے کہ اسمبلی کی کارروائی کو چلانے کے لئے چیف منستر اور چیف سیکرٹری کا ہونا لازمی ہے۔

(اس دوران چیف منستر صاحب ایوان میں تشریف لائیں بعد ازاں اپوزیشن کے ارکین اپنی ٹوکن واک آؤٹ ختم کر کے دوبارہ ہال میں تشریف لاٹیں)

جناب ڈیپی اپسیکر: شاہ صاحب! یہ اپوزیشن کا اپنا موقف ہے قواعد انضباط کا رہا میں کدھری بھی اس کا ذکر نہیں ہے۔

سید احسان شاہ (وزیر خزانہ): بسم اللہ الرحمن الرحيم، جناب اپسیکر! جناب قائد حزب اختلاف کی جانب سے جو زیر بحث تحریک ہے وہ میرے ایک بیان پر ہے کہ بلوچستان حکومت اس وقت اسٹیٹ بینک کے ساتھ over draft پر چل رہی ہے جناب والا! میں یہ گزارش کروں کہ جناب قائد حزب اختلاف صاحب کے علم ہو گا کہ جب بجٹ ہم پیش کر رہے ہے تھے تو اس وقت بھی یہ فاضل بجٹ نہیں تھا اور اس وقت جب ہم نے بجٹ پیش کیا تو یہ ڈھانی ارب روپے خسارے کا تھا اور جناب! میں اس سلسلے میں ایک اور گزارش کروں کہ اس صوبہ میں کبھی بھی فاضل بجٹ نہیں تھا سوائے نواب اسلام ریسنسی صاحب شاید ایک دفعہ تاج جمالی صاحب کی حکومت میں نواب صاحب جب فناں منستر تھے First NFC Award آیا اس وقت فاضل بجٹ تھا بلوچستان کا اس کے بعد تو جناب والا! ہمیشہ سے خسارے کا ہی بجٹ آتا رہا اور دوسری گزارش یہ ہے کہ یہ حکومت جب آئی تو اسے فیصلہ یہ کیا کہ سابقہ روایات کو ایک طرف رکھیں کہ پچھلی گورنمنٹ نے جو اسکیمات شروع کی تھیں پھر نئی گورنمنٹ آ کر اپنی ترجیحات کی بنیاد پر کچھ اسکیم ان کے ڈرافٹ کیئے اور اپنی اسکیمیں لے لیں لیکن اس دفعہ وزیر اعلیٰ صاحب نے اور حکومت میں شامل پارٹیز نے یہ فیصلہ کیا کہ عوام کے مفاد میں پچھلی حکومت میں اگر کوئی اسکیمیں یا ترقیاتی حوالے سے پی ایس ڈی پی میں اسکیمات شامل ہیں چل رہی ہیں ان کو ڈرافٹ نہ کیا جائے بلکہ ان کو چلنے دیا جائے اور وہی ہم نے کیا اور جناب والا! اس وقت اور ڈرافٹ جو ہے وہ کوئی تین پونے تین ارب کے لگ بھگ ہے اس وقت بھی لیکن یہ کہاں کی عقلمندی ہے کہ ہم پہلے سے ایک ایسے صوبے جس کی پسمندگی پورے ملک جو ہے سب

سے زیادہ ہے وسائل کو ہمارے لا کران کی تمام اسکیمیں پی ایس ڈی پی کی روک دیں اس لئے کہ ہمارے پاس وسائل نہیں ہیں میں سمجھتا ہوں کہ قائد حزب اختلاف کو اور اس طرف بیٹھے ہوئے باقی دوستوں بلکہ اس بات پر حکومت کو appreciate کرنا چاہیے کہ آپ نے کوئی اسکیمیں ہماری نہیں روکیں آپ نے پی ایس ڈی پی میں جتنے بھی ریزیز آئیں وہ آپ نے کئی اور اس میں کوئی ہم نے نہیں کیا کہ اپوزیشن کی حقوق کی اسکیمیں روکیں اور حکومتی حقوق کے دیں آپ دیکھ سکتے ہیں جناب والا! اللہ میرے پاس ہے اگر قائد حزب اختلاف صاحب کہتا ہے تو میں چیمبران کے پاس جانے کے لئے تیار ہوں ہم نے تمام اسکیموں کو یکساں پیسے دیئے اور جہاں تک وزراء کی فوج ظفر موجود کا تعلق ہے انہوں نے جو اپنے بیان میں کہا ہے میری گزارش یہ ہے کہ اس وقت بھی کابینہ کی اگر آپ تعداد دیکھیں اور اسمبلی کی تعداد دیکھیں تو اس حکومت میں جس میں کہ قائد حزب اختلاف خود بھی منستر ہے اس سے زیادہ نہیں ہے پرستیج کے لحاظ سے اور اگر یہ جو ایک تاثر شاید یہ لیا جا رہا ہے کہ over draft جو ہے وہ نان ڈولپمنٹ پر جا رہا ہے over draft جناب والا! یہ حکومت کا ایک اکاؤنٹ ہے جس میں کہ نان ڈولپمنٹ اور ڈولپمنٹ کے پیسے سب ایک ہی جگہ آرہے ہیں تو اس میں ہر گز یہ بات نہیں ہے کہ یہ سارے کے سارے پیسے ان جگہوں پر لگے ہیں جہاں پر غیر ترقیاتی اخراجات ہوئے ہیں اس میں زیادہ تر اخراجات جناب والا! پی ایس ڈی پی کے حوالے سے ہوئے ہیں اور میری گزارش یہ ہے کہ ویسے بھی، ہاں ایک بات یہ ہے کہ بلوچستان مالی بحران کا شکار ہے مرکز سے ہمیں پیسے نہیں مل رہے ہیں یہ ایک حقیقت ہے مگر جتنے آنے چاہیے تھے وہ نہیں آئے مثلًا اس وقت جناب والا! یہ اٹھ مہینے میں ڈیڑھارب روپے کا شارت فال ہے جتنے صوبے کو محصل آنے تھے وفاتی گورنمنٹ سے وہ اس حساب سے نہیں آئے لیکن پھر میں یہ گزارش کروں گا قائد حزب اختلاف سے باقی دوستوں سے کہ یہ تو آپ ہمیں داد دیں کہ ہم نے ان مشکلات کے باوجود جو ہے کوئی ترقیاتی کام روکے نہیں اور جناب والا! اگر آپ وزراء کی تنخوا ہوں کا اور ان کے جتنے اخراجات ہیں ان کا اگر آپ پرستیج کے لحاظ سے اندازہ لگائیں وہ تو امء کے برابر بھی نہیں آتے تو اس میں، میں یہ نہیں سمجھتا کہ وزراء کی تنخوا ہوں کی وجہ سے یہ ہوا ہے وزراء کی تنخوا ہوں کا ذرا آپ لیں جناب والا! جس طرح کہ قائد حزب اختلاف نے فرمایا کہ کوئی پانچ لاکھ روپے، پانچ لاکھ روپے تو وزیر اعلیٰ کی تنخوا بھی نہیں ہے اور

جناب والا! اس کے ساتھ ساتھ میں یہ گزارش کروں کہ موجودہ تحریک جو ہے قابل پذیرائی نہیں ہے میری گزارش ہے قائد حزب اختلاف سے کہ وہ اس پر زور نہ دیں اور اس ہاؤس کے سامنے جو کچھ میں نے کہا ہے میں نے ایمانداری سے کہا ہے کوئی چیز میں نے آپ سے نہیں چھپائی ہے اور نہ ہی میرا ارادہ ہے آئندہ کوئی چیز اس معزز ایوان کے سامنے چھپانے کی جہاں تک یہ بات ہے کہ ہماری مدد کریں آپ بلوجستان کو جتنے وسائل ملنے ہیں وفاقی حکومت سے اس میں آپ کا تعاون بھی ہمیں درکار ہے پر لیں والوں کی تعاون ہمیں درکار ہے مختلف اداروں کے تعاون بھی ہمیں درکار ہے تو اس کے لئے آئیے مشترک کوشش کرتے ہیں آپ بھی کوشش کریں ہم اپنی جگہ پر آپ اپنی جگہ پر یہ میری گزارش تھی جناب اپیکر!
جناب ڈپٹی اپیکر: کچکوں صاحب آپ فناں منشرا جو اسٹیمیٹ انہوں نے دیا، آپ مزید اس پر

پہلے اس کو ہم دیکھ لیتے ہیں۔

He who follow the rules

کچکوں علی ایڈو وکیٹ (قائد حزب اختلاف): جناب والا! میں آپ کو appreciate کرتا کہ آپ کہتے ہیں کہ Follow the rules ہم تو آئیں کو تھوڑا ہے ہیں اس کو بات کرنے دیں وہ بھی پوائنٹ آف آرڈر پر ہے۔

جناب ڈپٹی اپیکر: جناب والا! اس کے بعد I to follow the rules . I do follow the rules. جو بھی بات ہوتی ہے میں حکومت کا موقف سنا میں نے محرک کا اسٹیمیٹ سنا I to giving my ruling.

کچکوں علی ایڈو وکیٹ (قائد حزب اختلاف): جناب اپیکر! If you go through the rule you are a advocate you گے بالکل صاحب جناب ڈپٹی اپیکر: پہلے ٹکینکلیز پر جائیں گے are a law man.

کچکوں علی ایڈو وکیٹ (قائد حزب اختلاف): دیکھیں اپیکر صاحب! آپ زیارت وال کو بات کرنے کا موقع دیں۔

جناب ڈپٹی اپیکر: یہ معاملہ روزمرہ معاملہ کے متعلق ہونے کے علاوہ اخباری خبر پر ہمیں ہے جو قاعدہ نمبر ۲۳ کے تحت ناقابل پذیرائی ہونے کے باعث ٹکینکل بنیادوں پر یہ تحریک خلاف ضابط قرار دی جاتی ہے

جناب چکول صاحب آپ مشترکہ تحریک فی الامر پیش کریں جی جمعہ خان بگٹی
This is my ruling
On his point of order.

میر جمعہ خان بگٹی: چھاؤنیوں کے متعلق میری ایک تحریک التوا جمع ہوئی ہے جو یہاں پر نہیں پہنچی ہے۔
جناب ڈیٹی اسپیکر: چھاؤنیوں کے متعلق ، وہ چیمبر میں ہم نے اس کو نمائادیا ہے
آپ کو **convey** ہو جائے گا۔ According to the rules.

میر جمعہ خان بگٹی: سر! جب یہاں پر پیش ہی نہیں ہوا ہے تو آپ نے وہاں کیسے نمائادیا، یہاں پر تو پیش ہونا
چاہیے یہ جناب! تحریک التوا ہے آپ وہاں پر اسے -----

چکول علی ایڈوکیٹ (قاائد حزب اختلاف): جناب اسپیکر صاحب! میرے خیال میں آپ ہمیں اسمبلی
میں جب بولنے کی اجازت نہیں دیں گے۔

جناب ڈیٹی اسپیکر: آپ ہی مجھے کہتے ہیں کہ Rules follow کریں۔
چکول علی ایڈوکیٹ (قاائد حزب اختلاف): سر! آدب کے ساتھ آپ نے جو رو لنگ دی ہم نے اس کو
OK کر دیا ہم نے thanks بھی آپ کو کہا لیکن یہ جو ہماری تحریک استحقاق وغیرہ ہوتے ہیں آپ
انہیں kill کرتے ہیں اپنے چیمبر میں میری سی ایم صاحب سے یہ گزارش ہے ایسا نہیں کہ ہم لوگ اسمبلی
سے نکلے روڑوں پر جائیں یہاں ہم لوگ سنجیدگی سے ان بالتوں کو ڈیبیٹ کرنا چاہتے ہیں آپ کے مفاد
سو سائٹی کے مفاد ہونے اگر یہ تحریک التوا کو دیکھیں ہمارے لیڈر ہمیں پوچھتے ہیں کہ بھی آپ لوگوں نے
تحریک استحقاق یا تحریک التوا پیش کی تھی یا نہیں چھاؤنیوں کے سلسلے میں ہم کہتے ہیں ہم نے پیش کیا لیکن
وہاں چیبر میں اس کو kill کیا گیا دیکھیں وہاں پر ہم لوگ مینٹ کر لیں گے، میں کہتا ہوں کہ سر! یہاں جو
ایک ڈیبیٹ ہو گا وہ مہذب انداز میں ہو گا اور یہاں جو ڈیبیٹ ہو نگے یہ ہمارے حق میں شامل ہونگے اگر
آپ یا اپنے اختیارات use کر لیں گے اس کا میں کہتا ہوں -----

جناب ڈیٹی اسپیکر: am not miss using my authority.

چکول علی ایڈوکیٹ (قاائد حزب اختلاف): میں کہتا ہوں سر! آپ کو صواب دیدی اختیارات یہ دیئے گئے
ہیں کہ ایک قرارداد adopt کیا گیا ہے فیڈرل گورنمنٹ اس کی violation کر رہی ہے آیا یہ عقل

قانون دلائل منطق کے خلاف نہیں کہ آپ اس کو اپنے چیمبر میں kill کر لیں گے اس پر ہمیں کیا کرنا ہے آپ ہمیں دیوار سے لگادینگے ہم لوگ کیا کر لینگے یہاں آپ کو خدا صبر دے سننے کی اور ہم لوگ قانون آئین کے دائرے میں ہوتے ہوئے ان پر ڈبیٹ کرنا چاہتے ہیں۔

جناب ڈیپلی اسپیکر: آپ یہ تحریک پیش کریں جس کے لئے میں نے آپ کو دعوت دی ہے۔

کچکول علی ایڈو وکیٹ (قائد حزب اختلاف): سر! یہ جو تحریک کا معاملہ ہے آپ نے اس کو جو چیمبر میں kill کیا ہے۔

میر جمعہ خان بگٹی: جب چیبر میں ہی kill کر کے رکھ دیا تو ہمارے آنے کی ضرورت ہی کیا ہے جناب! اور کس وجہ سے آپ نے اسمبلی میں -----

جناب ڈیپلی اسپیکر: دیکھیں جو آپ کی تحریک ہے اگر رونر پر آتی تو ہم اسمبلی میں لے آتے اس پر اجلاس بلایا گیا۔ اس کا تعلق وفاق سے ہے اور قاعدہ ایک سو گیارہ کوآپ ملاحظہ فرمائیں۔

میر جمعہ خان بگٹی: جناب! آپ یہاں پر لا کر اس کو پیش تو کریں اسمبلی کی قراردادوں کا جو حشر ہو رہا ہے۔ جناب ڈیپلی اسپیکر: Minister parliamentary affairs جی۔

میر عبدالرحمن جمالی (وزیر ایں اینڈ جی اے ڈی): میں گزارش کروں گا آپ سے یہ ہمارے معزز ممبر صاحبان نے جو تحریک دی تھی اس میں ہمیشہ ان لوگوں کی تحریک آئی ہیں تحریک التوا بھی آئی ہے تحریک استحقاق بھی آئی ہے مگر میں ان سے گزارش کروں گا کہ اسپیکر صاحب! prerogative ہوتا ہے اگر وہ سمجھتے ہیں کہ یہ تحریک کو پیش نہیں ہونا چاہیے یا کسی وقت اس میں کوئی غلطی ہوتی ہے تو تب ہی جا کر اسپیکر صاحب! ان کو چیبر میں kill کرتے ہیں میں ان سے گزارش کروں گا کیونکہ یہ اسمبلی کا اجلاس انہوں نے ریکووٹ کیا ہوا ہے اور ایک ایجنسڈ ادیا ہوا ہے اس کے مطابق ہم چلیں تو ان کی بڑی مہربانی ہو گی اگلے اجلاس میں جو بھی یہ تحریک لانا چاہیں بھلے ان کی مرضی ہے یہ لے آئیں ہم welcome کریں گے۔

جناب ڈیپلی اسپیکر: جی کچکول صاحب آپ مشترکہ، جی سلیم کھوسہ صاحب۔

سلیم احمد کھوسہ: جناب اسپیکر! ہماری ایک تحریک التوا جمع ہے بہر حال آپ نے kill کر دیا ہے وہ الگ بات ہے لیکن جو سوئی کے متاثرین تھے وہ اس وقت سب باہر موجود ہیں جن کے ساتھ زیادتی کی گئی ہے

جن کے گھر منہدم کیسے گئے جنہیں غیر قانونی طور پر گھروں سے بے خل کیا گیا تو میں گزارش یہ کرنا چاہتا ہوں کوئی کمیٹی مقرر کی جائے ان کو تو کم سے کم کوئی تسلی دیا جائے بھتی ان کے ساتھ یہ زیادتی کیوں کی جا رہی ہے۔

جناب ڈیپلی اسپیکر: will advice you | کہ آپ قائد ایوان سے مل لیں۔

میر عبدالرحمن جمالی (وزیر ایں اینڈ جی اے ڈی): اگر مجھے اجازت دی جائے ان کا مسئلہ بڑی آسانی سے حل کر سکتے ہیں اس میں یہ میں گزارش کروں گا اپنے بھائیوں سے یہ جو واقعہ بیان کر رہے ہیں واقعی اس بارے میں سوچنا چاہیے صرف مسئلہ یہ ہے کہ ابھی تک کمیٹر کے چیئرمین elect نہیں ہوئے ہیں جو کہ بڑے افسوس کی بات ہے اور ہم نے جناب اسپیکر صاحب کوئی دفعہ یادداہی کرائی ہوئی ہے کہ جی جتنا جلدی ہو سکے آپ کمیٹر کے چیئرمین elect کریں تاکہ یہ جو مسئلہ مسائل ہیں یہاں کمیٹر میں چلے جائیں اور ان کا حل نکل آئیں تاکہ ہمارے جو مزز بھائی صاحبان ہیں ان کو تکلیف نہ ہو اس سلسلے میں۔

جناب ڈپلی اسپیکر: جی جمعہ خان صاحب!

میر جمعہ خان بگٹی: انہوں نے کہا وہ جا کر کے اپنے اعتراضات جمع کرائیں لوگوں نے جا کر کے اپنے اعتراضات جمع کرادی ہے کہ ہم کسی بھی صورت میں کسی بھی قیمت پر اپنی زمینوں سے دستبردار نہیں ہونگے رات کے اندر میں جناب! طاقت کے ذریعے سب کے گھر بلڈوز کر دیئے گئے ہیں اور یہاں پر یہ فرمایا گیا کہ کسی کا گھر مساما نہیں کیا گیا ہے تو میں دعوت دیتا ہوں کوئی بھی پاریمانی پارٹی یہاں سے میرے ساتھی آئیں اور موقع کا خود ملاحظہ کریں آیا مسامار کئیے گئے ہیں یا نہیں۔

جناب ڈپلی اسپیکر: کچکوں صاحب! آپ اپنی مشترکہ قرارداد پیش کریں۔

میر جمعہ خان بگٹی: صوبائی اسمبلی کی قرارداد کا اگر یہی حشر ہونا ہے تو دنیا کو بے وقوف کرنے یہ ڈھونگ اور یہ جمہوریت کس چیز کا، اعلان کیا جائے کہ کوئی جمہوریت نہیں کوئی اسمبلی نہیں ہے جناب!

جناب ڈپلی اسپیکر: کچکوں علی صاحب یا ان میں سے کوئی بھی اپنی مشترکہ قرارداد پیش کریں۔

عبدالرحیم زیارت وال ایڈو وکیٹ: پاؤٹ آف آرڈر جناب اسپیکر!

جناب ڈپلی اسپیکر: تو یہ آرہی ہے اس پر آپ ڈپیٹ کر سکتے ہیں۔

عبدالرحیم زیارتوال ایڈوکیٹ: آپ ڈبیٹ کی بات کر رہے ہیں میں جس بات پر بول رہا ہوں آپ مجھے اجازت نہیں دیتے ہیں۔

جناب ڈیپی اسپیکر: جی رحیم زیارتوال صاحب!

عبدالرحیم زیارتوال ایڈوکیٹ: آپ کو کہاں سے ہدایت آئی ہے کہ فلاں آدمی کو آپ نے اجازت نہیں دینا ہے بونے کی یا پہلے مجھے وہ بتادیں یا پھر مجھے بات کرنے دیں۔

جناب ڈیپی اسپیکر: کہیں سے ہدایت نہیں آئی ہے آپ بولیں۔

عبدالرحیم زیارتوال ایڈوکیٹ: صح میں نے تحریک التواجع کرائی ہے بلوچستان یونیورسٹی کے بارے میں وہ بہاں ٹیبل نہیں ہے۔

جناب ڈیپی اسپیکر: وہ آپ نے اجلاس شروع ہونے کے وقت دیا ہے اور روفر کے تحت ایک گھنٹہ پہلے آپ کو دینا چاہیے۔

عبدالرحیم زیارتوال ایڈوکیٹ: میں نے نوبجے جمع کروایا ہے جناب اسپیکر!

میر عبدالرحمٰن جمالی (وزیر ایس ائیڈ جی اے ڈی): آپ کے جو روز ہیں وہ بھی امینڈمنٹ منٹ چاہتے ہیں ہمارے محترم صاحبان کیا کرتے ہیں ایک گھنٹہ پہلے آ کے تحریک جمع کرا دیتے ہیں ایک پرانی ٹریڈیشن ہے آپ اگر اجازت دیں تو میں تھوڑا سا بولوں۔۔۔۔۔۔

جناب ڈیپی اسپیکر: زیارتوال صاحب آپ کی ایک گھنٹہ پہلے آنی چاہیے تھی تحریک۔۔۔۔۔۔

عبدالرحیم زیارتوال ایڈوکیٹ: ایک گھنٹہ پہلے جمع کروایا ہے جناب!

میر عبدالرحمٰن جمالی (وزیر ایس ائیڈ جی اے ڈی): حالانکہ اس کے لئے آپ کو ایک ہفتہ پہلے کہ آپ اپنی تحریک جمع کرائیں اسمبلی میں اور اس لحاظ سے پرانی ٹریڈیشن چلتی آ رہی ہے۔

عبدالرحیم زیارتوال ایڈوکیٹ: جمالی صاحب! suggestion نہیں روز ہیں اگر آپ اس روز کو ٹریڈیشن کہتے ہیں تو پھر ہم کہاں جائیں گے۔ آپ سے میری گزارش ہے He well and good ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے۔۔۔۔۔۔

جناب ڈیپی اسپیکر: کچکوں صاحب یہ جو مشترکہ قرارداد ہے کوئی آپ میں سے پیش کرے گا؟ اس طرح

بات نہیں ہو گی نہ، آپ نے اس کو follow کرنا ہے، آپ نے جو اچنڈا دیا ہے اس کو کریں۔

سردار ثناء اللہ زہری: آپ تحریک استحقاق کو اس طرح kill کرتے رہیں گے جہاں تک زیارت وال صاحب کا ہے وہ آپ نے kill کر دیا ہے جمعہ خان بگٹی صاحب کا آپ نے kill کر دیا ہے کچکول صاحب کو آپ بولنے نہیں دے رہے ہیں تو requisition کا فائدہ کیا ہے تو آپ نہیں بتا دیتے تو ہم آتے ہی نہیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: سردار صاحب! میں تو اپوزیشن کو دعوت دے رہا ہوں کہ ایچنڈا کے مطابق آپ اپنی تحریک پیش کریں اگر آپ نہیں کرتے ہیں تو اس میں میرا تو قصور نہیں ہے میں تو آپ کو دعوت دے رہا ہوں کہ اپنی تحریک پیش کریں۔

عبدالرحیم زیارت وال ایڈوکیٹ: میر جمعہ خان بگٹی کا نہیں ہے ان کا نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: میں نے آپ کو اس کا جواب دے دیا ہے۔

عبدالرحیم زیارت وال ایڈوکیٹ: جناب اسپیکر! قرارداد آئی تھی چھاؤںوں کے بارے میں اور یہ صوبائی ایوان ہے یہ ہمارا سب سے مقتدر ادارہ ہے اس میں اتفاق رائے سے اس قرارداد کو پاس کر دیا ہے اگر فوج اس ایوان کو نہیں مانتی اس کی چھٹی کر دیں اگر یہ ایوان ہے اور یہ ڈھونگ رچانے کے لئے ایوان ہے تو آپ-----

جناب ڈپٹی اسپیکر: اس تحریک کو کوئی پیش کر رہا ہے آپ اپوزیشن میں سے کیونکہ This is the last item in agenda.

عبدالرحیم زیارت وال ایڈوکیٹ: وہ بھائی یہ صوبائی خود اختیاری میں مداخلت ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: This is the last item in agenda اگر کوئی اس کو نہیں پیش کرتا ہے۔

عبدالرحیم زیارت وال ایڈوکیٹ: آپ صوبائی خود اختیاری کا دفاع نہیں کرتے آپ فوج کے behalf جو وہاں سے فیصلہ آتا ہے وہ مقتدر ہوا کرتا ہے باقی پاکستان کے چودہ کروڑ عوام یہ کچھ بھی نہیں ہے اس کے ایوان بھی کچھ نہیں ہے اس کے پارلمیٹر نہیں ہیں تمام جو چیزیں ہیں آپ اس طرح ان کو بلند وزنہ کریں برائے خدا آب جو چیز آگئی ہے اسمبلی کا استحقاق ہے یہ تمام اسمبلی نے متفقہ طور پر اس کو پاس کیا ہے اس کی لاج رکھیں اور اگر نہیں رکھیں گے تو آپ کا خیال یہ ہے کہ زیارت وال نہیں ہو گا میں بیٹھا رہوں گا آپ بھی نہیں

ہو گئے کوئی بھی نہیں ہو گا۔

میر جمعہ خان بگٹی: ہماری تحریکیں یہاں پر پیش ہونی چاہئیں جناب! یہاں پر اس پر discuss ہونا چاہیے ڈیبیٹ ہونا چاہیے۔ اس کے بعد آپ بینک انہیں reject کر دیں لیکن اس پر بحث ہونی چاہیے۔

جان محمد بلیدی: پواسٹ آف آرڈر جناب! اجازت دیں۔

جناب ڈیپی اسپیکر: جی جان محمد بلیدی ان پواسٹ آف آرڈر، جان محمد بلیدی۔

جان محمد بلیدی: جناب والا! ہم یہ گزارش کرنا چاہتے ہیں کہ جس طرح دوستوں نے کہا کہ یہ ایوان ایک مقدس ادارہ ہے اور ہم چاہتے ہیں کہ ہمارے جتنے بھی ایشوؤز ہیں لوگوں کے عوام کے جہاں مسائل ہیں ان کو یہاں لاٹئیں اور اس پر بحث کریں اور باقاعدہ طور پر جور و نزدیکی لیش ہے نوبجے جو ہے آپ کے افسیز کھولتے ہیں نوبجے ہم آکر جمع کر دیتے ہیں لیکن پھر بھی ان کو آپ ٹیبل نہیں کرتے ہیں ایک تحریک استحقاق سردار کے نام سے صحیح جمع ہوئی یہ دیکھیں اسمبلی کے حوالے سے کتنی بڑی بات ہے لیکن لوگوں کے گھروں کو مسماں کیا گیا لوگوں کو گھروں سے بے خل کیا جا رہا ہے لوگ آکر اسمبلی کے گیٹ پر کھڑے ہیں تو آل ریڈی وہ ساری چیزیں پیش ہونی چاہئیں لیکن اس کے باوجود ہم دیکھ رہے ہیں کہ یہاں تمام مسائل کو آپ جو ہے جس طرح اینڈل کر رہے ہیں اس سے مشکلات پیدا ہو گے۔

جناب ڈیپی اسپیکر: جی بلیدی صاحب آپ اس تحریک استحقاق کے بارے میں بتا رہے ہیں جو سردار شاء اللہ صاحب نے پیش کیا یہ بغیر سائز کے ہے۔

جان محمد بلیدی: تو میں نے سر! سائز کیا۔

جناب ڈیپی اسپیکر: جو پیش کرتا ہے انکا دستخط ہونا ضروری ہوتا ہے آپ بھی ماشاء اللہ سمجھدار ہیں آپ rules follow کیا کریں۔

چکوں علی ایڈ ووکیٹ (قائد حزب اختلاف): جناب! آپ نے یہ کہا تھا کہ ہم روپر کے مطابق چلیں گے دیکھیں یہ جو وہاں ڈیرہ بگٹی میں اس وقت گھروں کو منہدم کر رہے ہیں نوبجے جو تحریک التوا پیش کیا ہے ہمارے جور و نزدیک ہیں اے کے تحت ایک گھنٹہ پہلے ہم لوگوں کو تحریک التوا سیکرٹریٹ میں submit کرنا

ہے ہم نے اپنی ذمہداری پوری کی جناب والا! اگر اسکو آپ kill نہ کر دیتے کاش اس وقت جو irregularity ہے اس پر اگر اسمبلی میں سنجیدگی سے debate ہوتا اس میں کس چیز کی قباعت وہاں لوگوں کے گھروں کو منہدم کر رہے ہیں وہاں لوگوں کو ذلیل و خوار کر رہے ہیں آپ لوگ ان چیزوں کو ڈیپیٹ کرنے کے لئے اسٹیکل پیدا کر رہے ہیں۔

جناب ڈیپیٹ اسپیکر: کچوں صاحب گزارش یہ ہے کہ آپ جس تحریک کی بات کر رہے ہیں ایک توجہ آپ نے پیش کی جمعہ خان صاحب کی supporting documents نہیں تھی اس کے بعد وہی چیز چھ مہینے پہلے چھاؤں کا یہاں discuss ہو چکا ہے قرارداد کی شکل میں تو چھ مہینے کے اندر وہ چیز دوبارہ نہیں ہو سکتی ہے You try to understand me.

سردار ثناء اللہ زہری: چھ مہینے پہلے کیا تھا کیا عمل درآمد کیا ہے آپ نے۔

جناب ڈیپیٹ اسپیکر: میں نے روڑ پڑھے ہیں اور اس کے تحت فیصلہ کیا ہے۔ اور آپ اپنی مشترک تحریک کو-----

کچوں علی ایڈوکیٹ (قائد حزب اختلاف): جناب! آپ کا یہنا کہ ایوان میں ایک قرارداد پیش ہوئی ہے اس پر چھ ماہ تک ڈیپیٹ نہیں ہو سکتی ہے یہ جناب! resolution کے سلسلے میں ہے یہ جو adjournment motion ہے اس پر کوئی قدغ نہیں ہے اگرچہ آپ کو judicial mind نہیں ہے آپ پولیٹیکل مائینڈ apply کرتے۔ یہ ساری چیزیں ایسی ہیں آپ جان بوجھ کر ہمارے لئے بھی پر ابلم پیدا کرتے ہیں۔

جناب ڈیپیٹ اسپیکر: آپ وقت ضائع کر رہے ہیں آپ لاست آئیٹم پر آئیں۔

عبد الرحیم زیارت والی ایڈوکیٹ: جناب! آپ جو یہ روں کی بات کر رہے ہیں یہ قرارداد منظور ہوئی ہے ہم دوسری قرارداد چھ ماہ تک نہیں لاسکتے ہیں لیکن قرارداد کی violation جو ہو رہی ہے تو اس ایوان کا استحقاق بھی بتتا ہے تحریک التوابی بنتا ہے آپ ان چیزوں کو خود دیکھ لیں ان کو پڑھ لیا کریں اور اس کے بعد جواب دیا کریں۔ یہ جواب آپ نے دیا ہے تک سے دیا ہے قانون یہ نہیں ہے اس کا قاعدہ یہ ہے کہ یہ جو قرارداد ہم لے آئے ہیں وہ ایوان نے متفقہ طور پر منظور کر لیا ہے اور اس کے بعد جو منظور ہوا ہے

اس کی خلاف ورزی ہو رہی ہے حکومت اس کی خلاف ورزی کر رہی ہے اس ایوان کا حق بتتا ہے اس کو پابند بنائیں کہ روں کی violation نہ ہو۔

جناب ڈیپلی اسپیکر: گورنمنٹ اس چیز کا جواب آپ کوتب دے گی جب آپ پیش کریں میں آپ کو بار بار کہہ رہا ہوں کہ آپ پیش کریں آپ پیش ہی نہیں کر رہے ہیں۔ ایجاد آپ کا ہے۔

کچکول علی ایڈو وکیٹ (قائد حزب اختلاف): جناب اسپیکر! آپ جتنی بات کر لیں گے بچ کو بولنا نہیں چاہئے۔ ورنہ آپ tamper loose کر لیں گے آپ خاموش رہیں ہمیں بولنے دیں۔ آپ کو خا موش رہنا چاہئے۔ جناب! یہ جو باہر ڈیرہ بُجھی کے لوگ آئے ہیں ٹریشری پیپر کے کچھ دوست آ جائیں ان کو ہم تسلی دیں یہاں سے سردار صاحب جائیں گے وہاں سے کوئی ذمہ دار ہوم منستر ہو جائے۔

جناب ڈیپلی اسپیکر: کچکول صاحب یہ جو کچھ آپ فرمار ہے ہیں آپ اپنی قرارداد تو پیش کریں۔

کچکول علی ایڈو وکیٹ (قائد حزب اختلاف): جناب! وہ تو میں پڑھلوں گا آپ ہاؤس سے آدمی بھیج دیں وہ ان کو تسلی تو دیں۔

جناب ڈیپلی اسپیکر: آپ اپنی تحریک تو پیش کریں۔

کچکول علی ایڈو وکیٹ (قائد حزب اختلاف): جناب! ہم تو شام تک بولیں گے اور جو آدمی وہاں باہر کھڑے ہیں دو آدمی جائیں وہاں ان مسئللوں کو حل کر دیں والجہ۔

سردار شناء اللہ زہری: جناب! میں قائد ایوان سے گزارش کرتا ہوں کہ وہاں دو آدمی بھیج دیں۔ تسلی دینے کے لئے ہوم منستر اور سید احسان شاہ چلے جائیں ان سے بات کر لیں ان کو دیکھ لیں تاکہ وہ چلے جائیں۔

میر جمعہ خان بُجھی: آپ کے دروازے پر آئے ہیں کچھ تو خیال کریں۔

میر عبدالرحمن جمالی (وزیر ایں اینڈ جی اے ڈی): جناب! میری گزارش ہے میری عرض سنیں ایوان میں ایک چیز پیش ہی نہیں ہے حکومت اس کی پابند تو نہیں ہے ویسے ہمارے بھائی ہیں اگر مسئلہ ہے ہم اس کو حل کرنے کے لئے تیار ہیں اور قانونی لحاظ سے نہ کوئی تحریک آئی ہے نہ کوئی بات ہے حکومت اس کی پابند تو نہیں ہے۔ باقی ہماری ہمدردی ہے حاجی جمل خان سے اگر کوئی مسئلہ ہے ہم حل کرنا چاہتے ہیں۔ نہ کوئی تحریک التوا ہے نہ کوئی موشن ہے حکومت اس کی پابند تو نہیں ہے۔

میر جمعہ خان بگٹی: جناب! آخروہ متاثرین ہیں ان کے گھر سارے مسماں کر دیجے گئے ہیں اگر آپ کے دروازے پر آئے ہیں تو یہاں سے سلوک کس values میں ہے آپ ان سے مل بھی نہیں۔

جناب ڈیپی اسپیکر: کچلول صاحب آپ اچنڈا پر آئیں۔

سیدا حسان شاہ (وزیر خزانہ): جناب! اگر باہر جانا ہے جو لوگ باہر آئے ہوئے ہیں تو ان کی بات سننا یا ان کو تسلی دینا میری تجویز ہے ایک ہوم منسٹر ایک جان محمد جمالی صاحب اور دودوست اس طرف سے دے دیں یہ جا کر ان سے بات کر لیں۔

میر جمعہ خان بگٹی: نی لوگ پہلے بھی آئے ہیں یہ کوئی پہلی دفعہ تو نہیں ہوا ہے لوگ آئے ہیں اور یہاں سے جا کر ان کو تسلی دی گئی ہے۔

میر عبدالرحمن جمالی (وزیر ایس اینڈ جی اے ڈی): جناب! حکومت سے رضامندی ہے حاجی جمعہ خان یہاں سے آدمی لے جائیں اپنے بگٹیوں سے بات کریں۔ کھوس صاحب چلے جائیں ان کو تسلی دے دیں مگر ان سے گزارش کریں کہ ہر وقت ایسا معاملہ نہ ہو۔

جناب ڈیپی اسپیکر: اختر لانگو No cross talk کچلول صاحب میں نے بہت سنا ہے اور کہہ دیا ہے مہربانی کر کے اچنڈے پر آئیں اگر آپ اس کے interested نہیں ہیں پھر کوئی مقصد نہیں تھا اسے requisite کرنے کا۔

میر عبدالرحمن جمالی (وزیر ایس اینڈ جی اے ڈی): میں نے آپ کی تحریک کا جواب دینا ہے۔

جناب ڈیپی اسپیکر: آپ سب تشریف رکھیں۔ بگٹی صاحب! لانگو صاحب! Order in the

house کچلول صاحب آپ اپنی تحریک پیش کریں۔

مشترکہ ”فی الامر تحریک“، منجانب جملہ ارکین حزب اختلاف و آزادی ثابت۔

مشترکہ فی الامر تحریک

سردار ثناء اللہ زہری: ہم جملہ حزب اختلاف و آزادی شتوں کے حامل ارکین اسے سمبلی، بلوچستان صوبائی

اسے سمبلی کے قواعد و انصباط کا مرکز یہ ۱۹۷۴ء کے قاعدہ نمبر ۱۸ کے تحت فی الامر تحریک کا نوٹس دیتے ہیں۔

تحریک یہ ہے کہ موجودہ غیر فطری حکومت عوامی حمایت اور اعتماد کھونے کے رد عمل کے نتیجے میں صوبہ میں

بالمجموع اور کوئی شہر میں بالخصوص صوبہ کی تاریخ میں ذیل ناقابل ملائی جانی و مالی اور عوامی املاک کے نقصانات کے حامل مسلسل بد سے بدترین واقعات کی روک تھام اور سد باب میں مکمل طور پر نہ صرف ناکام رہی ہے بلکہ مستقبل میں اس قسم کے رقت آمیر سانحات کی حوصلہ شکنی کی واضح اور عوامی حمایت یافتہ پالیسی وضع کرنا بھی موجودہ حکومت کے بس کی بات نہیں رہی ہے۔

۱۔ یہ کہ اس حقیقت سے کوئی ذی شعور انکار نہیں کر سکتا کہ موجودہ حکومت کے بر سر اقتدار آنے کے فوراً بعد کوئی شہر میں بم دھماکوں اور میزائل پھٹنے سے کئی بے گناہ شہری ہلاک و شدید زخمی اور متعدد سرکاری وغیر سرکاری قیمتی املاک کو نقصان پہنچایا گیا ہے۔

۲۔ یہ کہ سریاب روڈ پر ایک درجن کے قریب معصوم نوجوانوں کے قتل عام اور اس کے رد عمل میں سرکاری اور عوامی املاک کے نقصانات کے فوراً بعد ۲۰۰۳ء کو امام بارگاہ پرنس روڈ میں دہشت گردی اور ۲۰۰۴ء کو عاشورہ کے جلوس پر فائزگ کے نتیجے میں قتل عام اور عوامی و سرکاری املاک کو اربوں روپے کے نقصانات جیسے یہ بعد دیگرے سُگین سانحات رونما ہونے اور لورالائی کے قریب مرد عورتوں اور بچوں پر مشتمل بارہ مسافر جو کہ مسافر بس سے اتار کر اغوا کیا گیا اور اب تک پر غمال مسافروں کی بازیابی کے ساتھ ملزمان کی گرفتاری میں ناکامی کے بعد موجودہ حکومت کے مزید بر سر اقتدار رہنے کا کوئی اخلاقی اور قانونی جواز باقی نہیں بتا۔

۳۔ یہ کہ عوام کی جان و مال کے تحفظ کی اوپرین فرائض منصبی کی انجام دہی میں مکمل ناکامی کے علاوہ اس ایوان میں متعدد یقین دہانیوں میں سے لیویز کو پولیس میں خدم کرنے کی بابت قرارداد نمبر ۹۹ پر کسی فیصلہ سے قبل مرکز سے رابطہ کرنا اس طرح سوال نمبر ۳۷ کے جواب میں ملازمتوں میں بے قعد گیوں و اقرباء پروری کے متعلق تحقیقات کی بابت کمیٹی کی تشکیل پر تاحال عمل درآمدہ ہونے اور سب سے بڑھ کر صوبہ میں گندم کے بحران اور روز بڑھتی ہوئی مہنگائی اور بیرون گاری میں اضافہ نیز آئین کے آرٹیکل (۲۹) اور اسمبلی روپ نمبر ۲۷ کے تقاضہ کے مطابق حکومت کی سالانہ کا کردار دیگری اور پالیسی کے اصولوں کی تکمیل سے متعلق رپورٹ تاحال ایوان میں پیش نہ کرنے جیسے غیر قانونی اقدامات کے علاوہ تمام محکمہ جات میں ملازمتوں میں زبان زد خاص و عام بے قاعدگیوں و اقرباء پروری اور ترقیاتی فنڈ کی تخصیص میں عدم

مساوات سے معاشرتی مسائل میں دن بدن اضافہ ہونے کی بناء موجودہ حکومت عوامی اعتماد کھوچکی ہے لہذا خالصتاً عوامی مفادات اور جمہوری اقدار کی پاسداری میں حکومت مستعفی ہو کر حزب اختلاف کو حکومت سازی کی دعوت دے دی جائے۔

جناب ڈیپلی اسپیکر: تحریک جو پیش کی گئی یہ ہے کہ موجودہ غیر فطری حکومت عوامی حمایت اور اعتماد کو نے کے بعد عمل کے نتیجے میں صوبہ میں بالعموم اور کوئی شہر میں بالخصوص صوبہ کی تاریخ میں ذیل ناقابل تلافی جانی و مالی اور عوامی املاک کے نقصانات کے حامل مسلسل بد سے بدترین واقعات کی روک تھام اور سد باب میں مکمل طور پر نہ صرف ناکام رہی ہے بلکہ مستقبل میں اس قسم کے رقت آمیر سانحات کی حوصلہ لٹکنی کی واضح اور عوامی حمایت یافتہ پالیسی وضع کرنا بھی موجودہ حکومت کے بس کی بات نہیں رہی ہے۔

۱۔ یہ کہ اس حقیقت سے کوئی ذی شعور انکار نہیں کر سکتا کہ موجودہ حکومت کے بر سر اقتدار آنے کے فوراً بعد کوئی شہر میں بم دھماکوں اور میزائل پھٹنے سے کئی بے گناہ شہری ہلاک و شدید زخمی اور متعدد سرکاری وغیر سرکاری قیمتی املاک کو نقصان پہنچایا گیا ہے۔

۲۔ یہ کہ سریا ب روڈ پر ایک درجن کے قریب معصوم نوجوانوں کے قتل عام اور اس کے بعد میں سرکاری اور عوامی املاک کے نقصانات کے فوراً بعد ۲۳ مارچ ۲۰۲۳ء کو امام بارگاہ پرنس روڈ میں دہشت گردی اور ۲۴ مارچ ۲۰۲۳ء کو عاشورہ کے جلوس پر فائزگ کے نتیجے میں قتل عام اور عوامی و سرکاری املاک کوار بول روپے کے نقصانات جیسے یہ بعد دیگرے سعین سانحات رونما ہونے اور لورالائی کے قریب مرد عورتوں اور بچوں پر مشتمل بارہ مسافر جو کہ مسافر بس سے اتار کر اغوا کیا گیا اور اب تک پر غمال مسافروں کی بازیابی کے ساتھ ملزمان کی گرفتاری میں ناکامی کے بعد موجودہ حکومت کے مزید بر سر اقتدار رہنے کا کوئی اخلاقی اور قانونی جواز باقی نہیں بتا۔

۳۔ یہ کہ عوام کی جان و مال کے تحفظ کی اولین فرائض منصبی کی انجام دہی میں مکمل ناکامی کے علاوہ اس ایوان میں متعدد یقین دہانیوں میں سے لیویز کو پولیس میں ختم کرنے کی بابت قرارداد نمبر ۹۹ پر کسی فیصلہ سے قبل مرکز سے رابطہ کرنا اس طرح سوال نمبر ۳۷۸ کے جواب میں ملازمتوں میں بے قعد گیوں و اقرباء پروری کے متعلق تحقیقات کی بابت کمیٹی کی تشکیل پر تا حال عمل درآمد نہ ہونے اور سب سے بڑھ کر

صوبہ میں گندم کے بگران اور روز بروز بڑھتی ہوئی مہنگائی اور یہ روزگاری میں اضافہ نیز آئیں کے آرٹیکل ۲۹ (۳) اور اسمبلی روپ نمبر ۲۷ کے تقاضہ کے مطابق حکومت کی سالانہ کارکردگی اور پالیسی کے اصولوں کی تتمیل سے متعلق رپورٹ تا حال ایوان میں پیش نہ کرنے جیسے غیر قانونی اقدامات کے علاوہ تمام محکمہ جات میں ملازمتوں میں زبان زد خاص و عام بے قادر گیوں واقر باء پروری اور ترقیاتی فنڈ کی تخصیص میں عدم مساوات سے معاشرتی مسائل میں دن بدن اضافہ ہونے کی بناء موجودہ حکومت عوامی اعتماد کھوچکی ہے لہذا حاصل تا عوامی مفادات اور جمہوری اقدار کی پاسداری میں حکومت مستغفی ہو کر حزب اختلاف کو حکومت سازی کی دعوت دے دی جائے۔ جی کچوں صاحب آپ اسکی admissibility پر کچھ بولیں گے؟

میر جمعہ خان بگٹی:

Sir ! point of order.

جناب ڈپٹی اسپیکر: Mir Juma Khan Bugti on a point of order.

میر جمعہ خان بگٹی: جناب! میں بھی اس اسمبلی میں تحریک التوالانے کی کوشش کی جس کو آپ ناجائز طریقے سے ظالمانہ طریقے سے اپنے چیمبر میں kill کیا تو میرے یہاں بیٹھیں بطور احتجاج میں اجلاس سے واک آؤٹ کر رہا ہوں سرا!

میر عبدالرحمن جمالی (وزیر ایس اینڈ جی اے ڈی): جناب اسپیکر صاحب! یہ حاجی میر جمعہ خان بگٹی صاحب نے ظالمانہ الفاظ استعمال کیا آپ ظالم ہیں؟ جناب!

اختر حسین لانگو: جناب! اس میں کوئی شک ہے کیا؟ سرافیف آئی اے میں ڈائریکٹر رہ چکے ہیں۔

میر عبدالرحمن جمالی (وزیر ایس اینڈ جی اے ڈی): وہ پھر الگ بات ہے

جناب ڈپٹی اسپیکر: No

میر عبدالرحمن جمالی (وزیر ایس اینڈ جی اے ڈی): سر! اس پر میں تھوڑی سی عرض کروں گا پھر کچوں صاحب کو فلور ملے گا یہ تحریک فی الامر کیا چیز ہوتی ہے یہ تو میرے خیال میں تحریک الامور ہے۔

کچوں علی ایڈوکیٹ (قائد حزب اختلاف): جمالی صاحب! خیر کوئی بات نہیں ہے ہم امور پر بات کریں گے۔

میر عبدالرحمن جمالی (وزیر ایس اینڈ جی اے ڈی): بالکل آپ بات کریں لیکن اس لفظ کو پہلے صحیح کریں۔

کچوں علی ایڈوکیٹ (قائد حزب اختلاف): جناب والا! یہ ذمہ داری اسمبلی سکریٹریٹ کی ہے کہ واحد کو جمع کر دیتا۔

میر عبدالرحمن جمالی (وزیر ایس اینڈ جی اے ڈی): کچوں صاحب! آپ مجھے ذاتی طور پر تادیں کہ یہ تحریک فی الامر ہوتی کیا چیز ہے؟

کچوں علی ایڈوکیٹ (قائد حزب اختلاف): جناب والا! ہم نے تو نہ تحریک الامر لکھی ہے یہ جو واقعہ ہوا ہے جو یہاں لوگ مرے ہیں جو یہاں املاک جل گئے ہیں یہ آپ کے اپنے اسمبلی سکریٹریٹ نے یہ لکھے ہیں یہ جو کلاسیکل ورڈ ہے۔

جناب ڈیٹی اسپیکر: کچوں صاحب! آپ اس پر اسٹیٹ منٹ دیں گے؟

کچوں علی ایڈوکیٹ (قائد حزب اختلاف): جناب والا! اس پر میں آخر میں بولوں گا۔

جناب ڈیٹی اسپیکر: کوئی بھی mover میں سے بولیں۔

کچوں علی ایڈوکیٹ (قائد حزب اختلاف): جناب والا! آپ روز کو دیکھ لیں ہر ایک mover کو آدھے گھنٹے کی اجازت ہوتی ہے۔

جناب ڈیٹی اسپیکر: کچوں صاحب! آدھا گھنٹہ تو زیادہ ہے۔

کچوں علی ایڈوکیٹ (قائد حزب اختلاف): سر اروں میں ہے۔

جناب ڈیٹی اسپیکر: جی جان محمد بلیدی صاحب!

جان محمد بلیدی: جناب اسپیکر! بہت مہربانی اور ایک اہم اشوجو واقعہ کوئٹہ میں ۲۰ مارچ کو رومنا ہوا ہے اور شاید اسی دن کی نخبر ہے اور ان دونوں ہم سب اخبارات بھی دیکھتے رہے حکومت کی طرف سے یہی بیانات آرہے تھے کہ اس بار عاشور کے موقع پر زبردست حفاظتی انتظامات کیے گئے ہیں اور کوئی ایسا واقعہ ہونے نہیں دیا جائے گا اور اسی دن ۲۰ مارچ کا اخبار جب آپ اٹھائیں گے تو وزیر اعلیٰ کا بھی بیان ہے اس نے مختلف جگہوں کا دورہ کیا اور وہاں جا کے دیکھا اور خود ہمارے صوبائی ہوم منسٹر کا بھی بیان ہے کہ ہر صورت میں امن و امان برقرار رکھا جائے گا کوئی کوتاہی اور غفلت برداشت نہیں کی جائیگی جملے تو بہت خوبصورت تھے لیکن اس کے باوجود ہم نے دیکھا کہ افسوس ناک واقعہ پیش آیا جہاں ۵۰ سے زیادہ لوگ ہلاک ہو گئے

اور سینکڑوں زخمی تو یہ صورتحال ہمارے سامنے آئی تو یہ ایک ایسی صورتحال تھی جسمیں پولیس انتظامیہ یا حکومت نے جو وعدے کیے اور جو بیانات دے رہے تھے وہی کے وہی رہ گئے صورتحال اس سے زیادہ بدتر ہو گئی جب اس واقعہ کے بعد جو اشتغال انگلیزی پھیلی اور دکانیں جلاتی گئی لوگوں کے املاک کو نقصان پہنچایا گیا اور افسوس ناک بات یہ ہے کہ خود اس دہشت گردانہ واقعہ میں اتنے لوگ ہلاک نہیں ہوئے جس کے reaction میں جتنے بھی لوگ مارے گئے اور یہ آپ نے بھی دیکھا ہوگا ہم نے بھی پڑھا ہوا گا خود متاز شیعہ رہنماء علامہ سید جان علی قاظمی نے یہ الزام لگایا کہ زیادہ تر لوگ اے ٹی ایف اور ایف سی نے ماریں ایف سی اور اے ٹی ایف کی گولیوں کے نشانہ زیادہ لوگ بنیں ان دہشت گردوں کے علاوہ یہ ہے وہ پولیس کی کارروائی یا وہ انتظامی کارروائی کہ ایک واقعہ ہونے کے بعد اس کو کس طرح کنٹرول میں رکھے اس کا کوئی پلان نہیں نظر نہیں اور نہ دیکھنے میں آیا ہے اور افسوس ناک بات ایک اور یہ ہے کہ اس پورے واقعہ کو آپ دیکھیں اور اخبارات میں بھی چھپی ہے کہ پولیس نے ایک شیل بھی فائز نہیں کیا ہے جو عام طور پر اس طرح کے واقعات ہوتے ہیں شیل کے ذریعہ لوگوں کو منتشر کرنے کی کوشش کی جاتی ہے لوگوں کو پیچھے دھکلینے کی کوشش کی جاتی ہے لیکن آپنے دیکھا کہ پولیس نے کوئی ایسا روں ادا کیا نہ کوئی شیل مارا نہ کوئی ایسی کار کر دگی دکھائی گئی کہ لوگوں کو منتشر کریں ہلاکتیں ہو رہی ہیں اور جو بتیں لاشیں پڑی ہوئی تھیں ان کو دفنانے نہیں دیا گیا صرف اس بنیاد پر کہ ان کو ایف سی نے اور اے ٹی ایف نے ان کا قتل عام کیا ہے تو یہ جو صورتحال ہے اس کو مزید گھمبیر بناتا ہے کہ ہماری انتظامیہ ہماری حکومت کس قدر ناکام ہو جاتی ہے دیکھیں بات دونوں طرف سے ہوتی ہے اول تو یہ کہ ہر وقت جو strategy بنتی ہے کہ فسٹ واقعہ کو کس طرح روکا جائے اگر خدا نخواستہ کوئی واقعہ ہوا اس کا سد باب کیسے کیا جائے لوگوں کو فوری طور پر ان کے املاک کو نقصان نہ پہنچا اور لوگوں کو نقصان نہ پہنچا لوگوں کو جذباتی حالت میں ایک دوسرے کو نقصان نہ پہنچا اس کے انتظام ہوتے ہیں لیکن ہم نے دیکھا کہ بلوچستان میں یہ سارے بلند بانگ دعوے کئے گئے لیکن اس کے باوجود کوئی عملی اقدام کا مظاہرہ نہیں کیا گیا کہ واقعی اس طرح ہوا اور جو واقعات میں دہشت گردوں نے جو کرنا تھا جو لوگ کرتے ہیں اور جن کو بھیجا جاتا ہے ان کو ٹرینڈ کیا جاتا ہے وہ اپنے سر پر کفن بلند کر آتے ہیں یا یوں کہیں کہ جب انسان ایک ہتھیار بن جاتا ہے اس کو روکنا مشکل ہے یہ اپنی جگہ ہے اور اس کے

ری ایکشن میں جو کچھ ہوا اس کو ہم سب نے دیکھا ہے وہ افسوس ناک واقعہ کی دوسری جو کڑی ہے وہ سب سے زیادہ ہے اس میں جوان تنظامی کمزوریاں نظر آتی ہیں ان کو ہم نظر انداز نہیں کر سکتے۔ اور یہ جو کچھ سارا ہوا دیکھیں اس کے اندر ورنی پہلو بھی ہے اس کے بیرونی پہلو بھی ہے یہ تو اس کا اندر ورنی پہلو یہ ہے کہ حکومت کی کمزوریاں ہیں اور بیرونی پہلو یہ ہے کہ ہماری حکومت یا مرکزی حکومت اور یہاں کی جو ہماری پالیسی رہی ہے ہماری جوفارن پالیسی ہے یا جو ہمارے ہمسایوں کے ساتھ ہمارا جو رو یہ رہا ہے جو ان کے معاملات میں مداخلت کا طریقہ کار رہا ہے اس کی بنیاد پر یہ ساری چیزیں ہمیں ورنے میں ملی ہیں دہشت گردیاں یہ جو ہو رہی ہیں حالیہ دنوں میں یہ آپ ہر جگہ دیکھیں گے یہمیں ورنے میں ملی ہے یہ غلط پالیسی رہی ہے ہماری حکومتوں کی جنہوں نے دوسروں کو خوش کرنے کے لئے غیر کو خوش کرنے کے لئے یا صاف الفاظ میں کہیں کہ بعض اوقات امریکہ کو خوش کرنے کے لئے ان کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے یہ سب کچھ کیا ہے آپ دیکھیں کہ افغانستان میں جو کچھ ہوا سویت یونین کے خلاف یا افغانستان میں ایک بہت بڑی آر گنائزیشن بنائی گئی۔

جناب ڈیٹی اسپیکر: آپ اس کو مختصر کریں کیونکہ دوسروں کو بھی موقع دیں۔

جان محمد بلیدی: بالکل مختصر ہے اس سے اور کیا مختصر ہو سکتی ہے تو ہم نے دیکھا کہ ہم نے انہی لوگوں کے خود کمیپ بنائے اور اس کا اظہار ہمارے علمائے دین یہاں اپنی پرلیس کانفرنسوں میں بھی کر رکھے ہیں کہ با قاعدہ کمیپوں میں لوگوں کو تربیگیں دی گئیں اس میں ہماری ایجنسیاں ہماری حکومتوں ہمارے لوگ خود اس میں involve تھے اور آپ نے دیکھا کہ وہ جہاد تھا افغانستان میں اور اس جہاد میں اس کے نام سے سب کچھ ہوا اور اپنے امریکی دوست کے کہنے پر سب کچھ کیا ہماری حکومتوں نے سب کچھ کیا سب کو خوش کرنے کے لئے انہی کو خوش کرنے کے لئے اپنا سب کچھ دا و پر لگا دیا اس کے بد لے میں ہمیں کیا ملا کلاشکوف کلچر، ہیروئین کلچر یہ ساری چیزیں ہمیں اور ایک بے روزگاری کا ایک بڑا طوفان اور اس کے بد لے پورا ہمارا معاشرہ ایک انتشار میں تبدیل ہو گیا پورا معاشرہ یوں کہیں کہ ان ایجنسیوں کے چنگل میں آ گیا کہ وہ جب چاہیں اس معاشرے کو نسیت و نابود کریں اور تباہ کریں اور بلوچستان جو اس کے جتنے بھی مسائل تھے لوگوں کو لڑانے کی یہاں پشوں بلوچ مسئلہ چھیڑا گیا بلوچستان کے امن و امان کو خراب کرنے

کے لئے بیاہ کرنے کے لئے وہ نا کام ہوا۔ کہیں بلوچوں کو آپ سے مسائلے پیدا کئے گئے کہیں
مذہبی مسائلے پیدا کر دیئے سب مسائلے میں نا کامی کے بعد ابھی بلوچستان کو ٹارگٹ رکھا گیا ہے کہ
بلوچستان کا جو ماحول ہے اور تمام سیاسی ^{تین} میں جو بلوچستان میں ہیں وہ متعدد ہو چکی ہیں اور بلوچستان کے
اشوپ اور بلوچستان کے مسائلے پر وہ ایک ہیں اس صوبے کو جو مثالی ہم سمجھتے ہیں اس معاشرے کو بیاہ کرنے
کی کوشش کی جا رہی ہے اور یہ سارے کرائے کے لوگ ہیں اور سارے کرائے کے لوگوں سے یہی مسئلہ
پیدا کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے کہ ہزارہ برادری کو پشتون سے لڑائیں ہزارہ برادری کو بلوچ سے لڑائیں
اور ان دہشت گروں سے کراٹیں کیونکہ ان دہشت گروں کو کوئی nationality نہیں ہوتی ہے۔ اس
کا مخصوص ذہن ہوتا ہے اس کا مخصوص brain wash کر کے تیار کیا جاتا ہے اور اپنے مقاصد کے
حصول کے لئے استعمال کیا جاتا ہے اس کے پیچھے جو دوسری بات ہے جو دوسری ہم کہتے ہیں جو ایک منافق
ذہن ہے تو ہم پھر امریکہ کے پیچھے جاتے ہیں وہ اس ریجن میں ہے دیکھیں جس طرح یہاں امریکی
مداخلت ہو رہی ہے مریکہ کو خوش کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے وانا آپریشن ہو کہیں بھی ہو یا سارے مسائلے
ہیں وہ امنیشنس ^{تین} terrorism کی بات ہو رہی ہے جہاں تک امنیشنس ٹریریزم کی بات ہو رہی ہے اتنی
جلدی شکریہ آپ مجھے بولنے دیں جب میں بات کرتا ہوں آپ مجھے بیچ میں ٹوک دیتے ہیں۔
جناب ڈیپلی اسپیکر: میں نے آپ کو پندرہ منٹ دیئے ہیں آپ اس کو ایک دو منٹ میں اس کو واپس کریں۔

Please cooperate with the chair.

جان محمد بلیدی: آپ مجھے موقع دیں اس طرح نہیں ہو گا سر! بیک وقت عراق میں بمب بلاست ہوتے
ہیں۔ بغداد میں ہوتے ہیں اور کوئی نہ میں، یعنی اس مسئلے کو آپ کس طرح جوڑیں۔ ہم بھی انسان ہیں سوچتے
ہیں ایک جگہ تین سو مسلمان مارے گئے کہیں آپ دیکھیں گے پچاس ساٹھ مارے گئے اور کہیں تین سو اور
ہزار زخمی ہیں اس طرح کی صوتحال ہے تو یہ بنیادی طور پر دوری پیدا کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ تاکہ
کل وہ اگر حملہ ہو گا ایران پر تو پاکستان کی جو مسلم لوگ ہیں اس میں دوری پیدا کرنی کی کوشش کی جا رہی ہے
ایک تو امنیشنس اور دوسرا پرانی جو بلوچستان کی صوتحال ہے اس وقت بلوچستان میں جو سیاسی شعور ہے
اس سیاسی شعور سے خوفزدہ ہو کر اس صوبے کو جو ہے انتشار میں بتلا کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے ابھی جو

مسئلے ہیں ان کو نظر انداز کیا جا رہا ہے۔ جس طرح ابھی ڈیرو کا مسئلہ ہے جبکہ پرانشل اسمبلی نے ایک متفقہ قرارداد منظور کی آپ بھی تھے سب تھے۔ بلوچستان میں لوگوں کو روزگار کی ضرورت ہے۔ بلوچستان میں چھاؤنیوں کی ضرورت نہیں ہے لیکن اس کے باوجود آپ دیکھ رہے ہیں کہ اشتہارات بھی آرہے ہیں اور لوگوں کو اپنے گھروں سے بے دخل کیا جا رہا ہے۔ تو یہ سارے issue حکومت کرنا چاہ رہی ہے۔ ہم سمجھتے ہیں جو حکومت کے مقاصد ہیں ان کے سامنے ایک سیاسی ماحول ہے۔ بلوچستان کا اس سے خوفزدہ ہیں وہ نہیں چاہتا کہ یہ ماحول اس طرح رہے اس لئے یہ روابط کو توڑنے کے لئے دہشت کردنی کی جا رہی ہے۔ اور باقی جو دوسرے مسائل حکومت کی جو کمزوریاں ہیں جو فنڈ کا مسئلہ ہے جس میں واضح طور پر ہے کہ حکومت نے جو ابھی وزیر اعلیٰ کے وزیر اعظم کی خشک سالی اسکیم میں آپنے خود دیکھا ہو گا میں نے بھی دیکھا ہے اور سارے لوگوں نے دیکھا ہے کہ ایک ارب روپے وہاں سے آیا ہے۔ ابھی آپ دیکھیں سرا! ایک ارب روپے میں ہر ایم پی اے کو ایک ایک کروڑ دیا گیا ہے کہ آپ لوگ اس کو خرچ کریں وہ تو سب کے لئے لیکن خصوصی طور پر پی اینڈ ڈی کے منстр نے اپنے لئے تیرہ کروڑ روپے جو لئے ہیں دیکھیں ایک ایم پی اے کو ایک ہی حلکے کئے لئے اور باقی حلقوں کے لئے صرف ایک ایک کروڑ تو یہ ساری۔۔۔۔۔ جناب ڈی پی اسپیکر: شکریہ جان محمد بلیدی صاحب آپ نے بہت وقت لیا ہے۔ آپ زیارت وال صاحب کو بھی موقع دیں۔

جان محمد بلیدی: جہاں تک over draft کی بات ہے بجٹ تقریر میں بڑی تالیاں بھیں اور ہاں مرکزی حکومت کو بخش دیا گیا کہ وہاں سے جو چیز مل رہی ہے اس کے بجائے وہ جو Asian Development Bank سے جب loan رہے تھے اس کو بیس بنانے کے اس بجٹ کو ترقیاتی بجٹ کا نام دیا گیا اور اس میں آپ نے بھی بڑی خوبصورت تقریر کی اور سب نے کی اور آج وہی بات کی جا رہی ہے کہ بھائی وہ تھا خسارے کا بجٹ۔ بھائی اگر خسارے کا بجٹ تھا تو خوبصورت بات یہ تھی تو آپ اسی وقت کہتے جام صاحب نے کہا تھا کہ جب تک ہمیں پیسے نہیں ملے گا جب مالیاتی طور پر ہم سے کوئی وعدہ نہیں کیا جائے گا بہتر ہم بجٹ بنانے کی پوزیشن میں نہیں ہیں۔ پھر ان پیسوں سے بجٹ بنادیا گیا حالانکہ پیسے نہیں تھے۔ ہم نے اسی تقریر میں کہا تھا یہ لفظوں کا ہیر پھیر ہے۔ یہ جو ہے ایک گیم کھیلا جا رہا ہے لوگوں

کے ساتھ اور یہاں کی جو مالیاتی پوزیشن ہے۔ اس کو واضح طور پر لوگوں کے سامنے رکھا جائے اور کہا جائے کہ مرکز ہمارے ساتھ کیا کر رہا ہے۔ کس کس مد میں مرکز ہمارے ساتھ زیادتی کر رہا ہے۔ بلوچستان کے لوگوں کے ساتھ مالیاتی طور پر انتظامی طور پر بھی کیا کر رہا ہے۔ شکریہ!

جناب ڈیپلی اسپیکر: جی فناں منستر!

سید احسان شاہ (وزیر خزانہ): شکریہ جناب اسپیکر! معزز ممبر نے جو لفظوں کے ہیر پھیر کا نام دیا بجٹ کے حوالے سے اور کہا کہ اس وقت تالیاں بھیں۔ یہ بجا طور پر میں کہتا ہوں کہ اگر ان کو یاد ہے بجٹ تو خسارے کا تھا اور اس وقت جو اسکیمیں چل رہی ہیں اس کے اپنے حلقوں میں بھی چل رہی ہیں۔ اگر ہو چاہتے ہیں تو ہم over draft نہیں لیتے جناب والا! ہم سمجھتے ہیں وہ ٹھیک نہیں ہے۔ ہم رو دیتے ہیں کیا اس سے وہ میرے ساتھ متفق ہیں تو میں آج کرنے کے لئے تیار ہوں جناب والا! میری دوسری گزارش معزز رکن نے جو Asian Development Bank کے قرضوں کی بات کی budget book میں ہے ہم نے تقریر میں کہا اور آج بھی میں کہہ رہا ہوں کہ وہ لوں ہمیں ملیں دس کروڑ کا، وہ اگر آج بھی ہمیں ملتا ہے تو اس میں کافی ریلیف ملتا ہے بلوچستان کو اور جہاں تک سینئر منستر کے فنڈز کا تعلق ہے۔ پرائم منسٹر ڈراؤٹ پیکچ میں تیرہ کروڑ روپے انہوں نے اپنے حلقوں میں خرچ کئے ان کے پاس جو لسٹ ہے وہ اسکیمیوں کی approval کی ہے لیکن وہاں پیسے خرچ نہیں ہوئے اور نہ اتنے پیسے، یہ کیا ممکن ہے۔ کہ ایک ارب میں دس کروڑ ایک ڈسٹرکٹ میں خرچ ہوں۔ ایسی بات نہیں ہے تو اگر چاہیں اسکیمیوں پر بات کرنا وہ الگ بات ہے۔ پی اینڈ ڈی میں ایک میٹنگ ہوئی اس میں آگئے وہ الگ مسئلہ ہے لیکن وہاں کام ہونا دوسرا مسئلہ ہے۔

جناب ڈیپلی اسپیکر: جی زیارت وال صاحب!

عبد الرحیم زیارت وال ایڈ ووکیٹ: ہمارے وزیر موصوف صاحب جو کہ وزیر خزانہ ہیں بڑی خوش اسلوبی سے ادھراً درکی با تیں کر کے جیسا کہ ہم اس کے سامنے کوئی دوسری کلاس کے بچے بیٹھے ہوئے ہیں figures مسئلہ اصل میں یہ ہے کہ جس دن بجٹ پیش ہو رہا تھا ایک کروڑ پچین لاکھ روپے اس صوبے کے ساتھ سول اور اسکے علاوہ اتنے بھی پیسے تھے جن جن مدت سے انہوں نے لایا تھا مرکز نے جتنے دیئے تھے

برائے مہربانی گورنمنٹ کے لوگ اس بات کی ہمیں یقین دہانی کریں کہ یہ پیسے ہمیں دوائے مرکز سے جو مرکز اس صوبے کا مقر وض ہے۔ ملازم کی حیثیت سے نہیں نمائندے کی حیثیت سے جائیں پیسے لا گئیں اور ان کاموں کی تکمیل کریں۔

جناب ڈیپلی اسپیکر: جی جمالی صاحب!

میر عبدالرحمن جمالی (وزیر ایس اینڈ جی اے ڈی): سر! میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں ۔۔۔۔۔

عبدالرحیم زیارتوال ایڈوکیٹ: جناب جمالی صاحب آپ کو کرنا ہی نہیں ہے آپ کو اپنی نوکری پیاری ہے صوبہ پیارا نہیں ہے۔

میر عبدالرحمن جمالی (وزیر ایس اینڈ جی اے ڈی): میں آپ کا کیا نوکر ہوں آپ آرام سے بولیں۔

عبدالرحیم زیارتوال ایڈوکیٹ: آپ نوکر ہیں اور جواب دہ کی حیثیت سے بات کریں گے۔

جناب ڈیپلی اسپیکر: زیارتوال نے جو جمالی صاحب کے متعلق الفاظ کہے ہیں وہ حذف کئے جائیں۔

میر عبدالرحمن جمالی (وزیر ایس اینڈ جی اے ڈی): مہربانی کریں آرام سے بات کیا کریں۔

جناب ڈیپلی اسپیکر۔ زیارتوال صاحب ہاؤس کے تقدس کا خیال رکھیں۔

میر عبدالرحمن جمالی (وزیر ایس اینڈ جی اے ڈی): میں نے جناب! آپ سے زیادہ اسمبلیاں اٹینڈ کی ہیں آپ مہربانی کریں۔

جناب ڈیپلی اسپیکر: جمالی صاحب آپ صرف address chair سے address کریں۔

میر عبدالرحمن جمالی (وزیر ایس اینڈ جی اے ڈی): میں صرف ان سے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جہاں پر فنا نشل draw backs ہیں اس وقت کیونکہ میں اس کمیٹی کا خود ممبر ہوں ابھی حال ہی میں ہم اسلام آباد سے ہو کے آئے ہیں تمیں اور اکتسی مارچ کو یہاں اجلاس ہونا ہے یہاں پر نیشنل ایوارڈ فائنل ہونا ہے اور ہم اس صوبے کے حقوق کے لئے لڑ رہے ہیں اور انشاء اللہ پہلے سے زیادہ ہمیں پیسے ملے گا اور ہر چیز پر جو یہاں آج اعتراضات ہو رہے ہیں اس کا مداوا ہو جائے گا میں صرف ان سے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں۔

جناب ڈیپلی اسپیکر: زیارتوال صاحب آپ مہربانی کر کے تشریف رکھیں ہاؤس کے تقدس کا خیال رکھیں۔

عبدالجید خان اچھی: جناب جمالی صاحب! یہ بھی بتا دیں کہ کنصلمیوں میں کیا کام ہو رہا ہے پرائم منٹر ان کے اپنے ضلع کے ہیں اس کے علاوہ پورے صوبے میں کوئی کام نہیں ہو رہا ہے ان کے اپنے ضلع میں چار سو گاؤں کی بھلی لگ چکی ہے اور ہم ممبر ان بیٹھے ہوئے ہیں کسی کے پاس نہیں ہے ہم کام چاہتے ہیں۔
جناب ڈیپلی اسپیکر: حجی زیارتوال صاحب!

عبدالرحیم زیارتوال ایڈو وکیٹ: جناب اسپیکر! میں گزارش یہ کرنا چاہ رہا تھا ہمارے صوبے کے پیسے ہیں
 مرکز پر بقا یا ہیں اس وقت صوبے کی جو حکومت ہے وہ پیسے لائے اور اپنی جو اسکمیات ہیں ان کو مکمل کروائے جناب اسپیکر! ہمارے پاس مالیاتی سال کے پورے ہونے میں صرف تین مہینے رہ گئے ہیں اور تین مہینے میں جو اس وقت progress report ہے آپ اس کو اچھی طریقے سے سن لیں جو progress report ہے اچھے سے اچھے ضلع میں تیرہ فی صد کام ہوا ہے پیسے خرچ ہوا ہے اور جس ضلع سے میرا تعلق ہے وہاں کی پراگرس report صفر ہے اور بہت سے اضلاع میں ایک فی صد دو فی صد چھ فیصد کام ہوئے ہیں اپوزیشن کے لحاظ سے ہماری ذمہ داری بنتی ہے ہم بتائیں ٹریئری بیچر کی یہ ذمہ داری بنتی ہے کہ وہ ان چیزوں کو یقین بنائے اور وہ جو ہم سے کہہ رہے تھے کہ پیسے بجٹ میں نہیں ہے اور ہم بجٹ نہیں بناسکتے ہیں جام صاحب نے کہہ دیا ہے اور جس نے وعدہ کیا ہے وہ وعدہ پورا کیوں نہیں کر رہا ہے دوسری بات جناب! یہ ہے جیسا کہ مجید خان نے کہا ہے ترقیاتی کام صوبے میں نہیں ہو رہے ہیں ایک سال سے ڈیرہ سال سے پیسے پڑے ہوئے ہیں بھلی کی مد میں پورا صوبہ جو اس وقت یہاں ہمارے جتنے بھی دوست بیٹھے ہیں ایک آدمی کو دس دلکھیوں کی ہم سے انہوں نے لی تھیں ایک کلی کو آج تک بھلی نہیں دی گئی ہے۔ اور ہاں ڈیرہ مراد جمالی میں ایک سودا ایک سوتین پتہ نہیں کتنا کروڑ کتنے ارب کی بھلی وہ دے رہے ہیں۔ تو وہ اگر وزیر اعظم ہیں جناب اسپیکر! وزیر اعظم کو اس صوبے پر حکم کرنا چاہیے اس صوبے کو over draft کیلئے نہیں چھوڑنا چاہیے۔ پہلے سے مرکز ہمارا مقروض ہے۔ ہمارا حق جتنا ہے

وہاں پر ہمارے حق کی بات کریں۔ جب وہ خود آئے تھے، ہم نے بڑے مُؤبدانہ انداز میں اُن سے کہا تھا کہ جمالی صاحب! ہم آپ سے ریکوئیسٹ یہ کرتے ہیں کہ یہ صوبہ تمام ادوار میں نظر انداز ہوتا رہا ہے ابھی آپ وہاں بیٹھے ہیں جو لوگ کہتے ہیں کہ آبادی ہے جو لوگ کہتے ہیں کہ رقبہ ہے یہ آبادی اور رقبہ کی بنیاد پر ہمیں جس طریقے سے محروم رکھا گیا ہے خُدا کیلئے ہماری صحیح نمائندگی کریں وہاں پر۔ آپ وہاں فورم پر بول سکتے ہیں اُن کو کہہ سکتے ہیں انتظامیہ کو کہہ سکتے ہیں کہ اس صوبے کے ساتھ نافضافی ہوئی ہے۔ اور دعوے یہ کیئے جاتے ہیں کہ بس اس سال صوبے کی پسمندگی جو بھی مرکزی گورنمنٹ آتی ہے وہ وعدہ کرتی ہے اور کہتی ہے کہ صوبے کی پسمندگی کو ہم ختم کریں گے۔ وہ گورنمنٹ چلی جاتی ہے آمریت ہوتی ہے لیکن صوبے کی کسی بھی چیز کا مادا نہیں ہوا کرتا۔ ہم اُس کو دے رہے ہیں ہم پر احسان نہ کریں۔ گیس کی مد میں ہم اُس کو دے رہے ہیں۔ معد نیات کی مد میں ہم اُس کو دے رہے ہیں۔ ہم اُس کے فقیر نہیں ہیں۔ یا تو ہمیں اپنی چیزیں ہمارے پاس رہنے دیں صوبائی خود مختاری کی حیثیت سے صوبہ خود مختار ہو۔ وہ ٹھیک طریقے سے اُس کو چلا بھی لیں گے۔ اگر وہ اُس پر قبضہ کرتے ہیں اور نیچے میں پھر ہمارے نمائندگان جو ہیں وہ پھر اُس کی رکھوائی کرتے ہیں۔ ہماری بات کی بجائے اُن کی بات کرتے ہیں۔ تو اس پر ہمارے وزیر خزانہ صاحب یا صوبے کے سینئر منٹر صاحب کی statements آئے ہیں انہوں نے کہا ہے کہ وہ اگر ہمیں این ایف سی ایوارڈ میں ہمارا ٹھیک حصہ وہ نہیں دیں گے تو ہم اُس کے ساتھ compromise کرنے نہیں جائیں گے۔ یہ ٹھیک stand ہے۔ یہ ہمارا حق ہے۔ یہ اس صوبے کا حق ہے اور جمالی صاحب سے ہم یہی کہتے ہیں کہ جمالی صاحب ہم بھی اس صوبے کے ہیں ہم پر جتنا حق بتتا ہے اس صوبے کا اتنا آپ پر بھی بتتا ہے لیکن ہمیں اس طریقے سے کم از کم محروم نہیں کرو۔ اس طریقے سے ہمیں نہیں رکھو جس میں ہم کسی بھی چیز میں حصہ دار نہ ہوں۔ اور یہاں تک کہ پھر گورنمنٹ کی سائیڈ پر بعد میں بات کروں گا کہ پھر ترقیاتی اسکیمیات میں ہمیں مکمل نظر انداز کیا جاتا۔ بابا میں عام آدمی

کی حیثیت سے نہیں بول رہا ہوں میں وہاں کے علاقے کے ایک نمائندے کی حیثیت سے بول رہا ہوں۔ کیا اُن لوگوں کا اس خزانے پر حق نہیں ہے کہ اُس کو آپ ترقیاتی اسکیمات دیں گے۔ کیا جس حلقے سے جمالي صاحب آئے ہیں صرف اُن کا حق ہے۔ کیا جس حلقے سے واسع صاحب آئے ہیں صرف اُن کا حق بتتا ہے کہ اُن کو پیسے دینے ہیں بابا پیسے ترقیاتی کام اُس کا ایک معیار ہوا کرتا ہے دنیا میں۔ اور اُس معیار کو مدد نظر رکھتے ہوئے پیسے دینے جاتے ہیں جہاں سے گورنمنٹ کو عوام کو اُس معیار کے مطابق کتنا فائدہ پہنچتا ہے۔ اُس کو مدد نظر رکھ کر ترقیاتی اسکیماتیں ترتیب دی جاتی ہیں۔ لیکن ہمارے ہاں نہیں ہے۔ ایک اسکول ہے اُس کی طلباء کی تعداد بیس ہے اُس کو ہائی کرڈ دیا گیا ہے۔ ایک ٹھیک اسکول ہے اُس کی طلباء کی تعداد دوسو ہے اُس کو ہائی نہیں کرتے۔ یہ تو طریقہ نہیں ہے۔ تو یہ ہوتا رہا ہے اس بے ضابطگی پر ہماری صوبائی حکومت کی اس پر کوئی کنٹرول نہیں ہے۔ تمام چیزیں ایک بی ایچ یو بنانے کے لئے جو criteria رکھا گیا ہے پاپلیشن کا اُس علاقے میں جہاں پورا کر رہا ہے اُس پر آپ نہیں بنائیں گے۔ اُس علاقے میں بنائیں گے جس علاقے سے میں وزیر ہوں۔ یا میں اسمبلی کا ممبر ہوں میرے کہنے پر۔ یہ سراسر غلط ہے۔ جہاں آبادی جو criteria گورنمنٹ fix کرتی ہے اُس criteria کے مطابق ترقیاتی کام ہوں۔ اُس criteria کے مطابق ہمارے تمام کام ہوں ہماری صوبائی گورنمنٹ ہے ہمیں تسلیم ہے اور صوبائی گورنمنٹ کی حیثیت سے چھ سوارب سے زیادہ مرکز ہمارا مقر وض ہے برائے مہربانی ہم پھر یکوئی نہیں کرتے ہیں کہ ان پیسوں کے بد لے آپ جائیں اور اُن سے مانگیں کہ اس غریب صوبے کو دیدیں۔ یہ نہ کریں کہ ہم فلاںی چیز یا فلاںی چیز کی بات کرتے ہیں۔ جمالی صاحب اگر ناراض نہ ہوں میری باتوں پر میں معذرت چاہتا ہوں لیکن اصل میں بات یہ ہے کہ یہ ہمارا صوبہ ہے یہ ہمارے لوگ ہیں ان کے حق کے لئے میں نے بھی اور انہوں نے بھی صوبے کے ایک ممبر کی حیثیت سے ایک فرد کی حیثیت سے ذمہ داری جو ہماری کنڈھوں پر پڑی ہے اُس کی حیثیت سے ہم نے لڑنا ہے اور ہم نے مانگنا ہے۔ شکریہ جناب اسپیکر!

جناب ڈپٹی اسپیکر: Juma Khan Bugti Sahib, would you like to speak?

میر جمعہ خان بگٹی: ایک گزارش ہے انہائی ادب کے ساتھ۔ آپ نے ابھی جان بلیدی صاحب سے address کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ وہ چیز کو ثارگٹ کر رہے ہیں۔ جناب عالی! ایک logic ہے laugh نہیں کریں۔ جب چیز justice نہیں کرے گی تو اُسے ٹارگٹ ہی ہونا پڑے گا۔ Hit بھی ہونا پڑے گا۔ کنڈیم condemn بھی ہونا پڑے گا۔ اگر اُسے ان تمام چیزوں سے بچنا ہے تو صرف اور صرف justice اُسے بچا سکے گا۔ ایک اور گزارش ہے جناب عالی! کہ آج انہائی اہم issue پر میں نے بات کرنے کی کوشش کی جس کا گلا آپ نے دبادیا۔ بعد از خرابی بسیار کبھی نہ کبھی آپ یہ مانیں گے ”کہ مجھ سے غلطی ہو گئی اور آپ حق پر تھے“۔ اگر آج وہ بات یہاں پر discuss کیلئے کیا جاتا تھوڑی آپ اجازت دیتے تو انشاء اللہ کوئی نہ کوئی صحیح عمل ہو جاتا اور اس طرح اگر آپ عوامی خواہشات دبانے کے نتیجے سوائے بر بادی اور تباہی کے کچھ نہیں نکلتے۔ ایک گزارش ہے جناب عالی! کہ اس صوبے میں اسوقت جو بھی ہو رہا ہے صرف اور صرف ہماری گورنمنٹ کی ناہلی کی وجہ سے ہو رہا ہے جناب! اُس کا کسی بھی ادارے پر check and balance نہیں ہے۔ اور جہاں پر بھی حکمران سوتے ہیں عوام کی تباہی مقدر ہوتی ہے جناب! اُس کے ساتھ یہ سلوک ہوتا ہی رہتا ہے۔ بار بار ہر دوسرے تیسرا مہینے کے بعد جناب! یہ دہشت گردی کی کارروائیاں کیوں ہو رہی ہیں۔ کبھی بھی اس اسیبلی میں گھل کر اُس پر بحث نہیں کی جاسکی۔ اور اپنی غلطیوں کو چھپانے کے لئے کسی بھی ادارے نے کسی بھی شخص نے اپنی ذمہ داری کا اعتراف کرتے ہوئے سوائے سردار شناس اللہ زہری کے کسی نے بھی جناب! اپنے آپ کا خود احساسی عمل شروع نہیں کیا۔ ترقیاتی عمل میں تو نا انصافیاں تو اپنی جگہ پر جناب عالی! سروں کی نا انصافیاں اپنی جگہ پر۔ اور فنڈر کی تقسیم پر اور پوسٹنگ اور ٹرانسفر پر۔ جو نیز کو آگے لانا سینئر کو پیچھے لینا یہ تمام نا انصافیاں اپنی جگہ پر جناب! اور لوگوں کو ان کے گھروں سے بھی بے دخل کیا جا رہا ہے

اُن کے گھروں کو بلڈوزر کیا جا رہا ہے۔ اُس پر بھی آپ نے بات کرنے کی اجازت نہیں دی۔ تو آپ کے چیز کے ہوتے ہوئے میرا بات کرنا سوائے ایک فضول کوشش کے سوا کچھ بھی نہیں ہو گا جناب عالی! میں کس کس بات کا روناروؤں آپ سب کو ہی reject کرتے رہیں گے۔ تو بطورِ احتجاج جب تک آپ یہاں پر بیٹھے ہوئے ہیں میں کچھ بھی بات نہیں کروں گا۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ حی۔ جناب اکبر مینگل صاحب!

محمد اکبر مینگل: جناب! بلوچستان کا رونا ہے وہ ہم پچھلے پچاس سالوں سے رورہے ہیں۔ ہم سمجھتے ہیں کہ ہمارے جو وسائل ہیں جو ہمارا کو ڈو فاق میں رکھا گیا ہے اگر ہمارے جو وسائل وفاق ہم سے لے رہا ہے تو ہونا تو یہ چاہیے کہ جو کو ڈھمیں دے رہا ہے ہمارے وسائل کا بھی استعمال اُسی حساب سے ہو۔ ہمارے دوستوں نے یہاں بات کی احسان شاہ صاحب قوم پرستوں کے دور میں بھی بلکہ قوم پرست پارٹی سے تعلق رکھتے ہیں وزیر خزانہ رہے ہیں لیکن مالی بحران یا اور ڈرافٹ پہلے اس حد تک نہیں گیا ہے جو آج گیا ہے۔ قوم پرستوں کو مورد الزام ٹھہرانے والے یہ بتائیں کہ پورے قوم پرستوں کے دور حکومت میں اتنی قتل و غارت گری نہیں ہوئی جتنے ان کے ایک دن میں ہوئی ہے۔ جناب اسپیکر صاحب! میں سمجھتا ہوں کہ کبوتر کی طرح آنکھیں بند کر کے ان تمام مسائل سے چھڑ کارا حاصل نہیں کیا جا سکتا اسکے لئے آپ آگے بڑھیں ہم آپ کے ساتھ ہیں۔ چاہے وہ مالی بحران ہو چاہے امن و امان کا مسئلہ ہو۔ اس ۱۱ اگسٹ بر کے بعد جو تبدیلیاں آ رہی ہیں پولیٹکس کے حوالے انٹریشنل جو پولیٹکس انگلش ہیں میرے خیال میں وہ افغانستان یا برباد کہیں یا بلوچستان کہیں یہ ایک ایریا ہے۔ جو کچھ ادھر ہو رہا ہے یہ ایک طے شدہ اور preplan ہیں۔ یہ ایک سازش کے تحت کیا جا رہا ہے تاکہ آگے چل کر ایران پر یا ایران کے لئے ایسے مسائل پیدا کیئے جائیں جو اس وقت کوئی اور بغداد کو بنایا جا رہا ہے۔ جناب اسپیکر! مالی حوالے سے میں سمجھتا ہوں جب بجٹ یہاں پر پیش ہوا تھا تو ہمارے وزیر خزانہ کو یاد ہو گا میں نے کہا تھا کہ جب تک

اين ايف سي ايوارڈ پر آپ فيصلہ نہیں کرتے تب تک آپ بجٹ نہیں بنائیں۔ اس میں کوئی شرمندگی نہیں تھی۔ یہ کچھ زمینی حقائق تھے لیکن ہماری ان باتوں کو اس وقت ایسا رد کر دیا گیا جیسے ان کی کوئی حیثیت نہیں تھی لیکن آج پھر ہم وہیں پہنچتے ہیں جہاں پر کل ہم جوبات کر رہے تھے۔ جناب اسپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے دوستوں نے جو ان کو یقین دلایا ہے ہم اپنی پارٹی کی طرف سے بھی ان کو یقین دلاتے ہیں کہ آپ جرأتمندانہ فیصلہ کریں ایک نمائندے کی حیثیت سے ان سے بات کریں ایک صوبے کی حیثیت سے بات کریں ان سے ایک گورنمنٹ کی حیثیت سے بات کریں۔ بحیثیت ملازم آپ کو یہ زیب نہیں دیتا کہ آپ بلوجستان کی نمائندگی وہاں پر کریں۔ آپ ڈٹ کر مقابلہ کریں ہم آپ کے ساتھ ہیں۔

شکریہ جناب!

جناب ڈیپی اسپیکر: شفیق احمد خان صاحب!

شفیق احمد خان: شکریہ جناب! کوئی شہر اور خاص کر جو کہ heart of the city میں یہ جو تین واقعات گذشتہ آٹھ ماہ میں رونما ہوئے اس میں ہم نے جب شی ناظم سے کیونکہ جو نیا ڈیپلیوشن پروگرام کے تحت جو پولیس کے اختیارات ہیں وہ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ وہ شی ناظم کے اندر ہے جب سے وہ شی ناظم کے اندر پولیس آئی ہے تو پولیس کی کار کر دگی بہت ہی affected ہوئی ہے۔ جس کی وجہ سے یہ تین بڑے حادثے آٹھ جون، چار جولائی اور دو مارچ کا۔ جب بھی یہ پروگرام بنتا تھا میں being a councilor جب میں کونسلر کی حیثیت سے ہوتا تھا تو میکانگی روڈ سے لیکر مسجد روڈ کے تمام جو درمیانی بیلٹ ہوتا تھا عاشورہ کی شب کو وہ خالی کر وا دیا جاتا تھا۔ کوئی بھی ہوٹل والا ہوتا تھا اس میں جتنے بھی مسافر ہوتے تھے یا چوکیدار یا کوئی بھی ہوتا تھا اسے وہ سب خالی کر وا دیا جاتا تھا۔ جب امام بارگاہ والا حادثہ ہوا اس میں آپ نے دیکھا کہ اُسوقت وزیر اعظم پاکستان بلوجستان آئے ہوئے تھے اور تمام پولیس وہاں ہمیشہ پنس روڈ پر اس ناکے پر پندرہ پولیس والے ہوتے تھے لیکن اس روز وہاں پر پولیس والا کوئی نہیں تھا۔ اور یہاں پر اس علاقے کو بالکل خالی چھوڑا ہوا تھا۔ امام جمعہ کی نمازوں وہاں پڑھاتا ہے پندرہ گن میں

اُس کو الٹ ہیں اُسکے پندرہ گن میں بھی وہاں نہیں تھے ایک چوکیدار تھا اور یہ ساٹھ آدمی اُس دن جو قتل ہوئے شہید ہوئے یا اُن کو مارا گیا اور جو وہ ایک بم ریڑھی میں پڑا تھا اور ڈھانی کلواس کا وزن تھا اگر وہ بلاست ہو جاتا تو فائر بر گیڈ سے لیکر گوا منڈی تھانے تک کوئی علاقہ زندہ کوئی انسان زندہ باقی نہیں بچتا۔ یہ ہم کہتے ہیں ہمیشہ کہتے آرہے ہیں کہ یہ جو حالات ہیں اسکی تہمہ میں جانا چاہیے کہ یہ عاشورے کا جلوں ۲۷ سالوں سے نکلتا ہے۔ ہم چھوٹے بچے ہوتے تھے۔ ہم بھی امام بارگا ہوں میں نیاز نذر کھاتے تھے۔ علموں کے ساتھ روادہ ہوتے تھے انہی کے درمیان میں سے گذر کے ہم جاتے تھے کوئی دکان میں بند نہیں ہوتی تھیں۔ سُنی حضرات کھڑے ہو کے ان کو دیکھتے تھے۔ چونکہ حضرت امام حسین علیہ السلام کی جوبات ہے وہ تمام لوگ اُس کو تسلیم کرتے ہیں سُنی شیعہ فقہی ہر فقہ کے لوگ اُس کو مانتے ہیں اُس حوالے سے ان کا احترام کرتے تھے بھی بھی یہ حادثات نہیں ہوتے تھے۔ لیکن چونکہ آپ نے دیکھا کہ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ یہ جو حالات پیدا کیتے جا رہے ہیں انڈیا کے جودو سفارت خانے افغانستان میں کھلے طالبان کو طالبان، ہم نے بنائی افغانستان میں ہم نے اُن کو بھیجا۔ روس کے خلاف ہم نے پاکستان نے اُن کے خلاف روس کو مکروہ کیا اور امریکہ کو مضبوط کیا۔ یہ تمام سزا آج ہم کو ہٹکتی پڑ رہی ہے۔ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ اس کا رِ عمل یہ ہے میں حج پر گیا تو تقریباً ساٹھ ہزار افراد افغان مہاجرین اور ایرانی مہاجرین پاکستان کے کوٹہ پریا بلوجستان کے کوٹہ سے وہ لوگ حج پر گئے اور ہمارے پاکستانیوں کی حق تلقی ہوئی۔ یہ آپ ریکارڈ اٹھا کر دیکھ لیں نادر والے وہ یہاں سے اُن کا کوئی تعلق نہیں۔ وہ باہر سے آئے ہوئے لوگ ہیں۔ اُن کو کیا پتہ کہ کون مہاجر ہے کون پڑھان کوں بلوق ہے کون سنڈھی ہے کون یہاں کا لوکل ہے۔ بات ہماری یہ ہے کہنے کی کہ ہمارے حقوق پر ڈاکہ ڈالنے کے لئے اب کل ہم نے وہاں پر پریس کلب میں ایک بات کی تیسیں ہزار لوگوں کو ابھی شناختی کارڈ جاری کیتے گئے ہیں جو پنجاب کے لوگ ہیں۔ جن کا تعلق بلوجستان سے نہیں ہے۔ جو ہمارے حقوق پر ڈاکہ ڈال رہے ہیں۔ ہماری آبادی کے لحاظ سے ہم یہ سمجھتے ہیں کہ ہم بلوجستانی ہونے کے ناطے سے ہمارا یہ حق بتا ہے کہ ہم اپنے حقوق کی جنگ لڑیں۔ ہم کسی کی ذات کے خلاف نہیں۔ ہم ٹریپریزی پینچوں کے شکرگزار ہیں اُنہوں نے آج یہاں تشریف لا کر ہماری کارروائی میں شامل ہو کر اُنہوں نے اس بات کا ثبوت دیا کہ وہ بھی بلوجستانی ہیں اور وہ بھی اس دُکھ میں شریک ہونا چاہتے ہیں۔ علمائے کرام

کے ساتھ ہماری بات ہوتی ہے۔ کہ سب سے اہم رول علمائے کرام ادا کر سکتے ہیں ان معاملوں میں اور مذہبی جھگڑوں سے ہمیں نجات دلائی جاسکتی ہے۔ دو ڈانسپورٹروں کا جھگڑا ہوا بلوچ اور پٹھان کو لڑایا گیا۔ پھر وہ بات جب آخر میں آئی تو پتہ لگا ہے کہ یہ تو دو ڈانسپورٹروں کا آپس میں جھگڑا تھا۔ آج نوابوں سرداروں کو آپس میں لڑایا جا رہا ہے۔ آج پھر جب دیکھا کہ ہم اس چیزوں میں ناکام ہو گئے ہیں انہوں نے مذہب کی طرف ہمیں لڑانے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ یہ کوئی شیعہ سنی فساد نہیں۔ یہ میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ جو پروگرام آپ نے نظام کے نظام کو دیا ہے یا تو پولیس کو ڈائریکٹ ہوم ڈپارٹمنٹ کے اندر ہونا چاہیئے یا وہ independent ایک ادارہ ہو۔ نہ وہ کسی سیاسی ندوہ چیف منستر کے ماتحت ہونہ وہ گورنر کے ماتحت ہو۔ صرف میں یہ سمجھتا ہوں کہ اگر وہ امن چاہتے ہیں وہ criminal لوگوں کی لسٹ ان کے پاس موجود ہے آئی جی صاحب یہاں پر تشریف فرمائیں۔ ان کو پتہ ہے کہ کون سے تھا نے میں کون criminal آدمی رہتا ہے۔ مجھے اپنے علاقے کے ایک ایک گھر کا پتہ ہے کہ یہاں پر تشریف رہتا ہے یہاں پر بدمعاش رہتا ہے یہاں پر زانی رہتا ہے یہاں پر شراب بیچنے والا رہتا ہے۔ میں آپ حضرات سے یہ گزارش کرتا ہوں کہ اتنی یعنی ٹائیپ سیکورٹی تھی بارہ دس دن تک۔ امام بارگاہوں میں جب ہم جاتے تھے تو ہماری بھی تلاشی لی جاتی تھی۔ ہم خوش تھے کہ بڑا اچھا نظام کرنل یونیورسٹی صاحب بیٹھے ہیں ان کے سامنے تین تین جگہ پر تلاشی ہوتی تھی۔ ہم خوش تھے کہ بڑا اچھا نظام ہے بڑا اچھا کام چل رہا ہے۔ لیکن نظام کی ناہلی کی وجہ سے یا جو بھی اُس میں ملوث لوگ تھے انہوں نے اس بات پر نظر انداز کیا کہ جو ہوٹل ہے ان میں رہائشی لوگ موجود ہیں ان کو کیوں نہیں نکالا گیا اُس دن۔ اگر وہ ہوٹل میں وہ لوگ موجود نہ ہوتے تو اتنا بڑا حادثہ نہ ہوتا۔ اُس میں صرف سات آدمی مرے۔ اُس کے بعد سارے چار ہزار نفوس پر مشتمل ایف سی اور پولیس والے جوان موجود تھے۔ لیکن جب سگنل فارر ہواس کے بعد جو بارہ بجکر پچاس منٹ پر ہوا اُس کے بعد ہماری جوفورسز تھی وہ چیچھے چل گئی۔ یہ لوگ کہاں سے enter ہوئے شہر کو اور پرنس روڈ پر جو آگ لگائی گئی کہن لوگوں نے لگائی؟ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس میں ہماری کوتاہی شامل تھی، ہم لوگ اور وہاں کے ناظمین کو وہاں پر اکیس ایکس کو نسلر ایک حلقتے میں دیئے ہیں۔ ایک حلقة بڑا محدود حلقة ہے۔ دس بارہ گلیوں کا حلقة ہے اُس میں اکیس کو نسلر ہیں۔ یہ جو نظام

بنایا گیا ہے دنیال عزیز صاحب اور عمر اصغر خان کا جوفار مولہ تھا ان کا یہ مقصد تھا کہ ان سے CID کا کام لیں گے اور علاقے کے جو criminals لوگ ہیں ان کے بارے میں معلومات اکٹھی کریں گے اور ان کو استعمال کروائیں گے لوگوں کو لڑانے کے لئے لیکن وہ اس میں کامیاب نہیں ہوئے کیونکہ یہاں کا معاشرہ ایک منفرد معاشرہ ہے اس سلسلے کی ایک کڑی میں آپ کو بتاتا ہوں پہلے بازاروں میں گندگی ہوتی تھی ایک جگہ ان کے لئے مخصوص تھی اس کو بند کر دیا گیا جس سے یہ مخلوقوں تک پھیل گئی آج شراب پینے والے بہت لوگ ہیں میں خود عالم یا بزرگ نہیں ہوں۔ لیکن آج شراب کی دکانیں مخلوقوں میں کھولی جا رہی ہیں پہلی روڑ پر شراب کی دودو کا نیس اس وقت موجود ہیں جب سے شراب پر پابندی عائد کی گئی۔ پہلی روڑ پر آپ گاڑی کھڑی کر لیں۔ تو فوراً آپ کے پاس ان کے کارہندے پہنچ جاتے ہیں کہ جی کونسا چاہیئے جانی واکریا و سکی وہ آپ کی گاڑی میں لا کر رکھ دیں گے۔ اسی طرح نواب اکبر گھر کے ساتھ فاطمہ جناح روڑ پر بھی ایک شراب خانہ ہے۔ چونکہ یہ میرا حلقہ ہے میں اس کی بات کر رہا ہوں باقی شہر میں کیا ہو رہا ہے اس کے لئے زیادہ وقت چاہئے۔ میں چاہتا ہوں کہ سب سے پہلے یہ کیسرا ہونا چاہئے کہ پویس کس کے ماتحت ہے۔ پسی کی جب بات آتی ہے تو مرکز ہمیں پسی نہیں دیتے تو کریوں کی بات آتی ہے تو ہمارے لوگوں کو نوکریاں ملتی پڑھے لکھے لوگ یہاں موجود ہیں اس وقت تقریباً گیارہ سو کے قریب فارغ التحصیل ڈاکٹر زیر وزگار ہیں اور گیارہ سو کے قریب انجینئر ز اور دو ہزار گریجویٹس بیروزگار ہیں صد لیکی صاحب تشریف فرماتھے جو کہ اب چلے گئے کوئی شہر کے سکولوں کی حالت دیکھیں دیہاتوں کے سکولوں کی حالت اللہ بہتر جانتا ہے کہ وہ کیسے ہونگے۔ لیکن کوئی شہر کے اندر سنڈ بیکن اسکول میں پچھلے ۶ ماہ سے کوئی پرنسپل نہیں اس کے علاوہ اکثر اسکولوں میں ٹاٹ نہیں۔ چوک آباد چوک بابا اسکول میں پچھلے ۲۱۵ بچے زیر تعلیم ہیں جہاں رفع حاجت کے لئے ایک لیٹرین ہے۔ ہم اسمبلی میں بیٹھ کر تنخواہ لیتے ہیں باہمیں ہزار تنخواہ اچھی خاصی رقم ہے میں نے خود اتنی رقم کبھی اکھٹا نہیں دیکھی بلکہ بھائیوں کے بل بوتے پر اپنی زندگی گزارتا ہوں باہمیں ہزار تنخواہ لیکر میں اس وقت enjoy کرتا پھرتا ہوں تو میں سمجھتا ہوں کہ ہم تمام ساتھیوں کو بڑے سوچ بچار سے کام لینا ہوگا اور اپنے صوبے کو ترقی دینا ہوگا۔ جس طرح کل میں نے ایک کروڑ میں لاکھ آبادی کی بات کی تو رحیم زیارت وال صاحب نے کہا کہ آپ فگر میں غلطی کر رہے ہیں اس

وقت ۸۰ لاکھ ٹول اس صوبے کی آبادی ہے۔ اگر ہم اس کو بھی facilitate نہیں کر سکتے۔ ہمسایہ ملک ایران کی بات کرتا ہوں جس کو ہم نے ایٹھی ٹیکنالوجی میں ان کی مدد کی لیکن اس نے ہمیں دنیا کے سامنے نگاہ کر کے رکھ دیا۔ اسی طرح یہی افغانستان جو ساری زندگی ہم سے کھاتا رہا ہے آج وہ ہمیں آنکھیں دیکھا رہے ہے اور اس ملک سے ہمارے خلاف باقی ہوتی ہیں۔ جیسا کہ وانا کا مسئلہ ہے میں سمجھتا ہوں اگر وانا میں غیر ملکی لوگ تھے تو انہوں نے اتنا بڑا اسلحہ وہاں کیسے لا کیں اتنے ٹینک اور ہوائی جہاز وغیرہ یہ ہماری خامیاں تھیں ہماری غلطیاں تھیں۔ میں ان قوم پرستوں کیسا تھبھی یہ بات کرنا چاہتا ہوں ان کی جو سیاسی جماعتیں ہیں کہ آپ لوگ اپنے ارد گرد پر نظر رکھیں اگر آپ لوگوں نے کبوتر کی طرح آنکھیں بند رکھیں تو کل آپ کا انجام بھی وانا جیسا ہو گا۔ میں ایک بار پھر اپنی بات کو دوہرا تا ہوں کہ مخلکہ پولیس کو کلیسر ہونا چاہئے کہ وہ کس کے ماتحت ہے اس کے علاوہ جب شہر میں آتی ہے وہ کس کے اندر کام کرتی ہے چونکہ پیسہ صوبائی حکومت ادا کرتی ہے اس کے باوجود ہمارے چالیس چالیس افراد قتل ہو جاتے ہیں۔ اور چارسو کے قریب دو کافیں جھل کر اکھ ہوتی ہیں دوسروں کوں کا سرمایہ تھا وہ آج خاکستر ہو کر رہ گیا آج اس پر بات ہو رہی ہے کہ جناب والا! کچھ کی ادائیگی ہو گئی۔ جیسا کہ مطیع اللہ آغا صاحب نے کمیٹی میں فیصلہ کیا ہے کہ اگر ان کی رقم کی ادائیگی روک لی گئی تو کل پھر لاءِ بیدار ڈر کا مسئلہ پیدا ہو گا اور آپ کہیں گے کہ جی پولیس نے کارروائی نہیں ملیشیاء نے کارروائی نہیں کی یہ ہماری گورنمنٹ کی ذمہ داری بنتی ہے کہ جہاں سے بھی ان کا پیسہ لا کر دیں اس مسئلے کو حل کرنے کی کوشش کر رہے ہیں جناب والا! آپ سے میری چھوٹی سے گزارش ہے جس سیٹ پر آپ تشریف فرمائیں کوئی شہر کے اسکولوں، کالجوں، ڈسپینسری اور زچ پچ سنٹر زکی یہ جو کمیٹیاں نہیں بنائی گئیں اس کی وجہ بتا رہا ہوں ان کا معاملہ کیا جائے کیا حال ان کا کیا ہو رہا ہے۔ اگر ہمیں تعلیم ملے گی تو نفرت خود بخود ہمارے دل سے نکل جائے گی ہم آپس میں بھائی ہیں نہ یہاں کوئی بلوج، نہ پڑھان نہ پنجابی نہ سندھی اور نہ ہی مہاجر ہے یہ تمام بلوج تھا نی ہیں ہمارا ایمان ہے اگر بلوج تھا مصبوط ہو گا تو پاکستان مصبوط ہو گا۔ اگر اس کو کمزور کرو گے تو پاکستان نہیں رہیگا۔ چونکہ ۷۴ فیصد رقبہ پاکستان کا بلوج تھا ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: کچکوں صاحب! آپ کی توجہ چاہئے ہیں آپ میری رہنمائی کریں اور پارلیمنٹی وزیر

صاحب کیونکہ اپوزیشن کی طرف سے تمام پارٹیوں کی پارلیمنٹی لیڈر بول چکے ہیں۔ سردار صاحب آپ مجھے بولنے دیں ڈاکٹر صاحب تھوڑی سی خاموش رہیں میں نے کوئی فیصلہ نہیں کیا مگر ان سے رہنمائی حاصل کرنا ہے۔

کچکوں علی ایڈوکیٹ (قائد حزب اختلاف): جناب اسپیکر! اسمبلی کو اس لئے requisite کیا گیا تھا کہ ان مسئللوں پر سیر حاصل بحث کی جائے۔ تجوادیز دی جائیں تاکہ آئندہ اس طرح کے مسائل پیدا نہ ہوں۔ اور اصول اور نزدیکی ہیں کہ ہمارے اپوزیشن کے جتنے بھی ممبر ان ہیں سب کو اس پر بات کرنی چاہئے ٹریشری پنچھر سے ہمارے دوستوں کے جوزرین تجوادیز ہو گئی ان سے بھی استفادہ حاصل کیا جاسکتا ہے۔
جناب ڈپٹی اسپیکر: کچکوں صاحب! میری آپ سے یہ گزارش ہے کہ تقریباً تمام اپوزیشن پارٹیوں کے پارلیمنٹی لیڈر بول چکے ہیں۔ ٹریشری پنچھر کا بھی مؤقف سننے کے بعد اس کو سمیتے ہیں۔

کچکوں علی ایڈوکیٹ (قائد حزب اختلاف): جناب اسپیکر! اس کے جتنے بھی محکمین ہیں جنہوں نے یہ submit کیا ہے ہماری آپ سے درخواست ہے کہ ان کو بولنے دیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: جی ڈاکٹر شمع اسحاق صاحب!

ڈاکٹر شمع اسحاق بلوج: شکریہ جناب اسپیکر! ہم اکثر آپ سے کہتے تھے کہ خدا کریں کہ کسی دن آپ اجلاس کی صدارت کریں لیکن آج تو آپ نے ہمارا دل تھوڑ دیا جب ہم کسی پوائنٹ پر بولتے ہیں تو ایک منٹ یا دو منٹ کے لئے آپ ہمیں موقع نہیں دیتے کچھ ہمارے معزز دوست تھے جنہیں آپ نے ناراض کر دیا خدا کے لئے ایسا نہ کریں ہم سے بدعا نہ لیں کہ آئندہ آپ کبھی صدارت نہ کریں۔ آج کا یہ اجلاس کیونکہ یہ اتنا بڑا واقعہ ہے آپ خود سوچیں اس پر ہم جتنا بھی بولیں بلکہ ہمارے بر سر اقتدار بھائی بھینیں بولیں تو ہمیں خوش ہو گی کم از کم یہ جو واقعہ رونما ہوا اس پر اس دن ہر آنکھ اشکبار تھی۔ سب سے پہلے ہمیں یہ سوچنا چاہئے کہ ۲۰ مارچ کو جب یہ واقعہ رونما ہوا انتظامیہ کہاں تھی انتظامیہ کے اتنے سخت اقدامات کے باوجود یہ سب کچھ ہوا پچاپس کے قریب قیمتی جانیں ضائع ہو گئیں سینکڑوں کی تعداد میں زخمی۔ انتظامیہ ہمیشہ یہ رٹ لگائی ہے کہ ہماری انتظامیہ کافی مضبوط ہے۔ جبکہ ان کے مطابق دہشت گرد صرف تین تھے تو کیا ان کی دہشتگردی اتنی مضبوط تھی کہ ہماری انتظامیہ کے کنٹرول

سے باہر تھی قانون نافذ کرنے والے ادارے کہاں سوئے ہوئے تھے کہ تین دہشت گرد پانچ گھنٹے تک متواتر کوئی شہر میں فائرنگ کرتے رہے ہیں۔ اس میں معصوم جانیں چلی گئیں معصوم جانوں کے خون سے ہوئی کھیلی گئی اس کے علاوہ لوٹ مار ہوتا رہا پولیس کہاں تھی؟ موجودہ حکومت کے ہوتے ہوئے یہ تیسرا واقعہ رونما ہو رہا ہے۔

جناب ڈیپلی اسپیکر: ڈاکٹر صاحبہ میں آپ کو remind کرانا چاہتا ہوں کہ اگر specific incident کو زیر بحث لا کیں گے یعنی کہ ۲۰۱۷ء مارچ کے واقعہ پر جبکہ اس کی تحقیقات ہائیکورٹ کے بعد صاحب کر رہے ہیں تو یہ matter sub judices ہو گا لہذا آپ ۲۰۱۷ء مارچ کے واقعہ سے await کریں۔

ڈاکٹر شمع اسحاق بلوچ: جناب اسپیکر صاحب! آپ مجھے بولنے دیں اور میں ضرور بولوں گی۔ یہ سب لوگوں کو پتہ چلے آخر ہمارے معصوم عوام ہیں یہ پتہ چلے کہ کوئے عوامل تھے جوان کے پیچھے کارفرما تھے کیوں حالات خراب ہو رہے ہیں یہ تیسرا واقعہ ہے جناب اسپیکر! موجودہ حکومت complete flop ہو چکی ہے یہ ان کے ہوتے ہوئے تیسرا واقعہ ہو رہا ہے معصوم جانیں جا رہی ہیں غریب لوگ اپنی ریڑھی اور دکانیں لیتے ہیں ایک ایسا بچہ جس نے اپنی محنت مزدوری سے ایک مو بال کی دکان خریدی اس کا نقصان ہوا وہ بندہ آج پریشان ہے آپ کہتے ہیں کہ میں نہیں بلوں کیسے میں بات نہیں کروں کہاں تھی انتظامیہ یہ تو میں صحیح کہتی ہوں کہ انتظامیہ اور پولیس کی بہت بڑی غلطی ہے پولیس اگر یہ پانچ گھنٹے درمیان میں غائب رہی اگر اس میں وہ آنسو گیس ہی پھینکتی اور یہ سارا جلسہ اور جلوس منتشر ہو جاتا تو کم از کم اتنی جانیں ضائع نہیں ہوتیں ایک تو ATF اور FC انہوں نے فائرنگ کی جانیں چلی گئیں اور ہم کہتے رہے کہ یہ پولیس اسٹیٹ نہ بنایا جائے سارے علاقے کو پولیس اسٹیٹ بنایا جا رہا ہے اور آج آپ دیکھ رہے ہیں کہ پولیس نے کوئی کارنامہ انجام نہیں دیا موجودہ حکومت کے بلند بانگ دعوے وہ کہاں چلے گئے عوام کی جو لوٹ مار ہوئی اس کے بعد ایک گروپ بیچ میں آیا جنہوں نے یہ دہشت گردی کی لوٹ مار کی گئی اس کا ازالہ ابھی تک نہیں ہوا کوئی کی حالت مونبجود ہو بن گئی ہے آج لوگ آتے ہیں اور یہاں پر منظر دیکھ کر چلے جاتے ہیں آپ کہتے ہیں کہ پھر میں اس پر ہائی کورٹ جو ہے ڈیسیشن لے رہا ہے پارلیمنٹ سے بالا کوئی

جگہ نہیں ہے۔

جناب ڈیپی اسپیکر: محترم صاحب! آپ کی اپنی اسمبلی کے واضح کردہ روز ہیں آئیں ہے اسی اسمبلی نے ان روز کو بنایا ہے آپ پلیز تھوڑا فا لوكریں روز کو۔

اختر حسین لانگو: جناب اسپیکر! یہاں پر کوئی انکواڑی ہو رہی ہے کوئی ٹریبوں بناء ہے اس کا کوئی ڈیسیریشن نہیں ہو رہا۔ آپ اس کو بلڈوز نہیں کریں۔

جناب ڈیپی اسپیکر: آپ رول ۲۷ کو study کر کے پھر بات کریں۔

ڈاکٹر شمع اسحاق بلوج جناب اسپیکر صاحب! کہتے ہیں کہ صرف تین دہشت گرد تھے جنہوں نے یہ کارنامہ انجام دیا تو ایک تو سوچنے کی بات یہ تھی کہ تین دہشت گرد تو چلواسی ٹائم مارے گئے۔

عبدالرحیم زیارت والیڈ ووکیٹ: پوائیٹ آف آرڈر جناب اسپیکر صاحب رول ۳۷ کو ملاحظہ کیجئے میں پڑھ کر آپ کو سنا تا ہوں۔ ایسے معاملات جو ٹریبوں کمیشن وغیرہ کے رو بروز یہ ساعت ہو۔ ٹریبوں میں کوئی بھی کیس اس وقت زیر ساعت نہیں ہے جس پر محترمہ بول رہی ہے کچھ بھی نہیں ہے ٹریبوں ہے انکواڑی کر رہا ہے کہ کس نے فائزگ کی کہاں سے فائزگ ہوئی دکانیں کیسے جلیں اس کو آپ خود پڑھ لیں تو ایسی چیز آپ زیر بحث نہیں لاسکتے ہیں جو باقاعدہ ایک کیس درج ہوا اور اس کیس پر ایک طرف سے دوسری طرف سے evidence ہو باقاعدہ کیس چل رہا ہو تو ہم نہیں بول سکتے ہیں آپ نے جو ڈیشل انکواڑی مقرر کی ہے اور جو ڈیشل انکواڑی میں رول ہمیں اجازت دیتا ہے کہ ہم اس پر بات کرے۔

جناب ڈیپی اسپیکر: بالکل اس کی اجازت ۲۷ نہیں دیتا ڈاکٹر صاحب میں آپ سے گزارش کرتا ہوں کہ آپ لاء اینڈ آرڈر پر بولیں۔

ڈاکٹر شمع اسحاق بلوج جناب اسپیکر صاحب! یہ کہا جاتا ہے کہ جس طرح ہمارے جزل مشرف صاحب کہتے ہیں کہ ہم کبھی دہشت گردی کی اجازت نہیں دیتے ہیں تو پوچھنا یہ ہے کہ کیا وہ جزل صاحب سے اجازت لے کر آتے ہیں اور پھر دہشت گردی کرتے ہیں اس کا مطلب ہے کہ یہ ساری دہشت گردی ان کی اجازت سے ہو رہی ہے کوئی کوئی ہم کہتے تھے کہ یہ امن کا گھوارہ ہے لیکن جو آج کوئی کی حالت ہے وہ ہم سب کے سامنے ہیں افغان رفیو جز کو لانے والے کون تھے جزل تھے افغان مہاجر نے کاشنگوڈ اور

ہیر و نیہاں پر متعارف کرائے اور آج اس کی سزا ہم سب بھگت رہے ہیں۔ یہ ایک نظم ہے اگر آپ مجھے
دومنٹ دیدیں تو یہ عرفان احمد بیگ نے لکھا ہے میں ذراعے یہ سنادوں:

ع میرا شہر مجھے واپس کردو

اس عشق میں میرا عشق بھی ہے	میرا شہر مجھے واپس کردو
یہ میری محبت تیری ہے	وہ شہر کہ جس میں خوشبو کے
یہ تیری محبت میری ہے	کچھ ڈیرے تھے
اس شہر میں اپنی سانسوں سے	کچھ پھیرے تھے
ہم سب کے رشتے پچے ہیں	وہ شہر کہ جس میں یاری تھی
میرا شہر مجھے واپس کردو	غمخواری تھی
یہ شہر تو میرا شہر نہیں	ہر صورت اچھی لگتی تھی
تم لوگ کہاں سے آئے ہو	ہر شکل بیہاں کی پیاری تھی
ہے نفرت نفرت چہروں پر	وہ ٹھنڈی سڑک کہ جس پکھی
اے کالے کالے دل لوگو	ہم ڈھلتی شام کے سایوں میں
یہ بم دھما کے سڑکوں پر	کیا خوش تھے، خراماں پھرتے تھے
قتل و تشددا پنوں پر	میرا شہر مجھے واپس کردو
یہ لوٹ ڈکیتی اپنوں کی	وہ شہر کہ جس میں لوگوں کو
یہ شہر تو میرا شہر نہیں	نفرت کی زبان نہیں آتی تھی
میرا شہر مجھے واپس کردو	سب لوگ بصیرت رکھتے تھے
تم جانتے ہو میں شاعر ہوں	سب لوگ محبت کرتے تھے
اور ایسی فضائیں اے لوگو	وہ شہر محبت جس میں کبھی
اب کوئی جیسے تو کیسے جیئے	ہونٹوں پہ تبسم رہتے تھے
نہ خوشبو ہے نہ شامہ ہے	ہم لوگ تو لوگ وہی تھے جو
نہ ٹھنڈی ہوا کمیں چلتی ہیں	اک دو جے کے ہو رہتے تھے

<p>نے لوگ محبت کرتے ہیں تم رحم کرو اب رحم کرو میرا شہر مجھے واپس کر دو دولفاظِ محبت کے لوگو دولفاظِ اخوت کے لوگو اس شاعر کو کچھ بھیک تو دو کشکول لئے یہ آنکھوں کا اب در پر تمہارے آیا ہے کچھ رحم کرو اب رحم کرو میرا شہر مجھے واپس کر دو</p>	<p>میرا شہر مجھے واپس کر دو وہ شہر کہ جس کی سڑکوں پر وہ شہر کہ جس کی گلیوں میں وہ پیڑ کہ جن کی چھاؤں میں ہر اک کو سکوں مل جاتا تھا ہر پتائیگیت سناتا تھا میرا شہر مجھے واپس کر دو وہ شہر جن کی گلیوں سے وہ شہر کہ جس کی سڑکوں سے ایک عشق رہا ہے لاکھوں کو <u>جناب ڈیلی اسپیکر: سردار عظم موسیٰ خیل صاحب۔</u></p>
--	--

سردار محمد عظم موسیٰ خیل: شکر یہ جناب اسپیکر! کہ آپ نے مجھے اس ایوان میں بولنے کا موقع دیا اگر آپ ایک وعدہ میرے ساتھ کرے گے تو آپ کی بڑی مہربانی ہو گی وعدہ یہ لوگا کہ درمیان میں جناب اسپیکر! آپ کہنے سے گریز فرمائیں گے اور مجھے مکمل بولنے کا موقع فراہم کریں گے۔

جناب ڈیلی اسپیکر: آپ دس منٹ سے زیادہ نہیں بولیں۔

سردار محمد عظم موسیٰ خیل: بس یہی سزا مال گئی مجھے سچ بولنے کی۔ سچ بولا سزا ہوئی جناب اسپیکر صاحب! آپ کی اجازت سے جتنا بھی بولیں ان واقعات پر دہشت گردی پر کم ہے بولنے سے کچھ حاصل نہیں ہوتا ہے جب تک امن نہ ہو یا پر کیلیکل کوئی چیز موجود نہ ہو جناب! جیسے آپ کو معلوم ہے یہاں جو کچھ ہوتا ہے وہ اداروں کی پیدا کردہ تحریکات ہوتے ہیں ادارے کرتے ہیں اس ملک کے حاکم جو ہے مکمل طور پر یہاں کے ادارے ہیں جو اس ملک میں امن لانا چاہتا ہے یا اس ملک میں گڑ بڑ کرنا چاہتا ہے وہ ادارے ہوتے ہیں اداروں کے ہاتھوں تباہ و بر باد ہے اس کے علاوہ یہ غلطی ہم کر جاتے ہیں کہ جتنا بھی پیسہ آتا ہے اس ملک کا وہ ہم اس اداروں پر خرچ کرتے ہیں ۸۵ فیصد بغیر کسی وجہ کے ہم فوج پر خرچ کرتے ہیں وہ اس کا کوئی audit تک نہیں ہے کوئی اس سے پوچھنہیں سکتا ہے کہ اتنی بڑی رقم اتنی خطریرقم آپ نے کس مدین

خرچ کی جناب! جہاں پر پولیس گئی ہے وہاں پر آفت آئی ہے یہ مسلمہ بات ہے آپ کوئٹہ کے اے ایریا کو لے لیں کوئٹہ کے بی ایریا کو لے لیں بی ایریا میں ۸ جرام ہیں اور اے ایریا میں ۷۰۷ جرام ہیں اس کے باوجود ہم یہ کہتے ہیں کہ ہم تمام اضلاع میں پولیس راج قائم کریں گے جناب اسپیکر صاحب! ہم پولیس راج کے مخالف ہیں ہماری صوبائی خود اختیاری میں مداخلت ہے ہمارے انسانی حقوق میں مداخلت ہے ہم مزاجت بھی کریں گے ہم پولیس کو کہیں بھی نہیں چھوڑیں گے۔ کوئٹہ اتنا چھوٹا سا شہر جسے چھوٹا لندن کہتے تھے آج کوئٹہ ایک قبرستان کا منظر پیش کر رہا ہے یہ کس کے ہاتھوں سے ہیں آپ بخیں آپ بتائیں آپ ہمت سے کام لیں کہ یہ قتل و غارت یہ دہشت گردی کس نے کی کہاں سے آیا۔ جب ہم ایک شہر کو تینے اداروں کے ہوتے ہوئے بھی کنٹرول نہیں کر سکتے ہیں تو اتنا بڑا صوبہ اتنا بڑا پاکستان کنٹرول کرنا کس کی ہمت ہوگی کس کی جرأت ہوگی۔ یہاں پر جو لاٹی کے واقعات کو لے لیں سریاب روڈ کے واقعات کو آپ لے لیں مارچ کے واقعات کو لے لیں جناب اسپیکر صاحب! جیسے کہ اپوزیشن کے دوستوں نے کہا کہ قوم پرستوں کی ایک solid چیز بن رہی ہے اسی کو توڑنے کے لئے یہ کچھ کیا جا رہا ہے اس میں بالکل شک نہیں ہے ہماری دکانوں کو لوٹا گیا ۲۰۱۳ انسان اس کے زد میں آگئے پانچ گھنٹے کوئٹہ مکمل دہشت گروں کے حوالہ کیا گیا یہ سامان کہاں گیا یہ سامان کہاں تقسیم ہوا جناب اسپیکر صاحب! یہ سب آپ کو معلوم ہے جتنی لوٹ کھسوٹ ہوئی جتنی قتل و غارت ہوئی کون اس میں ملوث تھے جناب اسپیکر! یہ حکومت نہیں چل سکے گی ایسی اخباروں میں باتیں کرنے سے زبانی لفاظی تقریر کرنے سے کچھ نہیں ملے گا۔ جہاں تک تحریک میں ہم نے اور ایٹم لکھے ہیں اس پر بھی تھوڑی سی گزارش کروں احسان شاہ فرمائی ہے تھے کہ ہم نے PSDP میں سب کے ساتھ مساوات کی بنیاد پر فنڈ کو تقسیم کیا ہے جناب اسپیکر صاحب! آپ کے توسط سے احسان شاہ صاحب سے گزارش کروں گا کہ PSDP میں لکھا گیا ہے قلعہ سیف اللہ کو میں لیتا ہوں اپنے قلعہ سیف اللہ سے میں شروع ہوتا ہوں پھر بیلہ تک جا پہنچتا ہوں قلعہ سیف اللہ میں PSDP میں ایک ارب روپے یہ ایک مدد ہے جناب اسپیکر! بیلہ ساٹھ کروڑ ہے جعفر آباد ایک ارب ہے باقی ہمارے جو ۲۰۱۳ اضلاع ہیں اس کے لئے صرف بیس کروڑ روپے ہیں یہ مساوات کی بنیاد پر PSDP کا منظر ہے روای مالی سال میں ۷۰ ترقیاتی منصوبوں میں قائد ایوان قابل احترام ۳۵۵ ملین روپے لے گئے اس صوبے سے روای مالی سال

میں ۷۶ منصوبوں کے لئے یہ پیسے لے گئے ہیں جناب اسپیکر صاحب! جہاں تک اسمبلی کا تعلق ہے اس اسمبلی کو لے لیں اسمبلی کا قاعدہ قانون نمبر ۲۱۶ کے تحت سیکرٹری اسمبلی اس بات کا پابند ہوتا ہے جب ایک نشست ختم ہو جاتی ہے اس نشست کی جتنی بھی کارروائی ہو چاہیے قرارداد ہو چاہیے تحریک استحقاق ہو چاہیے تحریک التوا ہو چاہیے محکموں کے حوالے سے بے قاعدگیوں کی شکل میں ہمارے سوالات ہوں ایوان کے ہر معزز ممبر کو ملنا چاہیے جناب اسپیکر صاحب! آپ خود یکصیں تقریباً ایک سال چار مہینے ہوتے ہیں آج تک ہمارے ڈیپٹی کا ہماری قراردادوں کا کہاں تک implement ہوا ہے کس کھاتے تک ہوا ہے کس جگہ تک ہماری یہ جو قرارداد ہے۔ کچھ بھی نہیں ہوا ہے اسمبلی کو چلا رہے ہیں دعوے یہ کر رہے ہیں کہ روں اور ریگو لیشن قانون اور فلانا ہے جو وہ قانون کی بات کرتے ہیں۔ قانون شکن وہی خود ہوتے ہیں یہ روزگاری کے حوالے سے ہمارے صوبے تین لاکھ کے قریب لوگ بے روزگار ہیں جناب! ترقیاتی فنڈ کا میں مختصر عرض کرنا چاہتا ہوں ڈیمیرک اور بلاک ایلوکیشن ہے۔ اس کا معنی یہ ہے اس میں گڑ بڑ کرنا اور اس میں ڈاک زنی کرنا اور کچھ بھی نہیں ہے بلاک ایلوکیشن اور ڈیمیرک میں ۱۰۲ ارب ملین جناب! ہمیں معلوم ہے کہ اپوزیشن والوں کو کیا ملا ہے اقتدار کی بات اقتدار والے خود کرنے ان کو حساب مساوی ملا ہو گا ضرور چونکہ وہ اقتدار والے ہیں اپوزیشن کو کچھ نہیں ملا ہے ڈیمیرک میں ڈیرہ پروگرام جو ۴۵ کروڑ روپے کا ہے اس سے اپوزیشن والے محروم ہیں ملکہ جنگلات کو آپ لے لیں ریجن لینڈ کی منصوبہ بندی کے لئے ۰ املین روپے رکھے گئے ہیں صوبے کے ہر ضلع میں ایک ہزار ایکڑ پر جنگلات اگائے جائیں گے جناب اسپیکر صاحب! آج تک میں نے اپنے حلقات کے حوالے سے ایڈیشنل چیف سیکرٹری کو خود کہا تھا کہ جہاں آپ چاہیے ایک ہزار ایکڑ زمین دینے کے لئے میں تیار ہوں لیکن ابھی جوں تک تین چار مہینے رہ گئے نہ کوئی ملکہ والا آیا ہے نہ مجھ سے یہ ڈیمیانڈ کیا ہے کہ آپ ہمیں جنگلات کے لئے کتنی زمین دے رہے ہیں اگر ملکہ دو ہزار ایکڑ زمین کا مطالبہ کریگا میں اس کو provide کروں گا ملکہ تعلیم صوبے میں سوپرائزی اسکولوں کا قائم ایجوکیشن منسٹر جو غیر حاضر ہیں ملکہ تعلیم میں ٹرانسفر پے پوسٹنگ پر new opening up gradation پر سب کچھ پر تخفے تھائے بالکل یہ واضح ہے ہم کہتے ہیں اگر ہم کہیں گے تو ثابت بھی کریں گے لوگوں نے با قاعدہ اسلام پسپر پرانی تنوادی ہے کہ ہماری ایک مہینے کی تنوادہ ہماری چھ مہینے

کی تنوہ آپ کی ہے اس شرط پر کہ آپ مجھے فلاںی پوسٹ پر لگائیں جناب اسپیکر صاحب! B&R کے حوالے سے میں یہ گزارش کروں گا یہ بھی گڑ بڑ میں اعلیٰ ترین محکمہ ہے بالکل گڑ بڑ کا پلندہ ہے اس میں پوستنگ پر ایک XEN کو کہا گیا ہے کہ چھ لاکھ روپے آپ مجھے دیدیں جو جگہ آپ کو چاہیے میں وہی جگہ آپ کو دیئے کوتیر ہوں چھ لاکھ روپے ایک ٹرانسفر پر جناب اسپیکر صاحب! میں یہ واضح کرنا چاہوں گا ہم دلائل بھی لائیں گے آدمی بھی لائیں گے پروف بھی لائیں گے بلکہ اگر یہاں تک کہوں اوپر سے لکھا گیا ہے کہ بی اینڈ آر کی منسٹری کو سنجا لوئی ایم کو لکھا گیا ہے اضافہ کرتا ہوں اپنے الفاظ میں کہ بی اینڈ آر کی منسٹری کو لگام دو یہ پھر لگام دینا کسی کے بس کی بات ہے یا نہیں ہے صوبے میں پرائمری اسکولوں کی عمارت کی پختگی کے لئے ۱۰۰ عمارتیں پختہ کرنی ہیں یہ ہمیں معلوم نہیں ہیں کہ کہاں ہے یہ عمارتیں پرائمری اسکولوں میں ایڈیشنل روزمر کے لئے ۵۰ ایڈیشنل روزمر ہیں واٹر مینک کنکشن ۵۰ پرائمری اسکول کے ہیں بھلی کنکشن ۵۰ اسکولوں کے ہیں ٹمل اسکول۔۔۔۔۔

جناب ڈیپی اسپیکر: سردار صاحب آپ PSDP نہ پڑھیں آپ over all بات کریں۔

سردار محمد اعظم موسیٰ خیل: یہ ہماری حق تلفی ہوئی ہے تحریک میں ہم نے mention کیا ہے جو بے قاعدگیاں ہیں جو ہمارے ساتھ بے انصافی ہوئی ہے PSDP جو ہے اس اجنبی میں شامل ہے جناب! میں اس پر بولوں گا مختلف subject ہیں ہر ایک پر میں کچھ گزارہ کروں گا مل اسکولوں کی آپ گریڈیشن ہے ۲۶ ٹمل اسکول آپ گریڈ کرنے ہیں آپ صدیقی صاحب سے پوچھیں کہ آپ نے اپوزیشن کے حلقوں میں کن ٹمل اسکولوں کو آپ گریڈ کیا ہے ۱۲۶ اضلاع ہیں اور ۱۲۶ اسکول ہیں سب اپنے کھاتے میں جمع کیے ہیں اسکولوں کی آپ گریڈیشن پر فلانا تخفیف تھا کنف کی وجہ سے ہوتے ہیں ہم تھنے دیئے والے نہیں ہے کیونکہ ہم اپوزیشن میں ہیں غریب لوگ ہیں قوم پرست ہیں نہ دوسروں کو دیتے ہیں اور نہ خود لیتے ہیں۔ کمپیوٹر سینٹر کے قیام کے لئے ۰ امیں ہیں پرائمری اسکولوں کے لئے آپ گریڈیشن ۵۲ اسکول ہیں ایڈیشنل کلاس روم ٹمل اسکول ۵۰ ہیں اسکولوں میں انٹر کلاسز کا اجراء ۲۶ ملین ہے یہ آپ کی ایجوکیشن کا ہو گیا۔

جناب ڈیپی اسپیکر: سردار صاحب! دس منٹ کی بات ہوئی تھی آپ سے وعدہ تھا کہ آپ کو ڈسٹری

نہیں کریں گے۔

سردار محمد اعظم موسیٰ خیل: جناب اسپیکر صاحب! میں رات دو بجے موسیٰ خیل سے آیا تھا کہ بھی تھاد و بجے تک جا گا بھی رہا کچھ حقائق تو بیان کروں گا چیخ بھی ہے جن کے ساتھ میری باتوں کا تعلق ہے وہ ایک چیخ ہے چاہیے منظر ہے چاہیے ڈیپارٹمنٹ ہے۔

سردار شناع اللہ ذہری: پواسٹ آف آرڈر سردار صاحب! بڑی دور سے آئے ہیں لیساندہ علاقے سے آئے ہیں تو بڑی محنت کی ہے انہوں نے تو نواب اسلام کا اور میراثاً ممّ بھی ان کو دیدیں۔

سردار محمد اعظم موسیٰ خیل: Bundle of thanks! PHE کی مد میں گزارش کروں اس کے لئے ۱۰ ملین ہے صوبے کے روول علاقوں میں واٹر ٹینکوں کی تعمیر کے لئے ۱۰ ملین بیواؤں کے لئے سلامیٰ مشین کی فراہمی یہ کہاں ہے؟ جناب اسپیکر صاحب! یہ بوجہ کے لئے جو ہم مشین دینے گے یہ کس کو دیا ہے کوئی آپ بتاسکتے ہیں۔ کوئی مشین دیا ہے PSDP میں ہے اس کے لئے پیسے رکھے گئے ہیں ۵ ملین اور جناب! آپ کی اجازت صوبائی پیچ جو ہے ۵۰ ملین ہے یہ مختلف مد ہے ڈیرہ میں ٹیکنیکل پروگرام اریکیشن ۱۲ ملین ہے اس میں تالابوں کی تعمیر واٹر چینز کے لئے ۲۸۳ ملین ہے واٹر سپلائی اسکیمات ایم پی ایز کے ۲۰۰ ملین ۲۰۰ ونڈمل مولانا صاحب نے کہا کہ میں نے آپ کے ساتھ تھوڑا سا گزار کیا ہے گزارہ بھی دیکھتے ہیں اگر میرے ساتھ گزارا ہوا ہے تو باقیوں کے ساتھ نہیں ہوا ہے ان کے ساتھ بھی گزارہ ہو جائے ان کا حق ان کو بھی مل جائے یہ ہمارے اپوزیشن والے جو ہے ۱۵۰ ایوب دیل ہیں جناب اسپیکر صاحب! جس کی نشاندہ ہی سینئر منستر صاحب اور چیف منستر کریم گیگ عجیب بات ہے باقی کسی کا حق نہیں ہے اس صوبے میں چیف منستر ہے یا سینئر منستر ہے جو بھی فنڈ ہے قلعہ سیف اللہ ہے یا اسمبلیہ ہے۔ پیئے کے پانی کے ٹینکوں کی تعمیر ۲ ملین۔ وہیل چیز میں اور مشینوں کی فراہمی کے لئے ۲ ملین کس کو دیا ہے بتائے کوئی وہیل چیز کسی کو دیا ہے۔ کسی کو نہیں ملا ہے انشاء اللہ۔ جناب اسپیکر صاحب! آپ کی اجازت سے، کوئی مساوات نہیں ہے کوئی انصاف نہیں ہے جو آیا اسی کا سب کچھ ہو جناب اسپیکر! ہماری اسمبلی ہے ہمارا کوئی شہر کو قبرستان بنایا گیا ہے میری تجویز یہ ہے کہ یہ پولیس والے یہ ادارے والے یہ جام صاحب کی حکومت نہیں سن بھال سکیں گے یہ ہم قوم پرست ہمت کرتے ہیں کوئی کونٹرول کرتے ہیں امن دیتے ہیں مہربانی

آپ کی کہ آپ نے مجھے بولنے کا موقع دیا۔ پتہ نہیں جناب مولانا صاحب نے کہا ہے کہ میں نے آپ کے ساتھ گزار کیا ہے کسی کے ساتھ نہیں ہوا ہے ہمارے اپوزیشن والے جو ہیں ان کو بھی ان کا حق مل جائے۔ ۱۵۰ ابلڈ وزر ہیں جناب! جس کی نشاندہی سنئیر منستر اور چیف منستر کریں گے باقی کسی کا حق نہیں ہے اس صوبے میں۔ یا چیف منستر ہے یا سنئیر ہے باقی کوئی نہیں ہے اس ایوان میں جو فنڈ ہے اس صوبے میں یا قلعہ سیف اللہ ہے یا سبیلہ ہے۔

جناب ڈیپی ایسپیکر: Order in the house

سردار محمد اعظم موسیٰ خیل: پینے کے پانی کی ٹینکوں کے لئے دولین۔ وہیل چیئرمعدوروں کے لئے دولین معذور ہوتے ہیں در پر ہوتے ہیں وہیل چیئر پر ہوتے ہیں اور مشینوں کی فراہمی کے لئے دولین کس کو دیئے ہیں بتائے کوئی۔ وہیل چیئر کس کو دیئے ہیں کسی کو نہیں ملا ہے انشاء اللہ۔ یہ ہے بس جناب ایسپیکر! آپ کی اجازت سے کوئی مساوات نہیں ہے کوئی انصاف نہیں ہے جو آیا سب کچھ اس کا ہوا یہ ہماری اسمبلی ہے ہمارا کوئی شہر قبرستان بنایا گیا ہے میری تجویز یہ ہے اپوزیشن کو کہ یہ پولیس والے یا خفیہ ادارے یا جام صاحب کی حکومت ان کو نہیں سنبھال سکیں گے کوئی کو ہم قوم پرست والے ہمت کرتے ہیں کوئی کو سمجھاتے ہیں امن دیتے ہیں شکریہ جناب ایسپیکر! آپ نے مجھے تھوڑا سا بولنے کا موقع دیا۔

مولانا عبدالباری آغا (وزیر پلک ہیلتھ انجینئرنگ): جناب! اس طرح سے ہوتا ایک اس طرف سے بولتے اور ایک اس طرف سے بولتے۔ مناسب تو یہ ہے کہ ادھر سے بولیں۔

جناب ڈیپی ایسپیکر: مولانا صاحب! وہ mover ہیں ان کی طرف سے اچنڈا آیا ہے۔ آپ کی طرف سے کوئی بولنا چاہتا ہے تو مجھے نام بھجوادیں۔

جناب ڈیپی ایسپیکر: اختر حسین لانگو!

اختر حسین لانگو: جناب ایسپیکر! شکریہ آپ نے ہمارا حق تسلیم کر لیا اور سردار صاحب کی طرح گزارش کروں گا کہ آپ نیچے میں نہیں بولیں گے لیکن وہ آپ کی عادت ہے اور مجبوری۔

جناب ڈیپی ایسپیکر: اختر لانگو صاحب! یہ competent of chair آپ ایسے ریمارکس سے avoid کریں۔

اخت حسین لانگو: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب اپنے! سب سے پہلے تو میں اس سانحہ کوئی شدید الفاظ میں نہ مت کرتا ہوں اور کچھ اس تناظر میں اپنے خیالات کا انٹھا رکروں گا کہ اس کے ذمہ دار کون لوگ ہیں اور کون تھے اور اس کی ذمہ داری کون قبول کرتا ہے اس کی ذمہ داری کس پر عائد ہوتی ہے جناب اپنے! جہاں تک تعلق ہے لاءِ اینڈ آرڈر کا جو میل ایف او ہمارے سروں پر تھوپ دیا گیا اس کے مطابق لاءِ اینڈ آرڈر ڈسٹرکٹ میں سڑی ناظم کی بنیت ہے جبکہ کچھ دن پہلے ناظم صاحب کا ایک سٹیمنٹ آیا تھا کہ اس کے کہنے پر پولیس کا ایک ایس ایچ اونٹک ٹرانسفر نہیں ہوتا ہے تو وہ لاءِ اینڈ آرڈر کیا maintain کریں گے جبکہ صوبائی حکومت یہ کہتی ہے کہ یہ ڈسٹرکٹ کی ذمہ داری ہے اور وہ اس ذمہ سے بری الذمہ ہے اب اس سے پہلے ہم یہ بیٹھ کر طے کریں کہ یہ ذمہ داری بنیت کس کی ہے پولیس کس کے اندر آتی ہے کس کے احکام پر کام کرتی ہے اور وہ کوئی طاقتیں ہیں جو اس ذمہ داری کو اپنے ذمے قبول کرنا چاہیں پولیس آرڈننس آپ پڑھیں اس وقت پولیس براہ راست ماتحت ہے فیڈرل گورنمنٹ کی۔ یا ہمارا قانون ہمارے عوام ہماری اسے میں اس بات کی اجازت دے گی اس سانحہ کوئی ذمہ دار و زیر اعظم پاکستان کو قرار دے دیں کیونکہ مرکزی حکومت کا ہیڈ وہی ہے اور پولیس آرڈننس میں پولیس آپ کافیڈرل سجنیکٹ بن چکی ہے ناظم اس کا بر ملا اعتراف کرتے ہیں کہ ان کے کہنے پر ایک ایس ایچ اونٹک ٹرانسفر نہیں ہوتا ہے تو اس سانحہ میں میری نظر میں ذمہ دار تو جزل مشرف ہیں یا پھر و زیر اعظم میر ظفر اللہ جمالی صاحب ہیں ہم تو اپوزیشن والے بیٹھے ہیں صوبائی حکومت کو اذکام دیتے ہیں صوبائی حکومت کی کمزوریاں ہیں اس سے نہ ہم انکار کرتے ہیں اور اگر اخلاقی جرأت ہے تو میں امید کرتا ہوں کہ اس طرف سے بھی اس بات پر کوئی انکار نہیں ہو گا ہمارے ساتھی جو بیٹھے ہوئے ہیں وہ اپنی کمزوریوں اور کوتا ہیوں کا اعتراف کریں گے۔ جناب اپنے! ذرا ان واقعات کی تہہ میں جاتے ہیں کہ سٹوڈنٹ کا اپنی فیسوں کو کم کرنے کے لئے ایک جلوس سریاب روڈ پر نکلتا ہے اس پر سینکڑوں ٹیر گیس کے شیل پھینکنے جاتے ہیں جو یہ مطالبہ کر رہے تھے کہ ہم غریب سٹوڈنٹ ہیں اس غریب پسمندہ صوبے کے وارث ہیں ہمیں اتنی سکت نہیں کہ ہم اتنی بھاری فیسیں ادا کر سکیں اور دوسری طرف ایک مشتعل ہجوم ایک عاشورے کا جلوس جس پر فائزگ ہوتی ہے جس کے جوان زمین پر تڑپ رہے ہوتے ہیں اس ہجوم کا مشتعل ہونا قدر تی عمل ہے اس مشتعل جلوس کے حوالے سے اس مشتعل

جلوس میں شرپسند لوگ جو تھے ان کے حوالے پچھئے تک کوئی شہر کو ان کے حوالے کیا گیا یہ تو خدا کا شکر ہے ان کے ذہنوں میں اللہ پاک نے یہ ڈال دیا کہ لوٹ مار کرنی ہے اگر وہ یہ کرتے کہ لاش کے بد لے لاش خون کے بد لے خون۔ کوئی شہر کی تنگ گلیوں میں جو لوگ بستے ہیں اگر وہ دکانوں کو جلانے کی بجائے گھروں کو جلانا شروع کرتے تو میں کہتا ہوں اس دن دس ہزار آدمی بھی قتل ہوتے تو شاید میں کم کم کہہ رہا ہوں اس لوٹ مار کی ذہنیت کے ساتھ جو بلوہ کوئی شہر میں ہوا اور جو آگ اور خون کا کھیل کوئی شہر میں کھیلا گیا اس میں بھی کئی لوگوں کو زندہ جلا دیا گیا بھی لہڑی کی دکان میں اس بھی والے کی لاش اس بات کا ثبوت ہے کہ مسلم کمرشل بینک کا گن میں اس بات کا ثبوت ہے۔ تو جناب اپنے کو نے عوامل تھے ان کو پائیے تینکیل تک پہنچانے کے لئے اس کوئی شہر کو ان شرپسند عوامل کے حوالے کیا گیا وہ کون سے مقاصد کو حاصل کرنے کے لئے اس پورے ایریا کو سیل کرنے کے باوجود ان دہشت گردوں کو اس جگہ تک لا یا گیا وہ کو نے مقاصد تھے جن کو حاصل کرنے کے لئے پولیس back ہو گئی اور عینی شاہدوں کے مطابق اور چنگیزی صاحب گواہی دیں گے کہ گلیوں سے دوبارہ موڑ سائیکل والے آئے اور جلوس پر دوبارہ فائرنگ کی اگر پورا علاقہ سیل تھا تو یہ موڑ سائیکل والے کہاں سے آئے اور یہ بات چنگیزی صاحب نے میں میٹنگ میں بتائی وہ بیٹھے ہوئے ہیں۔ کہاں سے یہ لوگ آئے جیسے بی بی نے بہت اچھی نظم پڑھی ہمارا شہر اس شہر کی تو پورے پاکستان میں امن و امان کے حوالے سے مثال دی جاتی تھی جن شہروں میں مذہبی دہشت گردی فرقہ واریت کی فضام موجود تھی۔ فرقہ واریت کے ہاتھوں لوگ قتل ہوتے تھے ان شہروں سے امن کی سانس لینے کے لئے لوگ ہمارے اس شہر میں آتے تھے پچھلے کئی سالوں سے جزل ضیاء الحق بر سراقدار آئے ان کے دور میں جس طرح فرقہ واریت کو ہوادی گئی اس ہوا سے ہمارا شہر محفوظ تھا اب وہ کو نے حالات بن رہے ہیں جن کو ایجنسیاں حاصل کرنے کے درپے ہیں جو ان حالات سے جنگ کی فضا اس شہر میں پڑی آج اس شہر میں فرقہ واریت کے حوالے سے امن ہے اور ہمارا یہ شہر جو اس حوالے سے پر امن رہا ہے آج تک اس کی کوئی مثال نہیں ملتی بلکہ چنگیزی صاحب اس چیز کی گواہی دیں گے کہ عاشورہ کے جلوس کو کوئی شہر میں پھرانے کے لئے اس میں آدھے سے زیادہ سنی لوگ شریک ہوتے تھے۔ عاشورہ کے جلوس میں جتنی سیلیں لگتی تھیں وہ سنی حضرات کی لگتی تھیں۔ وہ کو نے حالات ہیں جو آج اس طرح کے وا

تعات ہو رہے ہیں جناب اپیکر! میں یہ چاہوں گا میں یہ واضح کرنا چاہوں کہ اس وقت یہ براہ راست آرمی کی سیاست میں جمہوریت میں اس ملک کے قانون میں مداخلت کی وجہ ہے اور آرمی اپنی اس ناجائز حکومت کو طول دینے کے لئے امریکہ کو خوش کرنا چاہ رہی ہے اور امریکہ نے ایران کے حوالے سے پلان کیا ہے اس حوالے سے امریکہ نہیں چاہتا ہے کہ ہمارے پاکستان کے جو مسلمان ہیں وہ ایران کی حمایت کریں اس لئے ایران سے منسلک صوبے میں مذہبی منافرت فرقہ واریت کو ہوادینے کے لئے وہ ان ایجنسیوں کو استعمال کر رہا ہے اور یہ وہ مقاصد ہیں نہیں چاہتے کہ کل کوئی ایران پر حملہ ہو وہ اس سے پہلے اتنی نفرت شیعہ سنی کے درمیان پیدا کی جائے تاکہ کوئی سنی یہ کہنا گوارا بھی نہیں کرے کہ یہ ناجائز ہو رہا ہے۔

جناب ڈیٹی اپیکر: شکریہ اختر صاحب!

اختر حسین لانگو: اس لیے اسی دوران وہ اپنے سارے بندوں کا کام کر دیتا ہے ہم پھول پاشی کر رہے ہیں یہاں تو بندہ پاشی ہو رہی ہے ہر ڈسٹرک میں یہاں سے ہم اپنے بندے چھینتے ہیں جناب اپیکر! ان چیزوں کو بھی روکا جائے اور اسی کیسا تھسر! آپ مجھے غصے سے نہ دیکھیں میں ویسے ڈرجاتا ہوں اپنی الفاظ کے ساتھ میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور اپنی تقریر یہی پختم کرتا ہوں بہت شکریہ!

جناب ڈیٹی اپیکر: شکریہ ڈاکٹر رقیہ صاحبہ!

ڈاکٹر رقیہ سعید باشی: شکریہ جناب اپیکر! میں ۲ مارچ کے حالیہ واقعہ پر شدید افسوس کا اظہار کرتی ہوں جس میں بے گناہ معصوم لوگوں سے اظہار ہمدردی اور افسوس کرتی ہوں خاص طور پر ان خواتین سے جن کے سر سے ان کے شوہر کا سایہ اٹھ گیا اور اس بربیت کا شکار ہو گیا خاص طور پر ان بچوں سے جن کے سر سے شفقت اور محبت کا سایہ ہمیشہ کے لیے ختم ہوا خاص کر ان بہنوں سے جن کے جوان بھائی ان سے ہمیشہ کے لیے جدا ہوئے جب تک یہ بہنیں زندہ رینگی جوان بھائیوں کی یاد اسے دیک کی طرح چھاٹتی رہیں گی جناب اپیکر! افسوس اس بات کا ہے کہ اس نوعیت کا یہ پہلا واقعہ نہیں ہے اس سے پہلے بھی کئی مرتبہ اہل تشیع پر حملے ہوئے اس میں بے گناہ اور قیمتی جانیں ضائع ہوئیں اپنوں سے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے جدا ہوئے بچے یہیں ہو گئے لیکن یہ تمام واقعات کو دہشت گردی کہہ کر اسی کو فرسخ گایا جناب اپیکر! آج جب

کوئی اس نفرت کی آگ میں جل رہا ہے صوبائی اسمبلی کے معزز ارکان کی ذمہ داری ہے کہ وہ نگین نفرت کو جڑ سے اکھاڑنے کی کوشش کریں اور کوئی کے پہلے طرح کی بھائی چارہ کے ماحول کو کیسے بحال کریں جناب اپیکر! میں خیر مقدم کرتی ہوں ان مختلف تنظیموں کی جانب سے جنہوں نے اس مسئلے کو حل کرنے کے لیے سیمینار کرائیں اکھٹے بیٹھیں محبت اور بھائی چارے کا درس دینے کی کوشش کی لیکن ہم پر بھی اس مسئلے کو حل کرنے کی پوری ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ بلوچستان اسمبلی سے بھائی چارے محبت، اخوت اور دوستی کا پیغام جائے جناب اپیکر! اس کیسا تھا ساتھ ہمیں چاہیے کہ ان شرپسندوں تک پہنچنے کے لیے جو اس شہر اور اس صوبے کی فضاء کو تباہ کرنا چاہتے ہیں اس کے حل کو نکالنے کے لیے کوشش کرنی چاہیے میری یہ تجویز اس مقصد کے لیے ہے کہ اسمبلی کے معزز ارکان کی کمیٹی بنائی جائے کمیٹی ان تمام واقعات کا جائزہ لے اور ایسے واقعات سے بچنے کے لیے حکومت اور عوام کو ایک مکمل رپورٹ پیش کریں جناب اپیکر! افسوس اس بات کا ہے کہ اس واقعہ کے بعد چند سیاسی جماعتوں اس افسوس ناک واقعہ سے سیاسی فائدہ اٹھانا چاہتے ہیں اس وقت ہم کو سیاسی ذمہ داری کا ثبوت دینا چاہیے اور پر امن فضاء کو بحال کرنے کی بھرپور کوشش کرنی چاہیے جناب اپیکر! حکومت کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ عوام کی جان و مال کی حفاظت کریں اور اگر انکو اسری رپورٹ کے بعد حکومت کے علم میں یہ بات آتی ہے کہ انتظامی کمزوریاں موجود ہیں تو حکومت کو ایسے اقدامات کرنی چاہیں بلکہ انتظامی ڈانچ میں بھی بہتری آنی چاہیے اور عوام اپنے آپ کو محفوظ سمجھ سکیں جناب اپیکر! میں آخر میں پھر یہ دو خواست کروں گی کہ ان معزز ارکان میں سے ایسی کمیٹی بنائی جائے جو اس واقع کی تحقیقات کرائیں اور عوام تک اور اسمبلی ارکان کو اس کی رپورٹ پیش کریں بہت بہت شکریہ!

جناب ڈپٹی اپیکر: سید عبدالباری صاحب!

مولانا عبدالباری آغا (وزیر پبلک ہیلتھنجینر نگ): بسم اللہ الرحمن الرحيم۔ جناب اپیکر! جہاں تک اس تحریک کے عنوان کا تعلق ہے مشترکہ فی الامر تحریک واقعی ہم کئی دفعہ اسمبلی میں آئے ہیں اور وہاں پر اسمبلی کے اکثر ڈبیٹ مباحثات ہم پڑھ پکے ہیں اور کافی تجربوں سے گزرے ہیں کوئی ایسا نام ہم نے نہیں پڑھا تھا انہوں نے جس تحریک کا نام دیا ہے مشترکہ فی الامر اس عنوان سے کوئی تحریک نہیں موجود ہے دفعہ نمبر ۱۸۰ لیکن جیسے بعض دوست یہ کہہ رہے ہیں کہ یہاں پر جو الامر لفظ ہے امر کا معنی ہے ایک امر ایک

معاملہ تفصیل اور ڈیل میں جو دیا گیا ہے وہ مختلف معاملات ہیں مختلف امور ہیں ہمارے کچکول صاحب قانون دان بھی ہیں انہوں نے پھر اس تحریک بنانے کی ذمہ داری آپ کے سیکرٹریٹ پر ڈالتے ہیں کہ آپ کے سیکرٹریٹ نے یہ الفاظ کو پھر بھی یہ الفاظ کے لفظ ہی صحیح ہے کیونکہ اس میں ا، ل آیا ہے ا، ل ہمارے عربی میں یہ لفظ کے معنی اصطلاح کے حوالے سے ہوتا ہے استغراک اور استخراک میں جمعیت کا اور جمع کالحاظ ہے تو عنوان کے حوالے سے مطلب تقریباً یہ تحریک کا صحیح ہے اور جہاں تک اس تحریک کا عنوان ہے اور اس تحریک کا تفصیلی خاکہ ہے تو اس پر ہم جب نظر ڈالتے ہیں اس میں سب سے پہلے جو کوئی نہ کا واقعہ ہے اس حوالے سے میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے دوست جو سینئر پارلیمنٹریں بیٹھے ہیں ہمارے کچھ دوست ہیں جو پرانے ہیں ہمارے ساتھ رہے ہیں اور پڑھ چکے ہیں ضوابط اور طریقہ کاریہ میں صحیح سے پڑھ رہا ہوں کہ یہاں پر جو ہوتا ہے دفعہ نمبر ۳۷ کے تو اس میں یہ لکھا گیا ہے کہ ایسے معاملات جو ٹریبوئن کیمیشن کے رو بروز یہ ساعت ہو زیر بحث لانے کے لیے ایسی تحریک کو اجازت نہیں دی جائیگی تو میں ٹیکنیکل حوالے سے اس تحریک کی کوئی روحانی حیثیت نہیں ہے بیٹک ہم بول رہے ہیں تجوادیز پیش کر رہے ہیں اور شاید وہ ثابت تجوادیز ہیں حکومت کے لیے درکار ثابت ہونگی لیکن اس تحریک پر ہم جتنے بھی بولیں گے میں اپنے حوالے سے سمجھتا ہوں کہ تحریک خلاف ضابطہ ہے تو اگر آپ اجازت دیتے ہیں تو اس خلاف ضابطہ تحریک کو بھی میں خلاف ضابطہ کر سکتا ہوں۔ عنوان کے حوالے سے جہاں تک ہے یہ تحریک صحیح ہے اور من عن ہے اور اس تحریک کا تفصیلی خاکہ ہے اس پر جب ہم نظر ڈالتے ہیں اس میں سب سے پہلے کوئی نہ کا واقعہ ہے اس حوالے سے میں سمجھتا ہوں ہمارے جو سینئر پارلیمیٹریں بیٹھے ہوئے ہیں اور ہمارے کچھ دوست ہیں جو پرانے یہاں اسمبلی میں رہیں وہ ضوابط اور طریقہ کار پڑھ چکے ہیں یہ میں صحیح سے پڑھ رہا ہوں کہ یہاں پر جو ہوتا ہے اور دفعہ نمبر ۳۷ ہے اس میں یہ لکھا گیا ہے کہ ایسے معاملات جو ٹریبوئن اور کیمیشن وغیرہ کے زیر ساعت ہوں زیر بحث لانے کے اسمبلی میں اس کی بالعوم اجازت نہیں دی جائے گی۔ تو میں سمجھتا ہوں یہ ٹیکنیکل حوالے سے اس تحریک کی کوئی روحانی حیثیت نہیں ہے بے شک ہم بول رہے ہیں تجوادیز پیش کر رہے ہیں بے شک وہ تجوادیز ثابت تجوادیز ہیں جو حکومت کے لئے کار آمد ثابت ہونگی لیکن اس قرارداد پر ہم جتنا بھی بولیں گے ہم اپنے علم، مطالعہ اور تجربے کے حوالے سے سمجھتا ہوں یہ تحریک خلاف ضابطہ ہے

تو اگر آپ اجازت دیتے ہیں تو میں اس خلاف ضابطہ تحریک پر خلاف ضابطہ تقریر کر سکتا ہوں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: باری صاحب! میں نے ان کو اس specific incident پر بولنے سے روکا ہے

اگر اس تحریک کو بھی اس میں اور بھی بہت ساری چیزیں ہیں تو اس بنیاد پر اس کی اجازت دی ہے۔

مولانا عبدالباری آغا (وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ): اچھا دوسرا معاملات جو ہیں وہ فی الفصل صحیح ہیں

لیکن سب سے پہلے جو کوئی کا معاملہ ہے کوئی کا حادثہ ہے اس پر اس وقت ٹریبیونل بیٹھا ہوا ہے تحقیقات

ہو رہی ہے اور گواہوں کے بیانات قلم بند ہو رہے ہیں اس کا معنی یہ ہے کہ عدالتی کا رروائی ہو رہی ہے

جب کسی عدالت میں گواہ کے بیانات قلم بند ہوتے جا رہے ہیں اس کا مقصد یہ ہے کہ کوئی کا جو معاملہ ہے

وہ عدالتی پر اس سے جا رہا ہے ٹھیک ہے ہماری اسمبلی کا جو کام ہے وہ مقتضی ہے دستور اور قانون کا جو ایجاد

اسمبلیوں نے اور پارلیمنٹ نے کیا ہے مقتضی ہے لیکن اس وقت مقتضی یہ پوزیشن نہیں ہے کہ وہ عدالت

کی چیزوں میں یا عدالیہ کے حقوق پر ہاتھ ڈال دے اور ان چیزوں کو ادھر جتنی وہ بحث کرتے ہیں

جہاں تک میرا مطالعہ ہے تجوہ ہے اس سے میں اتفاق نہیں کرتا ہوں۔ اور کوئی کا حادثہ جتنے بھی کوئی کے

بلوچستان کے اور پھر پورے پاکستان کے شہری ہیں یادِ نیا کے جتنے مسلم امہ ہیں مسلم کمینوٹی ہیں یہ سب اس

واقعہ کی وجہ سے چاہے امالک کو نقصان پہنچایا ہے اموات ہوئے ہیں ان سب پر ہم رنجیدہ ہیں یہ کوئی

اپوزیشن کا واقعہ نہیں ہے یہ کوئی حکومت کا واقعہ نہیں ہے یہ سب انسان کا واقعہ ہے ٹھیک ہے ہم سب

چاہتے ہیں کہ ہم اس حادثے کے پس منظر میں جائیں اس حادثے کے پس منظر میں اس کے پشت میں

کون سے لوگ تھے یہ پاکستان کے اندر وہی کچھ تخریب کا رتھے یا پاکستان کے باہر کے دہشت گرد تھے

اور واقعی یہ واقعات ہوتے رہتے ہیں ان واقعات کے حوالے سے میں آپ کو یہ بتاوں کہ اس وقت پوری

انسانی دنیا میں یہ جو اسرائیل ہے اور اسرائیل کی اس وقت جتنی سخت سیکورٹی ہے اس کے پاس ان خودکش

حملوں کا ان کا کوئی خاص پروگرام نہیں ہے اسلام آباد میں صدر پاکستان جزل مشرف پر جو خودکش حملہ ہوا

اور گیارہ دن کے اندر دو دفعہ خودکش حملہ ہوا ہے۔ تو اسلام آباد میں جو ہمارا دارالخلافہ ہے جہاں پر جی ایچ کیو

بھی موجود ہے ساری فورسز موجود ہیں ان ادارے موجود ہیں ان کے سربراہان موجود ہیں وہاں یہ واقعات

ہوتے رہتے ہیں تو کوئی میں بھی ایسے واقعات ہوتے رہتے ہیں اور واقعات کا بھی اللہ نہ کرے امکانات

ہیں۔ تو اس پر میں سمجھتا ہوں جیسا کہ کابینہ نے فیصلہ کیا تھا پھر، ہم نے کابینہ کی طرف سے ہائی کورٹ سے یہ ڈیماٹڈ کیا تھا کہ کوئی نجح مقرر کرے جس پر کوئی جو ڈیشل انکوارری ہو جائے شاید یہ انکوارری جو میں اخبار میں پڑھ رہا ہوں اس پر انکوارری ہو رہی ہے اور ہماری جو بحث وہ صرف تجویز کی حد تک ہے اس تحریک کی آپ منظوری نہیں دے سکتے ہیں۔

شفیق احمد خان: جناب! مولانا باری صاحب جو یہ بات فرمائے ہیں ہم نے سن مطیع اللہ صاحب کی زیر گردنی ایک کمیٹی بنی ہے جنہوں نے چیک بھی تقسیم کئے ہیں اور اس کے بعد دوسرا بات یہ ہے کہ اس جو ڈیشل انکوارری کے بعد جو لینڈ لارڈ تھے انہوں نے راتوں رات دکانوں کے کرایہ داروں سے قبضہ چھین لیا ہے۔ اور رسول کورٹ نے ان کو stay جاری کر دیا ہم یہ سمجھتے ہیں کہ یہ جو ڈیشل انکوارری نہیں وہ ایک کمیٹی بنائی گئی ہے وہ انکوارری کر رہی ہے اگر وہ جو ڈیشل انکوارری ہے پھر چیک تقسیم کئے گئے ہیں تو یہ غلط ہے ناظم نے جو کمیٹی بنائی غلط ہے اور مطیع اللہ صاحب نے جو اتنی محنت کی ہے مطیع اللہ آغا اور اس کی کمیٹی کے جو ممبران ہیں وہ غلط ہیں۔

جناب ڈیپلی اسپیکر: شفیق صاحب! آپ کا پاؤ نکٹ ریکارڈ پر آ گیا۔ جی مولانا صاحب!

مولانا عبدالباری آغا (وزیر پبلک ہیلتھ انجینرنگ): جناب اسپیکر صاحب! یہ جو تحریک کا دوسرا شق ہے یہاں پر جو املاک کا نقصان ہوا ہے املاک کے حوالے سے حکومت نے ایک کمیٹی تشکیل دی ہے جس کا سربراہ اس وقت مطیع اللہ آغا ہیں اور میری تجویز کے مطابق ہم نے اپوزیشن سے اس کے ممبر بنائے ہیں اپوزیشن سے اس کمیٹی کے ہمارے ممبر جناب زیارت وال صاحب اور محترم اختر لانگو صاحب ہیں اس کمیٹی میں باقاعدہ اپوزیشن کے ممبر شامل ہیں اور میں سمجھتا ہوں کہ on the record اس پر کام ہو رہا ہے اور پیسوں کا جو معاملہ ہے ہر گورنمنٹ میں جونقد پیسوں کا معاملہ ہوتا ہے وہ بڑا خطرناک معاملہ ہوتا ہے اس کمیٹی میں ہمارے مطیع اللہ صاحب، زیارت وال صاحب اور دوسرے جو اس کمیٹی کے لوگ ہیں بڑی احتیاط کے ساتھ وہ پیسے اور چیک تقسیم کر رہے ہیں۔ اور اس کا مقصد یہ ہے کہ یہاں پر کوئی دوسرا حادثہ نہ ہو دکانداروں کی طرف سے ہزارہ برادری پر یا کسی اور پر عمل میں کوئی حادثہ پیش نہ آئے اور میں سمجھتا ہوں کہ پاکستان کی تاریخ میں بلوچستان حکومت کی تاریخ میں ہم پہلے مختلف حکومتوں میں رہے ہیں اور

اپوزیشن میں رہے ہیں میں نے ایسے فوری طور پر کسی الماک کی ادائیگی اس فوری طور پر اور اس صاف شفاف طریقے سے خود نہیں دیکھا ہے۔ تو یہ on the record حکومت کا یہ کارنا مہ ہے اور ظاہر ہے حکومت کے پاس اتنے پیسے بھی نہیں ہیں لیکن امن و امان جو ہے میں اپنی حکومت کی جو ترجیحات سمجھتا ہوں اور ہماری حکومت کی جو ترجیحات ہیں امن ہے بلوچستان کے اقوام کی عزت داری ہے اور تیسری یہاں پر خدمت ہے۔ جہاں پر مسائل ہیں گندم کا مسئلہ ہے واقعی یہ مسئلہ موجود ہے ایک مسئلہ ہے یہاں پر ہم اخبارات میں پڑھتے ہیں اور مختلف پولیٹیکل پارٹی اس پر احتجاج بھی کر رہی ہے مختلف طریقے سے دیکھ رہے ہیں اس پر بھی کیبینٹ کی میئنگ ہوئی اور پاسکو کے ذریعے مخلکہ خوراک خریداری کر رہی ہے اور مخلکہ خوراک کا جو نسٹر صاحب ہیں وہ اسلام آباد گئے ہیں وہاں پر چاروں وزراء خوراک کی میئنگ ہے۔ یہ صرف بلوچستان کا معاملہ نہیں ہے یہ دوسرے صوبے میں بھی یہ معاملہ ہے حکومت نے اس کے لئے تین ارب کی منظوری بھی دیے ہیں۔ اور میرے خیال میں دس پندرہ دن کا معاملہ ہے اس کے بعد یہ معاملہ بغیر خوبی حل ہو جائے گا۔ جہاں تک یہ روزگاری اور مہنگائی کا مسئلہ ہے یہ تو پورے پاکستان کا مسئلہ ہے۔ جیسا کہ شاہ زمان رندے کہا کہ کچھ لوگوں کو ٹارگٹ کر دینا سمجھتا ہوں کہ ان قبائل میں ہر قسم کے لوگ ہوتے ہیں سارے قبائل کے لوگ فرشتے نہیں ہوتے ہیں سب کے سب اچھے لوگ نہیں جنگل میں سیدھی لکڑی بھی ہوتی ہے ٹیڑھی لکڑی بھی ہوتی ہے۔ لیکن مخصوص قبیلے کو ٹارگٹ کرنا یا نام لے کر کہنا کہ فلاح اسکا ذمہ دار ہے اس سے بداعتمادیاں زیادہ بڑھیں گی تو ہمیں ان چیزوں سے گریز کرنا چاہیے۔ اس سے پہلے ایک واقعہ ہوا جب میں ہوم نسٹر تھا یہ میری نالائقی سمجھ لیں یا یہ سمجھ لیں کہ میں اس کو نہیں چلا سکتا تو میں شرافت سے الگ ہو کر اس کری پر آج بیٹھا ہوں۔ تقاضا تو یہ ہونا چاہیے تھا کہ پے در پے واقعات ہونے کے بعد یہاں پر کوئی میں کچھ لوگوں کو اخلاقی جرأت کا مظاہرہ کرنا چاہیے تھا لیکن یہاں پاکستان میں وہ روایتیں نہیں رہی ہیں ہمیشہ سے میں نے بات اس کے سر پر کھدی ہے اس نے دوسرے کے سر پر کھدی ہے اور معاملات کو اسی طرح ٹریبول کے حوالے کر کے دبانے کی کوشش کی گئی ہے اور جناب اپسیکر! پاکستان کی تاریخ گواہ ہے۔ جہاں تک بے روزگاری کا مسئلہ ہے یہ تو پورے پاکستان کا مسئلہ ہے۔ اور جو بھرتی کا مسئلہ ہے۔ میں بذات خود اگرچہ میرا حکومت سے تعلق ہے۔ میں اس وقت حکومت کا بھی رکن

جناب ڈپٹی اسپیکر: جناب باری صاحب! ذرا مختصر کریں۔

مولانا عبدالباری آغا (وزیر پلک ہیلتھ انجینئرنگ): جناب اسپیکر! میں ایک عرض کرنا چاہوں گا کہ اپوزیشن سے جو ہمارا دوست بھی ہے جو اپنی تحریک میں جو عیاشی کا لفظ وزراء کے بارے میں استعمال کیا گیا ہے۔ یہ ایک دل آزار کلمہ ہے۔ میں سمجھتا ہوں اگر آپ چیک کریں میں خضدار کے دورہ پر گیا ہوں اپنی گاڑی اور اپنا تیل ڈال کر گیا ہوں۔ خدمت لوگوں کی، کی ہے اپوزیشن دوستوں کی اسکیمیں چلائی ہیں ہم سبی گئے جناب اسپیکر! یہ جو عیاشی کا لفظ ہے ان کو کارروائی سے حذف کیا جائے۔ جناب اسپیکر! جہاں تک اخراجات کا مسئلہ ہے اور یہاں پر مساوات کا جو مسئلہ ہے میں سمجھتا ہوں کہ کابینہ میں جو توسعہ ہوا ہے تو ظاہر ہے کہ وزراء بڑھانے سے فائدہ یہ ہوتا ہے۔ کہ اگر ایک وزیر کی تنخواہ تینتیس ہزار روپے ہوتی ہے۔ اور پیٹرول اور ڈیزل کا تھوڑا بہت خرچ ہوتا ہے۔ پہلے ہمارے وزراء بیس گاڑیاں استعمال کر رہے تھے پرانی حکومتوں کا ریکارڈ نکالیں اور اس حکومت میں خاص کر میراریکار ڈیکیک کریں کہ میں نے دو تین ہفتے میں حکومت کو کتنا فائدہ پہنچایا ہے۔ میں نے اپنے وزیر اعلیٰ صاحب کو خود گاڑی میں دیکھا ہے۔ اس کے شیشے جب اوپر کرتے تو نیچنہیں جاتے ہیں۔ یہاں پر ہماری حکومت نے کوئی عیاشی نہیں کی ہے۔ بلکہ ہماری حکومت نے پوری کوشش کی ہے کہ بلوچستان کے لوگوں کو ہم کچھ دے رہے ہیں۔ شاید یہ تاریخ رہے گی۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: جناب یونس چنگیزی صاحب اور جناب اکبر بلوچ صاحب On the point of order.

محمد اکبر مینگل: جناب باری صاحب جو ہم سے فلور کے پروعدہ کیا ہمیں اس کا انتظار رہے گا۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: جی یونس چنگیزی صاحب!

محمد یونس چنگیزی (ویز کھیل و ثقافت): بسم اللہ الرحمن الرحيم۔ شکر یہ جناب اسپیکر! میں آپ لوگوں کو اس ایوان کو اس قبرستان میں جانے کی دعوت دیتا ہوں جہاں پر پانچ سال کا بچہ مٹی کے نیچ پڑا ہوا ہے ان سب کو لوگ بھول کر درست ہے کافی تباہی ہوئی ہے بہت ضروری تھا ان کا بھی ازالہ کرنا۔ مگر افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ مسلمان ہونے کے ناطے سے ان چالیس بچپاس بندوں کو بھول گئے کہ جو دفن ہوئے

اور جو پونے دوسو ہسپتال میں ہیں ان کو بھول گئے ہیں کسی نے بہت کم لوگوں نے اس سلسلے میں بات کی ہے میں ان دوستوں کا شکر یہ ادا کرتا ہوں جو سینٹ میں یانیشل اسمبلی میں بات کی ہے ہمیں یہ ضرور سب کو معلوم ہے شیعہ سنی کا فساد نہیں ہے اگر یہ شیعہ سنی کا فساد ہوتا اگرچہ ہمارے اس صوبے اس دس پندرہ دہشت گردوں نے اس میں تفرقہ ڈالنے کی کوشش کی ہے اور کئی حد تک کامیاب ہوئے ہیں اور کوشش کر رہے ہیں کہ ہم آپس میں دور ہو جائیں لیکن اللہ کی مہربانی ہے کہ دونوں گروپ آپ میں اتنے نزدیک ہیں یہ شاید ممکن نہ ہو دہشت گردوں کے لئے کہ وہ ہمیں آپکوڑا نہیں اور یہ دہشت گردوں کے لئے انشاء اللہ ممکن نہیں ہو گا۔ بر سر مقصد آنے کے لئے میں آپ لوگوں کو گوش گزار کر دوں میں خود اس جلوس میں شامل تھا میزان چوک کے پاس میں کھڑا تھا جبکہ دو گولیاں فائر ہوئیں اور ایک دم اچانک تینوں اطراف سے نہیں چاروں طرف سے فائرنگ شروع ہو گئی۔ واللہ عالم یہ کوئی اشارہ تھا کہ ایک دم چاروں طرف سے فائرنگ شروع ہو گئی بحر حال تو نیچے جہاں جہاں پولیس تھی فرنٹیر کا نیشنل پلری تھی یا فرنٹیر کو رکے لوگ تھے وہ تمام بیچ میں سے غائب ہو گئے۔ ان کے غائب ہونے سے تمام راستے کھل گئے کیونکہ بیچ میں کوئی پابندی تو تھی نہیں ہمارے لوگ چھوٹے بچوں کو اٹھا رہے تھے۔ اب ہماری بدجھتی یہ ہے شیعہ پنجابی بھی ہے پھر بھی ہے بلوچ بھی ہے بنگشی بھی ہے گلگتی بھی ہے چونکہ صرف ہمارے جلوس کا گروپ تھا ہمارے لوگوں کا تھا تو اس وجہ سے تمام کا لک اسی لوگوں پر پھینکا جا رہا ہے اب جس وقت یہ فائرنگ ہوئی افراتفری ہوئی لوگ اپنے بندوں کو بچوں کو اٹھا رہے تھے چھوٹے چھوٹے بچے تھے آٹھ آٹھ سال سات سال کے بچے تھے اتنے میں پلک بھی اندر آئی اگر فرض کرو یہ تین دہشت گرد تھے جیسا کہ میری بہن نے کہا یہ تین دہشت گرد تھے یہ تین نہیں تھے یہ کافی سارے تھے اور مختلف جگہوں پر پھیلے ہوئے تھے جس کا کسی کو علم نہیں تھا۔ اگر فرض کرو یہ تین تھے تو دو بندے کیسے موڑ سائیکل پر بالکل علموں کے سامنے لیٹ کر پوزیشن لے کر فائرنگ کر کے بھاگ گئے یہ کیسے ہو سکا۔ یہ کیسے ہوا۔ اچھا اس کے بعد آگے گئے جتنا شن ما رکیٹ کے اوپر سے فائرنگ چار چھ بندے ہمارے ہباں مارے گئے البتہ ڈاکٹری روپوٹ کے مطابق چار بندے ایسے ہیں جو شیل سے اور گرنیٹ کے ٹکڑوں سے مرے ہیں جبکہ ہمارے پینتالیس بندے مارے گئے اور تمام بلٹ ہٹ پر ہوئی ہے اگر

بلٹ ہٹ ہوتا پولیس کرتی ہے ایف سی کرتی ہے ایسے علاقوں میں وہ نیچے ٹالگوں کی طرف فائر کرتے ہیں جتنے بھی ہمارے بندے مرے ہیں ان کو چہرے پر گولیاں لگی ہیں۔ پھر ہمارے اوپر یہ الزام ضرور لگایا جاتا ہے کہ یہاں پر ہمارے لوگ سبیلوں میں weapon لائے ہوئے تھے۔ ٹھیک ہے لائے ہو نگے کتنے فائر کئے پانچ ہزار۔ دس ہزار پندرہ ہزار اگر بیس ہزار بھی فائر کئے ہیں مجھے آپ لوگ بتادیں کہ بیس ہزار فائر سے کوئی بندہ نہیں مرتا۔ دیواروں کے اوپر ٹھیک ہے نشان ہے فائر کئے ہیں پولیس نے کی ہیں ہمارے لوگوں نے کئے ہیں پھر آگے جا کر کہتے ہیں یہ دکانیں آپ لوگوں نے جلائی ہیں کا لک ہمارے اوپر گرایا جا رہا ہے اور صرف شیعہ برادری میں صرف ہزارہ ہے۔ باہر سے لوگ۔ میں نے آپ کو بتادیا آرمی کے لوگ۔ چونکہ میرا آرمی کے ساتھ تعلق رہا ہے میرے جانے والے ہیں جب میں نے ان سے یہ پتہ کیا کہ یہ جو دورود زیں عبدالستار روڈ کے پیچھے والے۔ سپیشل اسکول والے روڈ کہتے ہیں پندرہ سو آدمی وہاں پر کھڑے تھے ان پندرہ سو آدمیوں میں سے اگر پندرہ بیس بھی اس جلوس میں شامل ہوں تو آپ اندازہ لگا لیں کہ وہ کس حد تک خرابی کر سکتا ہے اچھا یہ تو جلانے کی باتیں ہوئیں اگر فرض کرو ہمارے لوگ یہ جلاتے اگر ہمارے لوگ اس میں شامل ہوتے میں کہتا ہوں یہ شامل ہو نگے یہ کوئی ضروری بات نہیں ہے ہمارے لوگ بیچ میں شامل نہیں ہو نگے ہمارے لوگ بھی گندے ہو نگے بیچ میں ایسے ہو نگے۔ نیچے کا پورش کس نے جلا یا ہے جو کانج کی طرف ہے جو بھی ہاؤس کی طرف ہے اگر فرض کرو جلاتے تو جلوس کا آخری حصہ قائد آباد تھانے کے پاس تھا پوری تو غیر روڈ کیوں نہیں جلائی پوری کپڑا امار کیٹ کیوں نہیں جلائی پورا میزان چوک کیوں نہیں جلایا اگر لوٹنے والے تمام ہمارے لوگ ہوتے جتنے سنار کی دکانیں تھیں وہاں پر زیادہ لوگ بیٹھے ہوئے تھے انہوں نے وہاں سنار کی دکانوں کو کیوں نہیں لوٹا ہے۔

جناب ڈی پی اسپیکر: شکریہ چنگیزی صاحب!

محمد یونس چنگیزی (وزیر کھیل و ثقافت): صرف میرے بھائیوں سے گزارش یہ ہے تمام اخبار نویس حضرات بھی یہاں پر بیٹھے ہوئے ہیں میں یہ گوش گزار کرنا چاہتا ہوں یہ جو کا لک ہے یہ جو لوگوں کی کوشش ہے ہماری طرف ڈالا جائے اس کو ذرا غور سے سنا جائے میں نادر خان صاحب کا شکر گزار ہوں کہ انہوں نے انکو اوری شروع کی ہوئی ہے مجھے امید ہے وہ بالکل تھہ تک پہنچ جائیں گے۔ میں کہتا ہوں زیادتی نہ ہو

انصار ہونا چاہئے اور اس علاقے میں جہاں پر ہمارے لوگ رہائش پذیر ہیں ہمارے ہاں بڑی خوشی کی بات ہے میں بڑے فخر سے کہوں گا کہ ہمارے علاقے میں آج تک کوئی سکینڈل کسی نے ہمارے ہاں پونٹ آؤٹ نہیں کیا ہے ہمارے ہاں ہیر و میں کا کوئی پونٹ آؤٹ نہیں کیا ہمارے ہاں کوئی ہتھیار کا پونٹ آؤٹ نہیں کیا ہے ہمارے ہاں کوئی دہشت گردی کا آج تک پونٹ آؤٹ نہیں کیا ہے یہ ہمارے لئے فخر کی بات ہے۔ اور ہم نے اس قوم کے لئے اس ملک کے لئے اس صوبے کے لئے خون دیا ہے۔ تو اگر اس کے باوجود ہمیں دبایا جائے تو اس سے بڑی نافدی کوئی نہیں ہوگی۔ میں آپ لوگوں کا اور جنہوں نے اس تحریک کے لئے بات کی ہے میں آپ سب لوگوں کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ اور مجھے یقین ہے آگے جا کر آپ بتائیں گے کہ یہ ہمارے ساتھ ظلم ہوا ہے۔ شکریا!

جناب ڈپٹی اسپیکر: شیخ جعفر خان مندوخیل!

شیخ جعفر خان مندوخیل: جناب اسپیکر! میں انشاء اللہ کوشش کروں گا کہ محض رہی رکھوں۔ یہ آج کی اپوزیشن

کی ریکیویزیشن پر جو اجلاس بلایا گیا ہے اس میں میں سمجھتا ہوں کہ اچھا کیا کہ انہوں نے بلایا کیونکہ ہر چیز کو negative میں نہیں لینا چاہئے positive aspect میں دیکھنا چاہئے۔ آج جو یہ واقعہ ہوا ہے بلوچستان میں یا اس سے پہلے جو واقعہ ہوئے ہیں اس کو discuss کرنا کوئی بُری بات نہیں ہے۔ اسی میں کمزوریاں بھی نکل آتی ہیں اسی میں تجاویز بھی نکل آتی ہیں۔ لیکن with practical approach اور ایک اچھی سوچ کے ساتھ اور جو آج بات ہوئی definitely اپوزیشن کی طرف بعض جگہوں پر criticism ہوتی ہے گورنمنٹ میں That is also a part of the system لیکن میں نے دیکھا ہے ثابت تجاویز آرہی ہیں مثبت رُخ اس کا لایا جا رہا ہے دونوں طرف سے۔ بلوچستان ایک ایسا صوبہ تھا جس میں میں کوئی کاہی پیدائشی ہوں کوئی ہی میں بڑا ہوا ہوں اور میرا گھر جو ہے خدا نیداد چوک پر ہے جہاں دو امام باڑے ہیں اور ایک مسجد ہے نیچے میں۔ ہمیشہ یہ جلوس آتے رہے جلوس جاتے رہے لوگ یہ ماتم کرتے رہے اور یہ مذہبی اُن کا ہمارا اہل تشیع شیعہ آبادان جو ہے

اُن کا پودہ موسال سے یہ چل رہا ہے یہ محرم کے موقع پر غم کرتے ہیں۔ لیکن اُس میں ہم دیکھتے تھے کہ سنی بھائی جو ہماری ایک ہی مسلمان قوم ہیں وہ بھی ساتھ ہوتے تھے امام باڑے بھی جاتے تھے جیسے یہاں کوئی نہ کے پیدائشی جیسے شفیق صاحب ہیں وہ بھی پرانے کوئی نہ کے ہیں انہی کے ساتھ پانی بھی دیتے تھے چوکوں پر بھی کھڑا ہو کر اُن کے ساتھ کھڑے رہتے تھے چھتوں پر بھی بیٹھے رہتے تھے بھی ایسے واقعات نہیں ہوتے تھے۔ اور دوسرا ہمارے صوبے کا ایک یہ ہے کہ اسکا اپنا ایک ماحول ہے۔ بحیثیت مسلمان ہم سب کا ایک فرض ہے کہ ہم ایک دوسرے کی عزت بھی کریں لیکن یہاں کی جو tribal society ہے اس کی اُس کی basics یہ ہے کہ اُس میں tolerance ہے۔ وہ tolerance ہے جو ہے ہم کو ایک دوسری چیز سے منع کرتے ہیں۔ ہم یہ کہتے ہیں کہ ہمارا یوینز ایریا ہے یا پولیس ایریا ہے، یوینز کا کوئی کمال نہیں اُس میں۔ اُس میں بھی وہ tribals کے اپنی tolerance ہے جو ہے ایک دوسرے کو برداشت کرتی ہے ورنہ آج تک یوینز نے کسی کو کپڑا ہے نہ دوسرا کیا ہے اور پولیس ایریا زجو ہیں وہ بدقسمتی سے وہ city areas میں ہیں وہاں tribalism کم ہے وہاں یہ mix culture زیادہ ہے جس کی وجہ سے زیادہ گڑبرڈ ہوتی ہے۔ اس واقعے نے ہمارے اُس culture کا بھی رُخ تبدیل کر دیا ہے بلکہ یہ نہیں اس سے پہلے مارچ کا تھا پھر cadets کا تھا اُس کے بعد پھر امام بارگاہ کا تھا اسکے بعد یہ تیسرا واقعہ ہوا ہے۔ یہ واقعی افسوسناک ہے۔ لیکن اسکے background میں اگر آپ دیکھیں تو یہ ایک international system کی export of انتقلاب آیا چلا ہے۔ جب ایران کا انتقلاب آیا resistance کی طرف سے اس کی target کیا جا رہا ہے۔ یہاں ایک دوسرے سے ہم کو لایا جا رہا ہے۔ یہاں ایک دوسرے کو target کیا جا رہا ہے۔ کون finance کر رہا ہے کون feed کر رہا ہے کون اسکو یہ خودکش کرو رہا ہے ہیں کون اُس retaliation میں لُٹ مار کر رہا ہے ہیں یہ سب شکار ہم ہو رہے ہیں لیکن کروا کوئی اور رہا ہے۔

میں سمجھتا ہوں ہم کو ان کے basics میں جانا چاہیئے۔ شیعہ ہے سُنی ہے سُنی میں پھر بریلوی ہے دیوبندی ہے وہاں بھی ہے یہ سب فرقے ہم لوگوں میں موجود ہیں مسلمانوں میں۔ لیکن وہ اس وجہ سے نہیں ہے کہ ہم ایک دوسرے کو قتل کرنا شروع کر دیں۔ تو اسکو ہم کو دیکھنا چاہیئے بطورِ معاشرہ میں سمجھتا ہوں کہ تمام Elders of this province یا political parties جو ہیں یا گورنمنٹ ہم کو ہر طرف سے دیکھنا چاہیئے۔ گورنمنٹ کی تو اب سمجھ آتی نہیں کہ where is the government? میں دس سال ان حکومتوں میں رہا ہوں لیکن اب گورنمنٹ کی سمجھ نہیں آ رہی۔ یہ پتہ نہیں اس کا idea تھا devolution plan یا I don't know who is Chief Secretary ? Is he responsible for the law and order? Chief Minister is City یا responsible. Prime Minister or President is responsible. یا آئی جی صاحب جس کو Commander-in-Chief کا Nazim is responsible ایک الگ عہدہ دے دیا گیا ہے 2002 Police Rules میں۔ وہ definitely responsible ہے۔ جب اتنے لوگ problem میں وہ کمزوری بھی آئے گی اُسکی planning میں بھی ہو گا۔ اس واقعے کے ماسوائے اگر آپ دیکھ لیں جدھر بھی ہے ہمارے law enforcement agencies اُن کی کارکردگی کمزور ہو گئی ہے۔ There is no one to own it. I don't know who is responsible in the government ہے۔ ناظمین کا ہے۔ میں Home Ministry کی گئی پیشکش کی مجھے ایک پروٹوکول حکومت کی کی ہے۔ اور اب میں کوئی بہت بڑا نہیں تھا میں نے اس صوبے میں پہلے بھی Home Ministry کی ہے۔

آدمی نہیں بننا چاہتا تھا صرف اسی بات پر کہ What is the responsibility of the

Home Minister? اُس کے مونہ پر تو صرف کالک لگنے کے مساوئے اور کچھ نہیں ہے کیونکہ آئی

جی اُس کے under نہیں ہے۔ ناظم اُس کے under نہیں ہے۔ دوسرا اُس کے

نہیں ہے۔ stand کا کوئی provincial government نہیں ہے اس میں تو سب سے

پہلے تو ہم کو تعین کرنا پڑے گا۔ ہماری ٹولی Responsibilities of the government

ہیں۔ یا Who is the concerned law and order سے جو ہے کہ وہ

یا کون اس کو سنبھال لے گا۔ اس particular واقعے کی میں سمجھتا ہوں کہ

محرم کے دسویں جو آج کل کے حالات ہیں یا پچھلے تسلسل سے جو واقعات ہو رہے ہیں اُس دن تھوڑا

گورنمنٹ کو میں سمجھتا ہوں کہ extra ordinary vigilance رکھنا چاہیئے تھا۔ یہ failure

ہے ہماری intelligence agencies کی۔ بجائے وہ جیسے دوستوں نے کہا میں بھی بر ملا کہتا

ہوں۔ جب میں Home Minister تھا، میں نے کہا میں اُن کو کہتا تھا آئی ایس آئی بیٹھی ہوتی میں

کہتا خدا کے لئے بھائی تم اپنی منشی میں زیادہ دلچسپی رکھتے ہوئے اُن کے tape زیادہ سُنتے ہو

telephone زیادہ سُنتے ہو۔ مجھے پتہ ہے کہ محمود خان اچکزئی نے سال بعد کیا کرنا ہے اُس کے

اپنڈا کا ہم کو پتہ ہے۔ پونم نے کیا کرنا ہے۔ سردار عطاء اللہ نے کیا کرنا ہے۔ یہ پلیٹکل معاملات میں

اُن کو feed نہ کرو۔ law and order کی طرف توجہ دیو۔ اپنے جرائم کی طرف توجہ دیو۔ ان

امور سے اپنے آپ کو تھوڑا دُور کر دو۔ جو intelligence ہوتی ہے وہ گورنمنٹ کو feed کرتی

ہے۔ جب آپ کی توجہ ہی focus ہی کسی دوسری طرف ہے تو گورنمنٹ کو feedback کدھر

سے ملے گی۔ تو وہ feedback کی کمزوری ہے۔ پھر بھی جیسے دوستوں نے کہا مولانا صاحب نے کہا

خود کش حملے ایک ایسے trend بن گیا ہے جو میں سمجھتا ہوں کہ president کی کانوائے کو انسان

اگر محفوظ نہیں بنا سکتا ہے یا اسرا میں اور دوسرے علاقوں میں جتنا وہ ایک specific area ہے اُن کو محفوظ نہیں بنا سکتے وہ سمجھ آنے والی بات ہے۔ کہ خود کش حملہ ہو سکتا تھا۔ لیکن اُس کے بعد بھی چار گھنٹے دہشت گردی ہوئی ہے جس روڈ پر میں سفر کرتا ہوں آپ آئیں وہاں پر تو پوری روڈ جلی ہوئی۔ لوٹ مار کر کے ساری دکانوں کو لے گئے ہیں۔ cutter سے تالے کاٹ کر کے لے گئے ہیں۔ اُس دن زیارت وال صاحب آئے تھے۔ مطیع اللہ صاحب آئے تھے دوسرے انہوں نے خود ہمی دیکھا۔ وہ کہیں جو میرے توہسانے ہیں ہر ایک آ کر کے فریاد بھی کرتے تھے نظرے بھی لگاتے اور روتے بھی ہیں۔ وہ کیوں اتنا delay ہو گیا۔ اسکی جو بنتی تھی وہ اس طرح ہونی چاہیے تھی کہ reserves رکھے پڑے رہنے چاہیے تھے۔ یہ جو اپیشل اسکول ہے سنڈیمن اسکول ہے ٹاؤن ہال ہے ادھر ہے۔ کوئی دوچار ہزار پڑے رہنے چاہیے اس طرح واقعات کوئی بعید ازام کان نہیں تھا کہ اگر کوئی حملہ ہوتا ہے جلوس جب وہ کیا کہتے ہیں غصے میں آ جاتے ہیں یا موت میں دوسرے لوگ گور جاتے ہیں وہ اس طرح کے واقعات expect کرتے تھے۔ وہ law enforcement کرتے تھے۔

---- agencies

جناب ڈیپی اسپیکر: شکریہ جعفر صاحب!

شیخ جعفر خان مندوخیل: نہیں اس میں شکریہ تو نہیں ادا کروں گا سب سے پہلا یہ چیز میں ۔۔۔ میں تو ہوم منسٹر رہ چکا ہوں میں آپ کو اس کی تفصیل بتا رہا ہوں اور میں اُس علاقے کا ہوں۔

جناب ڈیپی اسپیکر: تھوڑا وقت کا خیال رکھیں۔

شیخ جعفر خان مندوخیل: وقت کا انشاء اللہ خیال رکھیں گے بالکل خیال رکھیں گے۔

جناب ڈیپی اسپیکر: بہت speakers اور آ رہے ہیں۔

شیخ جعفر خان مندوخیل: طارق مگسی صاحب مجھے اپنا وقت دیدیں۔

میر طارق مگسی: آپ لے لیں میرا وقت۔

شیخ جعفر خان مندوخیل: بس۔ تو یہ delay پہنچنا۔ مطلب law enforcement agencies can reach after four hours, why not after five minutes, why not after ten minutes? اگر lapse آتا ہے اور چھوٹا ہے۔ اور ایک ہوم منسٹر کیلئے اُس کو قصوروار کرنا یہ ٹھیک نہیں ہوتی ہے۔ یہ سب as a state یہ سب ہماری responsibility as a assembly ہے۔ ایک اگلے function میں ہماری responsibility ہے۔ پھر as a government ایک اگلے میں اُس میں مولوی صاحبان برابر کے شریک ہیں۔ جب طلود کھاتے تو پھر گولی کا بھی سامنا کریں۔ تو یہ نہیں ہے کہ پھر وہ ہم لوگوں کا ایک شعیب ہے وہ تو پندرہ میں دن ہوئے ہیں منسٹر بنے ہیں۔ یہ تو پرانے تسلسل ہے اُن کے۔ اُن کو کیوں target بنایا جا رہا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ شہریوں نے تو اس عمل میں سب سے زیادہ تعاون کیا۔ گورنمنٹ نے اُن کو کیا دیا کہ اپنی دکانیں بند کر دوں اُنہوں نے دکانیں بند کر دیں۔ گورنمنٹ نے کہہ دیا اس scene سے غائب ہو جاؤ وہ protect کرنا یہ گورنمنٹ کا کام ہے۔ میری اپنی لگلی میں ویسے چنگیزی صاحب سے میں full agree نہیں کروں گا کیونکہ اُسی علاقے میں رہتا ہوں دوامام بارگاہ ہمارے ساتھ ساتھ ہیں میری اپنی لگلی کے back پر جدھر میکانگی روڑ کا دروازہ لگتا ہے وہ حقیقت ہے اسی شیعہ جلوس کے لوگ تھے۔ وہ ادھر آئے دو مرتبہ دیواروں پر چڑھے اندر کھونے کی کوشش کی تو گھروں سے لوگوں نے کلاشنکوف نکال کر کے اُن کو جب دکھایا تو وہ ادھر سے گئے۔ ٹھیک ہے باہر کے لوگ بھی آئے ہیں یہ بھی ہماری evidences ہیں۔ اب اس کے آگے نہیں ہونا چاہیئے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہم لوگوں کو آگے pre-cautions لینے چاہیئے کیونکہ یہ جو مرحلے ہیں یہ دوسری گورنمنٹ سے دوسرے صوبوں میں گزر چکے ہیں ہمارے اس صوبے پر بدلتی سے آج آئے ہیں اس کی ہم لوگوں کو collectivly دیکھنا چاہیئے۔ گورنمنٹ کو دیکھنا چاہیئے۔ اور گورنمنٹ کے پیچھے ایک thing tank ہوتی ہے ابھی تو مجھے یہ سمجھ نہیں آتی ہے کہ Who is the thing tank?

جب ہم گورنمنٹس میں ہوتے تھے coalitions میں ہوتے تھے ہر پارٹی سے دو دو تین تین آدمی جو سمجھدار ہوتے تھے جن کے معاشرے میں رسائی ہوتی تھی اُن کو پھر feedback ہوتا تھا اپنے پارٹیز کا بھی۔ وہ بیٹھ کر کے ایسے موقعوں پر وہ حل کرتے تھے۔ آج صرف ایک ایسی پی ایک ڈی ایس پی کام نہیں کر سکتا ہے یہ as a government کرنا پڑے گا۔ توہندا آگے کے لئے اگر کوئی پلانگ بنایا جاتا ہے کوئی think tank بنایا جائے اُس میں سے اپوزیشن کے لوگوں کو بھی بعض اوقات مشورے میں شامل کر لیا جائے۔ کیونکہ اُن کی پارٹیز ہیں اُن کی بھی feedbacks ہیں۔ ہماری گورنمنٹ کی پارٹیز ہیں ایم ایم اے ہے اُس کے depth جو ہے یہ پوری masses تک ہے۔ کوئی سے لیکر کے ژوب تک ژوب سے لیکر خضدار اور تربت تک اُن کی depth میں ہے اُن کو شامل کر کے ایک plan بنایا جائے اور اُسکے مطابق ایسے واقعات کا تارک ہونا چاہیئے۔ آج کی اس development programmes - development programmes میں تھا دوسرا programme کے متعلق جو سردار اعظم موسیٰ خیل نے کہا ہے میں 100 percent اُس سے agree کرتا ہوں۔ کہ وہ تو اپوزیشن والے ہیں ہم پتہ نہیں کہدھر ہیں، ہم تو نہ گورنمنٹ ہیں نہ اپوزیشن ہیں ایک دن شروعی صاحب نے کہا آپ لوگ نہ جنت میں ہیں نہ دوزخ میں آپ برزخ میں ہیں۔ پتہ نہیں برزخ والوں کا کیا حال ہے۔ ہماری توجہ بجٹ میں اسکیمیں ہیں وہ release نہیں کی جاتی ہیں۔ ابھی اگر دیکھا جائے اسلام آباد سے ایک پروشل گورنمنٹ میں قمر دین کی بجلی کی جو اسکیم تھی ساڑھے آٹھ کروڑ روپے کی تھی اُس میں fifty percent provincial feedback government نے آنی تھی federal government fifty percent proposal لے گیا۔ اُس کو دینا تھا۔ فیڈرل گورنمنٹ ظفر اللہ جمالی صاحب کو بتائے بغیر ہم نے یہ proposal لے گیا۔ اُس کو کاپی بھی within ten days وہ پیسے بھی پہنچ گئے۔ مجھے یقین ہی نہیں تھا۔ ایک کاپی میں ہاتھ میں پکڑائی۔ پروشل گورنمنٹ نے آج تک اپنا وہ share نہیں کیا۔ لیکن چیف سیکرٹری صاحب نے کہا میں تعریف نہیں کرتا ہوں اُسکا لیکن یہ اسکی زبردستی اُس نے یہ کر دیا کہ بھی اسکیم تو چاکرو کر دو خدا کیلئے یہ سوا چار کروڑ روپے فیڈریشن سے آئے ہیں اس کو کیوں ضائع کر دیتے ہو پیٹھیکل دشمنی میں ایک دوسرے

کیے۔ thanks کہ اُس نے کچھ چیزوں پر عملدرآمد کروایا۔ یہ بلاک ایلوکیشن اور دوسرے جو ہیں۔

مجھے What are you getting from it? - You are the witness of it.

تو کچھ نہیں معلوم کہ کیدھر کی ہے۔ ملازمین ہیں ژوب میں چوبیس آدمی ایک دن ملکہ صحت میں لگائے گئے

ہیں ایک بیمار جو پتھرا ڈین کی انجگشن لگاتا ہے اُس کو اُس ڈاکٹر کو انہوں نے لگادیا ہے ڈی ایچ او۔ پھر اُس

ڈی ایچ اونے ایک خط ایک دستخط سے چوبیس آدمیوں کو بھرتیوں کر دیا ہے۔ آج کورٹ میں اُن کے اوپر

کسی سر ہو گئے ہیں۔ میں نے پہلے بھی چیف منٹر، چیف سیکرٹری اور اس ایوان کے نوٹس میں بھی لے آیا۔ کہ

جہاں ایسی ناصافیاں اس گورنمنٹ سے ہوں گی definitely وہاں لوگ اسے اچھے تاثرات نہیں لیتے

جیسا کہ کیڈٹ کالج ژوب کا دیکھ لیں یہ سارے ڈاکٹر میں اسمبلی کی پر اپر ٹی بنا دوں گا۔ یہ کیڈٹ کالج

ژوب کے لئے purpose ہوا تھا منظوری وہاں سے آگئی لیکن اس کو اب قلعہ سیف اللہ شفت کر دیا

گیا۔ لیکن ژوب والے deploy محسوس نہیں کریں گے مجھے یہ دکھ نہیں کہ قلعہ سیف اللہ میں کیڈٹ

کالج شفت کیا گیا ہے قلعہ سیف اللہ کے لوگوں کو اپنے لوگوں سے زیادہ چاہتا ہوں کبھی مجھے وہاں سے

قومی اسمبلی کا بھی ایکشن لڑنا ہے۔ لیکن ژوب کے لوگوں کے ساتھ جو نا انصافی ہوئی ہے اس کے بارے

میں آپ کیا کہیں گے۔ اگر آپ کے حلقے کی ترقیاتی اسکیم کوئی لسیلہ شفت کریں تو کیا آپ اسے چھوڑ دیں

گے اور آپ کو دکھ نہیں ہو گا۔ مولانا عبدالباری صاحب سے مجھے گلہ نہیں کیونکہ میرے حلقے کے

PHE اسکیم میں تھوڑی بہت گڑ بڑھی میرا پرائیوٹ سیکرٹری ان کے سیکرٹری کے پاس گیا انہوں نے ان

کو صحیح کر دیا لیکن اگر دوسرے منستر یا سیکرٹریز صاحبان بھی اس طرح تعاون کریں۔ افسوس کی بات ہے کہ

پہلے ہم اپنے سیکرٹریوں کے لئے روتے تھے کہ مینگل صاحب نے فرنٹنیز اور پنجاب سے لوگ لائے اور

ہمارے مقامی لوگ ایسے بیٹھے ہوئے ہیں۔ لیکن اس وقت ہمارے اپنے لوگ جو سیکرٹریز بنے ہیں وہ تو

Personal servant to the minister, is not servant of the state

یہ کس طرح صحیح ہو گا آج ہم سمجھتے ہیں کہ وزارت کی ہمیں کوئی

خواہش نہیں وزارتوں کے سات یادس مرتبہ ہم حلف الٹھا چکے ہیں میں میں بحثیت ایم پی اے زیادہ خوش ہوں

۔ اس وقت اہم وزارتمیں ایم ایم اے والوں کے پاس ہیں ان کو ہم سے زیادہ تقویٰ دار ہونا چاہئے اور

زیادہ انصاف دار ہونا چاہئے۔ اس وقت ہمارے حلقات میں ایک پرائمری اسکول نہیں بنتا۔ کیوں میرے حلقات میں پرائمری اسکول upgrade کر کے ٹڈل کا درجہ نہیں دیا جا رہا۔ اس طرح کیوں میرا آدمی کا appointment نہیں ہوتا ہے کیا میرے حلقات کے لوگوں کا حق نہیں شکریہ!

جناب ڈیپی اسپیکر: امبروز جان فرانس! وقت کا خیال رکھا جائے

امبروز جان فرانس: جناب اسپیکر! تقییتی ممبر ویسے بھی کم ہے اور تھوڑا ہی بولیں گے کیونکہ ہم بھی اس صوبہ کا ایک حصہ ہیں، ہم سب آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ ایجاد اجس طریقے سے آیا ہے اور یہ جو تحریک پیش کی گئی ہے لیکن اس میں جو سب نے محسوس کیا کہ جو واقعہ رونما ہوا۔ ہمارا روایتی صوبہ ہے ہم نے اس صوبے میں جنم لیا ۱۹۲۳ء میں میراوالد یہاں پیدا ہوا یعنی کہ ہم یہاں کے پیداوار ہیں کدھری باہر سے نہیں آئیں۔ اپنے صوبے اور شہر کے امن و سکون کو اچھی طرح جانتے ہیں لیکن اس قسم کے واقعات ایک آدمی کے لئے نہیں بلکہ پورے شہر یوں کیلئے تکلیف دہ دل خراش ہے آج کا اجلاس جو اپوزیشن نے بلوایا ان کا شکریہ ادا کرتے ہیں اور شرکت کرنے پر فخر محسوس کرتے ہیں کہ ہمارے رشتے ناطے ہماری دکھ تکلیف درد سب اکٹھے ہیں جس طرح سے یہ واقعہ رونما ہوا ہے اس میں ہم نے شرکت کی شہیدوں کو خراج عقیدت پیش کیا ان کے جنازوں میں شرکت کی امام بارگاہ پر جو حملہ ہوا اس کی ہم مذمت کرتے ہیں۔ کل مجھے ایک سینیما کا دعوت نامہ موصول ہوا جس میں لکھا گیا تھا فرقہ وارانہ دہشت گردی تو یہ پروگرام شروع ہونے سے پہلے میں نے یہ کہا کہ یہاں پر آپ نے واضح طور پر لکھ دیا ہے کہ فرقہ وارانہ دہشت گردی دہشت گردی تو دنیا میں ہو رہی ہے جب آپ اس کو کلیسر کرتے ہیں تو اس کا مطلب ہے کہ آپ کے سامنے شواہد آگئے ہیں اور ہم معاملے کو سینئنے کی بجائے الجھانے کی طرف لے جا رہے ہیں تو انہوں نے میری بات کو غور کرتے ہوئے اس جملے کو کاٹ دیا اور انہوں نے صرف دہشت گردی کا لفظ استعمال کیا دہشت گردی دنیا میں لمحہ فکر یہ ہے کیوں دہشت گردی کا نہ تو کوئی دین ہے نہ مذہب ان کے اپنے ذاتی سیاسی اور معاشری مفادات ہوتے ہیں اور وہ معصوم لوگوں کو مذاہب کے نام پر استعمال کرتے ہیں صرف اپنے مفادات کیلئے کسی بھی مذہب میں انتہا پسندی کی گنجائش نہیں ہر مذہب پیار، محبت اور انسانیت کا درس دیتا ہے تو پھر کس طریقے سے کچھ لوگ اس کو مذہبی فرقہ واریت یا دہشت گردی کی طرف لے جاتے ہیں میں اپیل کرتا

ہوں کہ دہشت گردی دنیا میں بڑھ رہی ہے صرف ان کے ذاتی مفادات ہیں دنیا کا کوئی چھوٹا بڑا ملک اس لعنت سے بچانہیں کہ جہاں بے گناہ لوگوں کا خون نہیں بہایا جا رہا میرے ساتھ وقت کی کمی ہے میں آخر میں بتاتا چلوں کہ ایک جگہ میں ایک انٹرو یو پڑھا کسی چور کا تو چور نے کہا تھا کہ جب میں چوری کرتا ہوں تو میرے حواس قائم ہوتے ہیں لیکن جب پکڑائی کا وقت آجائے تو پکڑنے والے گھبرا جاتے ہیں اور بوکھلا ہٹ میں بھاگتے ہیں اور میری عقل کام کر رہی ہوتی ہے میں انہی کے سامنے سے ہوتے ہوئے نکل جاتا ہوں جب اس قسم کے واقعات ہوتے ہیں تو ان واقعات میں ہر شہری کو اپنا ہوش و حواس قائم رکھنا چاہئے لیکن مشکل مرحلہ یہ ہوتا ہے کہ جب اس قسم کے واقعات ہوتے ہیں معصوم لوگ دہشت گرد نہیں ہوتے۔ ابھی ہمارے ہاں کہا گیا کہ حکومت کی اس میں کمزوری تھی لیکن حکومت بھی اس معاشرے کا حصہ ہے۔ اگر اس طرح سے گولی واقعہ وقوع پذیر ہو جائے تو اس میں سارا الزام ایک طرف نہیں دے دیا جاتا جیسا کہ ہمارے ایک معزز رکن نے کہا کہ وہ بیچارے تین دہشت گرد تو مارے گئے وہ تو بے چارے بن گئے اور ہماری فورسز ظالم بن گئی اگر انہوں نے کوئی کوتا ہی کی ہے لیکن اس کے مقابلے میں ان کی کامیابیاں بھی تو ہیں۔ انہوں نے کس طریقے سے کثروں کیا حکومت فیل ہو گئی لیکن اس میں یہ چیز دیکھا جائے کہ حکومت نے اس کی ندامت کی اور جو جانیں ضائع ہوئی ہیں ان کو compensate کیا ہے جان تو بڑی قیمتی چیز ہے اس کا معاوضہ جتنا بھی رکھا جائے کم ہے لیکن جہاں تک ہمدردی ہوتی ہے یا اس کو compensate کرنا ہے حکومت نے کیا جو زخمی ہوا ہے ان کی بہتر علاج اور معالجے کے لئے اب تک کر رہے ہیں اور جن لوگوں کا مالی نقصان ہوا ہے یہ ان لوگوں کا نقصان نہیں ہوا بلکہ ہم سب لوگوں کا نقصان ہوا ہے اس لئے کوئی شہر ایک امن کا گھوارہ کھلایا جاتا تھا۔ کسی آدمی نے کہا کہ ۱۹۷۴ء میں اتنا فساد نہیں ہوا جتنا کہ پنجاب سائیڈ پر اہوا لیکن اس نے کہا کہ مجھے ۱۹۷۴ء کا سماں ہے تو ہمارے لئے دکھ کی بات ہے کہ جو بھی نقصان ہوا لیکن حکومت چارہی ہے کہ ان کو compensate کریں۔ آج ہم کو یہ سوچنا ہے کہ ہم یہاں برا دراقوام بستے ہیں چند شرپسند عناصر ان کے درمیان تفرقہ نہ پیدا کریں کہ ایسا نہ ہو ہمارا کام ہے کہ ہم یہاں معااملے کو سمیٹنے کے اس کو بگاڑے ایسا نہ ہو کہ کچھ لوگ معاملہ سمیٹتا بھی ہو لیکن اس میں ایک چنگاری چھوڑ دیں۔ چنگاری جب رہ جاتی ہے اور بڑھاتی ہے تو اس کے نتائج بڑے سگین ہوتے

ہیں تو ہم چاہتے ہیں کہ اس سلسلے میں حکومت سینار کا انعقاد کریں تاکہ ہم آپس میں مل بیٹھ کر مسئلے کو سمجھانے کی کوشش کریں۔ کیونکہ میں نے صوبے سے باہر سینار attend کیا اور وہاں میں نے فخر محسوس کیا کہ جس صوبے سے میرا تعلق ہے میں اپنے کو خوش قسم سمجھتا ہوں کہ آج تک کوئی ایسا واقعہ نہیں ہوا اور ہم لوگ محفوظ ہیں بستی سے ہمارے فخر کو داغ لگ گیا۔ اب اس داغ کو مٹانا ہم سب کا فرض بتا ہے۔ اور ڈولپمنٹ کے پروگرام کے حوالے سے بتاتا چلوں کہ جس طرح ڈولپمنٹ پروگرام چل رہا ہے اقلیت ممبر کے ہوتے ہوئے مجھے بڑے دکھ کے ساتھ اس معزز ایوان کے سامنے کہنا پڑتا ہے کہ کچھ عناصر یہ سمجھتے ہیں کہ جو اقلیتی رکن منتخب ہو کر آئے ہیں ان کو یہ سیئیں خیرات میں ملی ہیں۔ یعنی کہ جو کچھ ان کو مل رہا ہے بھیک میں مل رہا ہے ان کا کوئی حق نہیں لیکن وہ ثابت کریں کہ اگر اقلیتیں نہ ہوتیں تو یہ نشیں بھی نہ ہوتیں تو ہم اس میں موجود ہیں ان کی نمائندگی کرنے کے لئے یہ میرا حق بتا ہے کیونکہ پاکستان ہماری ماں ہے اور ماں کی گود میں اپنے کو محفوظ سمجھتے ہیں شکریہ!

جناب ڈیپی ایسپیکر: روینے عرفان صاحب!

محترم روینے عرفان: شکریہ جناب ایسپیکر! ۲۰۱۷ء مارچ کا واقعہ جس پر ہر آنکھ نم تھی ہر لحاظ سے قابلِ مذمت ہے میں جان بحق ہونے والوں کے ورشہ سے دلی طور پر تعزیت کرتی ہوں اور جو زخمی ہیں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتی ہوں کہ ان کو جلدی صحت یا بکاری کا شدید نقصان بھی قابلِ مذمت ہے جناب ایسپیکر! صوبائی حکومت نے دن رات ایک کر کے تمام معاملات کو سنجیدگی سے لیا ہے اگر ہم بحث برائے بحث تقدیر برائے تقدیر میں پڑیں تو اپنی ناقلتی کی وجہ سے ہم صرف اپنے دشمنوں کو فائدہ دینگے اور عوام کے لئے کچھ نہیں کر سکیں گے جناب ایسپیکر! میں کچھ الفاظ کچھ جملے انگریزی میں کہنا چاہو گی تاکہ،

I should clear myself, we should create environment between myself and people with peace ,value, honesty, respect, and trust and compensation. We should work hard for the reason beyond personal and economic and for the integrity and solidarity of self interest, جناب ایسپیکر!

Pakistan for being a Balochistani I think It's a must and very common that we should form a common platform to counter a terrorism، جناب اپسیکر! ہمیں انتہاء پسندوں کی پاکیٹوں کا تلاش کرنا ہے کہ یہ باہر کے لوگ ہیں جو ہمارے سادہ اور سیدھے سادے نوجوانوں کو اپنے مقاصد کے لئے استعمال کرتے ہیں اور ان کو لائسنس دیتے ہیں کہ ہم اپنے ہی ملک میں یہ تحریک کاری کریں جناب اپسیکر! ہم کو ان باہر کی قوتوں کو بے نقاب کرنا ہے جو ہمارے پرامن اور محبتوں والی وادی کو کوئی طبقہ کو انسانی خون سے سرخ کرنا چاہتے ہیں جناب اپسیکر! خودکش حملے اور ان کا روکنا جہاں حکومت کی ذمہ داری ہے میں سمجھتی ہوں ہماری اپوزیشن کی بھی اتنی ہی ذمہ داری ہے اور بلوچستان کے ہر فرد کی ذمہ داری ہے کہ ان کی نشاندہی کریں جناب اپسیکر! یہ ملک ہم سب کا ہے جو آج اپوزیشن میں ہے کل وہ حکومت میں ہو سکتی ہے مگر کیا وہ یہ گارٹی دے سکتے ہیں کہ کل یہ حالات زیادہ بہتر ہو جائیں گے یا خراب صرف عوام کو تختہ مشق بنانا جانتے ہیں یہ کہاں کا انصاف ہے جناب اپسیکر! موجودہ صوبائی حکومت اور اپوزیشن دونوں مل کر اس صوبے کو ایک بار پھر امن کا گھوارہ بنائیں اور جو جن دلوں میں نفرتوں کی خلیفہ پیدا ہوئی ہے ہمیں اس کو ختم کرنی چاہیے اور اس پر مشترکہ لائچہ عمل تیار کرنا چاہیے چھوٹے بڑے واقعات ماضی میں بھی ہوئے ہیں پوری دنیا میں خودکش حملوں نے دنیا کے سپر پا رکوئی پریشان کر رکھا ہے مگر میں ایک بار اپنے والدین کوئی نظر نہیں وہ ان کو والدین سے اپیل کرتی ہوں کہ وہ اپنے بچوں کے مصروفیات، نظریات، خیالات پر کھڑی نظر رکھیں وہ ان کو نام نہاد مذہب کے ٹھیکیداروں کے ہاتھ لگنے نہ دیں جو انہیں خودکش حملوں کے لئے تیار کرتے ہیں جناب اپسیکر! ان کو یہ معلوم ہے کہ پوری دنیا عالم اسلام کو دہشت گرد اور نہ جانے کن کن ناموں سے پکارتی ہیں اپوزیشن اس مسئلہ کو ایشو نہ بنائیں بلکہ واقعات کو سلب جانے اور روکنے کی کوشش کریں ہم بلوچستانی ہیں اور بلوچستان کو امن کا گھوارہ بنائیں نا اتفاقی سے تو عوام کو کوئی ترقی بھی نہیں مل سکتی اور جو ترقیاتی فنڈز ہیں وہ امن و امان کے منصوبوں پر خرچ ہو جائیں گے اور یہاں عوام اس میں رہ جائیں گے اگر گرم ہوا چلی تو اس میں حکومت اور اپوزیشن دونوں ہی جلسیں گے اور متناہی ہمارے صرف بلوچستانی عوام ہوں گے جناب اپسیکر! ایک دفعہ میں پھر اپیل کرتی ہوں اپنی اپوزیشن سے کہ ہم سب عوام کے مفاد کے لئے بلوچستان کے عوام

کے مفاد کے لئے مخالفت اور تنقید اور بحث چھوڑ کر ایک ساتھ مل پیٹھ کر اس کی راہ نکالیں تاکہ ہمارا بلوچستان ایک دفعہ پھر سے پر امن صوبہ بنے۔ شکریہ!

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ، جی پر کاش صاحب!

جئے پر کاش: جناب اسپیکر صاحب! اس معزز ایوان میں آج میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ ۲۰ مارچ کو جو واقعہ پیش ہوا اس کی جتنی شدید لفظوں میں مذمت کی جائے وہ کم ہے اور میں بلوچستان بھر کی تمام اقلیتی برادری کی طرف سے اس کی شدید مذمت کرتا ہوں ۲۰ مارچ کو جو واقعہ پیش ہوا وہ ہر انسان کے انگل سے انسو نہیں بلکہ خون بہہ رہا تھا جناب اسپیکر صاحب! ہم اس ملک کے باشندے ہیں اور یہ تمام تر ذمہ داری ہر شہری پر لازم ہوتی ہے چاہیے اکثریت ہو حکومت ہوا پوزیشن ہو چاہے اقلیت ہو چاہے انتظامیہ ہواب ایک آئندہ کے لئے ایسا لائف عمل تیار کیا جائے آخر یہ جو سازش ہوئی یہ جو مسلسل واقعات ہو رہے ہیں آخر ہمارے کوئی میں کیوں ہو رہے ہیں یہ دہشت گردی ہے یا کوئی یہ ورنی سازش ہے اس کے لئے کوئی ہمیں پالیسی اپنانی چاہیے جو بھی بھیت انسان ہے اگر اس کے بازو پر ایک بلیڈ کا نکٹر الگ یا جائے چاہے شیعہ ہو سنی ہو جس مذہب سے بھی تعلق رکھتا ہو تو اس کے بازو سے خون ہی نکل گا ہم سب ایک ہیں اور اس ملک کے باشندے ہیں اور ہمیں ایسی پالیسی اپنانی چاہیے یہ ورنی سازشوں کی وشنادی کرنی چاہیے اگر دہشت گردی ہے تو انہیں منظر عام پر لا کر کیفر کردار تک پہنچانا چاہیے اور یہ بات ہمارے بلوچستان میں انتظامیہ جو ہے ان پر بھی سب سے زیادہ یہ ذمہ داری عائد ہوتی آخر ان کے فرائض میں کیا انجام ہوتا ہے ان کا یہی ہے کہ جو بھی سازشیں ہو رہی ہیں ان کی وشنادی کریں گورنمنٹ کے نوٹس میں لا میں گورنمنٹ کیوں فیل ہے گورنمنٹ فیل نہیں ہے یہ ان کا فرض ہے ہمارے اداروں کا فرض ہے وہ گورنمنٹ کے نوٹس میں لا میں گورنمنٹ کا کام ہے ان پر پھر ایکشن لینا تو ہمیں بہت دکھ ہے مہربانی!

جناب ڈپٹی اسپیکر: اجلاس کی کارروائی دوپہر دو بجے سے سہ پہر تین بجکر تینیں منٹ تک کے لئے ماتوی کی گئی۔

(اجلاس کی دوبارہ کارروائی تین بجکر چالیس منٹ پر جناب ڈپٹی اسپیکر کی زیر صدارت شروع ہوئی)

جناب ڈپٹی اسپیکر: جان محمد جمالی صاحب!

میر جان محمد جمالی: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب اپنے کیا کچھ ہمارے صوبے میں ایسے واقعات ہو رہے ہیں اور اس کی وجہ سے یہ صرف حکومت وقت خاص کر صوبائی حکومت کا یہ مسئلہ نہیں ہے یہ ہم سب لوگوں کا مسئلہ ہے اسے میں جتنے اراکین ہیں اور بلوچستان کا معاشرے کا مسئلہ بن گیا بتیں تو بہت بنتی ہیں کرتے بھی ہیں جز لضیاء کے وقت میں امریکہ نے استعمال کیا پاکستان کو پھر اسی شکل میں طالبان کی حکومت اور لوگ یہ بھی کہتے ہیں کہ اور ممالک نے ان کو پیدا کیا انہوں نے ہی ان کو ختم کیا اور قدرتی بات ہے اس سے ریز رمنٹ پیدا ہوئی پھر ۱۱ ستمبر کے بعد جو افغانستان میں آپ نے ایک حکومت اٹھائی بمباری کر کے زور آوری پر اس کا یہ نتیجہ نکلا کہ ایک انہتا پسندی آگئی بہت دفعہ مقتدا بیروالے لوگ کہتے ہیں کہ روٹس سے ختم کیا جائے اس کو پہنچنیں روٹس سے ختم ہو گا یا نہیں نیویارک میں بھی ہوتے ہیں بل ٹاور کے حوالے سے بغداد میں ہوتا ہے اس وقت افغانستان میں بھی ہورہا ہے پاکستان میں بھی یہاں تک کے صدر پاکستان تک پہنچ جاتے ہیں کراچی کو نیکٹ امریکن وغیرہ یہ عام سی بتیں ہیں اپنیں میں بھی پہنچ جاتی ہے اور دوسو لاشوں کے بعد نیاز لٹ آ جاتا ہے اپنیں میں حکومت سو شلسٹ کی بن جاتی ہے اور وہ انکار کر دیتے ہیں امریکہ کے ساتھ کا پوریٹ کرنے کا بھی کیا ہو گا اس تناظر میں وہ بڑی بتیں ہیں بڑی سوچیں ہیں ہم نے تو دیکھنا ہے کہ اپنے گھر میں کیا ہے ان درون خانہ کہاں سے مسئلہ پیدا ہو گیا کہاں سے درستگی مانگتی ہے تو ایسے ہم نے اس معاشرے میں چنان ہے میں اس پانچ سال کی عمر میں جب لاہور پڑھنے کے لئے بھیجا مجھے میر جعفر خان جمالی نے تو ایک بچا آیا مجھ سے پوچھا کہ آپ سنی ہیں یا شیعہ مجھے تو سمجھ ہی نہیں آئی کہ شیعہ کیا چیز ہوتی ہے سنی کیا چیز ہوتی ہے ہمارے معاشرے میں تو تھی یہ بات لیکن وہ لاہور والے بچے کو پتہ تھا ایسی ہی ایک حوالہ دے رہا ہوں بڑی عجیب بات ہے جناب اپنے کیا ہمارا معاشرہ بلوچستان کا خاص طور پر جہاں قابلیت ہاوی ہے ہمارے تقاضے ہیں ایک معیار ہے وہاں اس قسم کے واقعات ہوتے ہیں اس کا مطلب ایسا ہے نا سور آگئے ہیں جو ہمارے سو شل فبریک کو ڈینڈی گریڈ کر رہے ہیں ڈاکٹچ کر رہے ہیں بہت افسوس ناک واقعہ ہوا تدارک اور یہ عجیب بات ہے دو تاریخ کو یہ واقعہ ہوا ریکوزیشن کی بات چلی تو اپوزیشن نے عقلمندی کی میرے حساب سے انہوں نے صرف ایک اسے میں کو بلا یا انہوں نے بلوچستان کے معاشرے کو بلا یا اور ان کو جگانے کے لئے تو خدا کے لئے ادھر سنبھالے بات کو اس سے پہلے کہ بات ہاٹھ

سے نہ نکل جائیں کیونکہ ہماری بہت عام سوسائٹی ہے اور یہاں غیرت عزت کے ایسے تقاضے ہیں چادر اور چار دیواری کی جو باتوں سے نہیں عملی طور پر لوگ کر کے دکھاتے ہیں واقعہ ہوا جانوں کا ضیاع افسوس ناک ہے مجھے تو افسوس اس بات کا ہوا حمید زنی اور غنیمہ زنی لڑئے اس وقت ہم حکومت کا حصہ تھے تو ہم نے اس وقت بھی جرگہ نیچجہ دیا ان کے نقش میں کہ بھتی جا کر یہ فائزگ بند کراوہ گلستان کی سوسائٹی ڈائی میج ہو رہی ہے قلعہ عبداللہ کی راستے بند ہو گئے ہیں لوگ آنہیں سکتے جاسکتے ہیں جہن کے لئے یہاں ایگر پلچر کا لج دے رہے تھے پورپی یونین والے پچپن کروڑ کی اسکیم تھی بوسٹان اور میاں غنڈی کے درمیان لڑائیاں شروع ہو گئی پشتون بلوج کا مسئلہ اس کو بنایا گیا تو ورنہ نکل پڑیں یہی سردار نشاء اللہ میں جمعیت کے ساتھی نکل پڑئے بلوج علاقوں میں کہ جی نہیں کرنا یہ غلط ہو رہا ہے ہماری سوسائٹی ڈائی میج ہو جائیگی اسی طرح اور بہت سے واقعہ جہاں نکل پڑیں، جہن لائن پر تو کوئی راہ نکالتے وقت آپ نیچجہ دیتے ہیں جرگہ راضی کرنے کے لئے دو تاریخ سے آج ہو رہی ہے بائیس تاریخ آپ نے کسی کو نیچھا کوئی جرگہ نکل کوئی ہماری اپنی سوسائٹی میں گئے کوئی گیا ہے ہزارہ برادری کے پاس کوئی پشتون برادری کے پاس گیا کوئی بلوج برادری کے پاس گیا کوئی سیپلٹر برادری کے پاس گیا اس طرح تو حکومتیں نہیں چلتی نکلیں جا کر ان کو پہلے بات کو تو ٹھٹھدا کریں ہاتھ تو بڑھائیں بات کو نارمل تو کریں پھر آپ دوسری باتیں کریں کیا جسم بالکل اپنے خیالات کا اظہار کریں گے لیکن ہمارے اوپر جو ایک سماجی، دینی، قبائلی فریضہ ہے وہ کون ادا کر رہا ہے مولانا شیرانی نے بالکل ایک پرلیس کا نفرنس بلاائی کچھ علماء کو اکھٹا کیا اس کے بعد پیش رفت کیا ہوئی کوئی پر اگر کیا پتہ نہیں اصولاً اس صوبے کے علماء معززین قبائلی سیاسی سماجی سب کو نکنا پڑیا گی نارمل کرنے کے لئے صرف اسمبلی کا اجلاس بلا کر پھر نشستاً، گفتاً برخاستاً کرنا ہے تو بیشک کرتے رہے میں تو شاباش دیتا ہوں ہمارے پرلیس کلب والوں کو انہوں نے ایک سمینار بلا لیا ہے اور اس پر انہوں نے کچھ پیش رفت کی ہے جوان کے اپنے ہیں سوچ اور ان کی جتنی اہمیت ہے ابھی یہ فریضہ بنتا ہے ہم بلوجستان کے لوگوں پر اپوزیشن اور حکومتی ارکان پر کیا آئیں نکلیں جو ڈائی میج ہو گئے ہیں ان کو انگلش میں کہتے ہے فنکس مینڈینگ آئیں فنکس مینڈینگ شروع کریں سو شل سوسائٹی میں پھر آگے بڑھیں ایک تو یہ چیز ہے دوسرا ایک اعادہ کر کے نکلیں اس اسمبلی سے کہ جس طرح روم جل رہا تھا اور نیو بانسری پر وپ بانسری بجا رہا تھا وہ نہیں ہونے دینا لیکن

کچکوں علی پنجکور سے ادھر آ کر گزر سکے یا کسی راستے سے نہ حاجی جمعہ نہ میں نہ بی بی رقیہ نہ بی بی پروین سب اپنے علاقوں میں بیٹھ جاؤ گے ادھرنہیں آ سکو گے اس شہر میں لبنان بنے گا اور یروت کوئی نہیں رہ سکے گا پھر سردار شاء آئیگا تو اپنی ملیشیاء لائے گا آٹھ سو لوگوں کی ہمارے پشتونخواہ کے دوست آئیں گے تو ہزار لوگوں کی ملیشیاء لا سکنگے پھر انٹر کریں گے اس شہر میں کتل یونس نے جانا ہو گا مجھ مانزٹک ہزارہ کی ملیشیاء ساتھ لیکر اگر یہ سوسائٹی کی حالت کرنا ہے تو بیشک کر لیں آئیے اکھٹے ہو کر کریں اور ٹریشی پیچھے ہمیں بالکل ایکسپٹ کرنا چاہیے اور ہمیں آپ کو ساتھ لیکر جانا ہے منصفانہ سوچ منصف بننے کے طریقے میں ٹریجڈی تو یہ ہے اجازت دیں آج جناب اپیکیر! کچھ کسی اور دوست کا وقت بھی میرے خیال میں مجھے دیں ابھی تو ہماری سوسائٹی میں وہ جرگہ خون کے فیصلے کرنے والے نہیں ہے میرے ضلعے میں ہوئے تھے ڈسٹرکٹ کونسل کا لیکشن ۲۳ قتل ہو گئے تھے سردار دو داخان مر جوم کو خدا بخششہ وہ آئیں اور انہوں نے آکر فیصلہ کیا ایک دن میں وہ شخصیات ہی سوسائٹی میں نہیں رہے ابھی ہمارے سردار، نواب آپس میں الجھے۔ کون حل کرے ان مسلوں کو ایک تو وہ رخ کی کہانی ابھی وہ رخ کہانی کی نہیں ختم ہو رہی ہے تو ایک نیاب شروع ہو گیا اور وہ ہے سیکٹر بلیزم یہ بلوچستان کی کبھی تاریخ کا حصہ ہی نہیں ایک تو ان چیزوں پر ہمیں دھیان دینا پڑے گا جناب اپیکیر! اکھٹا سیمینار کر کے نکل آئیں سیمینار کے بعد گھر نہیں جانا ہے روٹی کھا کر دو پھر کے بعد نکلیں ہزارہ برادری کے پاس چلتے ہیں سردار شاء اللہ کو بیڑا اٹھانا پڑے گا مجھے سارے ہم جو ہیں سفیدریش مولوی صاحبان کو نکلنا پڑے گا ہماری پشتونخواہ کے دوست کسی کا نام نہیں لیا ہے تو معاف کرے گا اگر سوسائٹی کو بچانا ہے وہ بیچارہ شعیب نوشیروانی تو جمعہ آٹھ دن ہوئے ہیں وزیر داخلمہ بننا ہے اور نئے حالات میں وزیر داخلمہ بننا ہے پرانے حالات نہیں ہیں وہ سردار شاء اللہ جیسے شخصیت کو استعفی دینا پڑا حالات کی وجہ سے وہ بیچارہ کیا کر سکتا ہے یہ ہیں چیزیں جو ہمیں آگے بڑھنا ہے اور انگلش میں بھی کہتے ہیں میں اپنے صوبے کو واپس اکھٹا کرنا ہے ماحول کو درست کرنا ہے انتظامی طریقہ تھا سندھ گورنمنٹ نے سارے اختیارات آئی جی سندھ کو دے دیئے دس محرم کے کہ آپ کے اختیارات آپ ذمہ دار ہیں چیز ہو گئی ہمارے سامنے خیر اس سے گزر گیا ادھر ہو سکتا ہے رائے لینگے تو ہم دینے کے لئے تیار ہیں ہمارے سے کوئی نہ شرمائیں ہم بالکل انہیں مدد کرنے کے لئے تیار ہیں جہاں سوسائٹی کی بات ہے یہ تو ایک رخ تھا کہانی کا

دوسرارخ ہے کہاںی کا کہ جب حکومت میں اقتدار میں انسان ہوتا ہے تو بلوچستان میں مخلوط حکومت بنتی ہے تو ایکلیمنٹ ڈولپمنٹ ایڈمنسٹریٹ جو بھی آپ نے کرنی ہے وہ آپ کو صلاح و مشورے سے کرنی ہوتی ہے میں مذاق میں کہتا ہوں کہ کبھی اس طرح نہیں ہوتا کہ آدمی جس کے ساتھ میں وسائل ہوں وہ ٹالی پر کھانا رکھے خود تو کھا جائے کسی اور کو صلاح نہ مارے بلوچستان میں آپ کو دستزخوان بچانا پڑتا ہے سب کو ساتھ لے کر چلنا پڑتا ہے میں نے تجربہ کیا ہوا ہے کہ اریکیشن کے ٹیوبیلوں کا مسئلہ ہوا تو اس وقت حزب اختلاف کو بھی ساتھ لیا اور میاں نواز شریف کے پاس گئے میاں نواز شریف نہیں ہیں لیکن کچھ بتاتا چلوں نواب خیر بخش مری کا مسئلہ تھا تو ہم تاج جمالی ہر وقت ان کو کہتے تھے میاں صاحب تاج جمالی تھوڑی بہت پنجابی بولتے تھے کہ وہ جی مری دامسئلہ ہے مری دامسئلہ ذرا حل کر ادوا تو تھے حالات چنگے نہیں ہیں تو ان کا جواب تھا وہ میں تو مری ہر ہفتے جاندار ہندا ہے تاج جمالی وہ کوئی مسئلہ نہیں مری دا اس نے جی کہا کوہ مری کا نہیں نواب مری کا مسئلہ ہے اس طرح سمجھانا پڑتا ہے۔ پھر اس طرح سے منصفانہ ڈولپمنٹ بھی کرنا ہے انتظامیہ کو متعدد کرنا ہے اگر متعدد ہونگے تو پھر این ایف سی ایوارڈ میں کچھ حاصل کر کے آئیں گے۔ یہ متعدد ہونگے تو گیس کا پیسہ اربوں روپے جو نواب اکبر خان بگٹی صاحب کہتے ہیں ملے گا اس طرح سے جو میگا پراجیکٹ ہیں ان کو کار آمد بناؤ کراس سے مستفید ہو سکتے ہیں ستر لاکھ کی آبادی ہے اگر آپ ترقیاتی عمل کو بڑھادیں گے متعدد ہونگے تو سارے آپ کے ساتھ چلنے کے لئے تیار ہیں کچھ رائے دیتے ہے ماننے کے لئے تیار نہیں ہیں چھوٹی سی مثال ہے پچھلے سال سیزن میں کہا کہ آپ لوگ گندم خریدیں اور رکھیں یہ crises آئے گا آج وہ crises ہیں سوسائٹی میں آٹا نہیں ملتا۔ اگر پچھلے سال حکومت گندم خرید لیتی تو ہمارے علاقوں میں اتنا مسئلہ نہ ہوتا کیونکہ ایک رائے دیتی ہے وزیر صاحب نہیں مانتے ہیں کہ کیونکہ کیا چیز ہے ابھی میں گزارش کروں گا اسی فرم کے حوالے سے کہ ابھی سے کریں کہ پچھلے سال جو ہم گندم کے پیدا کرنے والے تھے وہ ہم نے بھی سندھ سے آئے پنجاب سے لوگ آئے گندم خرید کر چلے گئے تین سوروں پے والی گندم وہ تین سو میں تین سو میں وہ خرید کر چلے گئے ہمارے ڈیپارٹمنٹ نے نہیں خریدا جس کا نتیجہ آج یہ ہے crises situation کرتے ہیں دوسرا floor of the Commitment on the floor of the house

پری اینڈڈبلیو کے وزیر نے commit کیا کہ میں ٹیم بھیجن گا کہ جو وہاں تھرڈ کلاس کو اٹی ہے وہ درست کر دیں اور جو ہے تدارک کر دیں آج تک ٹیم نہیں آئی تین مہینے ہو گئے۔ ضرور کوئی رکاوٹ ڈال رہا ہو گا کہ ٹیم نہ جائے اور inspection کرے اس علاقے میں جہاں ٹھیکہ دار ایکسین بنانا ہوا ہے اور ایکسین اس کا تابع دار بنانا ہے اس قسم کی چیزیں ہو رہی ہیں جس کو آپ کو درست کرنا پڑے گا اور ہم سب کو اکٹھے کرنا ہو گا کیونکہ آپ کی سوسائٹی damage ہو رہی ہے اور آپ کے ہاتھ سے نکل رہی ہے کیونکہ آپ اس زون میں آگئے ہیں جہاں secterlism ہے اس کے زون میں یہ باتیں میں یہ کیوں نہ کیوں ہم اس انٹریشنل ایجنڈے کا حصہ ہیں جہاں social integrity ہو گا۔ یہ باقاعدہ تھیں جو کچھ آپ کے سامنے رکھنی تھیں کہ آپ مہربانی کر کے ان کا تدارک کر دیں۔ جام صاحب سے بھی پورا تعاون کرنے کے لئے تیار ہیں اپنی بلوچستان کی سوسائٹی کو نازل کرنے کے لئے تیار ہیں کچھ کوں علی کے لئے بھی۔ بہت شکریہ!

جناب ڈیپٹی اسپیکر: شاہ زمان رند صاحب! اذرا وقت کا خیال رکھئے گا۔

شاہ زمان رند: جناب اسپیکر صاحب! آج کی جو تحریک اپوزیشن نے پیش کی ہے اپوزیشن والوں نے میں اپوزیشن کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ اس گھمبیر مسئلے کو جو آہستہ آہستہ جو پر امن بلوچستان جس کی اچھی روایات ہیں جس کے ہم سب حامی تھے اور ہر کوئی فرقے کے جو جس مذہب سے تعلق رکھتا تھا جس کا جس فرقے سے تعلق تھا طائف سے تھا جس قوم قبیلے سے تھا وہ امن اور آشتی کے ساتھ خوشی کے ساتھ رہتا تھا لیکن افسوس صد افسوس آج وہ کچھ نہیں رہا ہے بلوچستان میں جو ہو رہا ہے دو واقعات پہلے ہو چکے ہیں اور اتنا بڑا پھریہ واقعہ ہوا ہے جو میں سمجھتا ہوں یوم عاشورہ کا جلوس ہوتا ہے وہ آج سے نہیں ہے یہ صدیوں سے پہلے سے چلا آ رہا ہے ایک چیز ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ جو لا اینڈ آرڈر maintain کرنے والے لوگ ہیں یہ ان کی ذمہ داری ہوتی ہے جناب! یہاں کی حکومت کی کچھ نہ کچھ ذمہ داری ہوتی ہے وہ ہمیں اور آپ سب کو نجھانی پڑے گی تو یہاں بلوچستان کا امن و آشتی کا وہ دور لوٹ سکتا ہے ورنہ نہیں جناب اسپیکر! مجھے افسوس سے کہنا پڑ رہا ہے جب سردار شاہ اللہ زہری صاحب ہوم منستر تھے تو اس کے ہوم سکرٹری کو اس لئے نکالا گیا کہ وہ نالائق تھا لیکن جب آج میں بار بار گلیری میں دیکھ رہا ہوں کہ تو ہوم

سیکرٹری صاحب آئے ہی نہیں شا باش ہے اس کو۔ اتنا بڑا مسئلہ ہے ہوم ڈیپارٹمنٹ سے related مسئلہ ہے جب ایک دفعہ کسی ہوم سیکرٹری کو نکال دیا جاتا ہے دوسرا دفعہ کوئی ہوم سیکرٹری آنے کی زحمت ہی گوارانہیں کرتا ہے اس پر کچھ نہیں سمجھتا ہوں کیا اس سیکرٹری صاحب کو سینگ لگھ ہوئے ہیں یا کیا ہے۔ اس طرح آئی جی صاحب پہلے تو کبھی نہیں آئے تھے آج وہ آئے ہوئے ہیں یہ بڑی اچھی بات ہے کیونکہ اس سے related مسئلہ ہے صبح آئے تھے ابھی بیٹھے ہوئے ہیں۔ ہماری اور آپ کی پولیس کی ذمہ داری ہے اور دوسری جو بڑی بات ہے جو دہشت گرد ہوتے ہیں ان کا کسی سے تعلق نہیں ہوتا ہے ان کی ناقوم ہوتی ہے نقبیلہ ہوتا ہے نہ مذہب ہوتا ہے نہ فرقہ ہوتا ہے وہ انسان کی شکل میں بھیڑیے ہوتے ہیں تو ان بھیڑیوں کو ختم کرنے کے لئے ہم سب کو اکٹھے چلانا ہے لیکن ایک چھوٹی سے بات میں کروں جو ان دہشت گردوں کے حوالے سے جو اخبارات میں statement آئے ہیں کچھ ٹرائیب کو نام دیا گیا ہے اور ان کے لئے انعام رکھا گیا تھا تو میں سمجھتا ہوں یہ جو ہے یہاں کے قبائل کو یہاں کے بساں کو آپس میں لڑانے والی بات ہے میں نے پہلے کہا ہے کہ دہشت گردا کوئی قوم قبیلہ نہیں ہوتا نہ اس کافر قہ ہوتا ہے جب آپ اس قوم اور قبیلہ کو ہائی لائٹ کرتے ہیں تو دوسرے فریق کے ذہن میں یہ ڈال رہے ہیں یہ آپ کا دشمن ہے یہ ہونا بھی نہیں چاہئے یہ جیسے آج کی بات نہیں ہے حضرت امام حسین کے زمانے میں جو جنگ لڑی گئی اس وقت بھی بلوچ ساتھ تھے لڑائی میں بھی ساتھ تھے اور اس وقت بھی کوئی فرقہ واریت نہیں تھی تو میں یہ سمجھتا ہوں یہاں جو اتنا بڑا واقعہ ہوا ہے جو لوگ مارے گئے آیا اب ان کو چار لاکھ چھ لاکھ دس لاکھ دینے سے ان کے مسائل حل ہو سکتے ہیں آیا ان کا بندہ آسکتا ہے انسان کی زندگی کی قیمت کیا چار یا پانچ لاکھ یا دس لاکھ ہوگی۔ انسان کی ایک انگلی بھی آپ جو ہے کروڑوں میں نہیں خرید سکتے۔ تو اس سے وہ مسائل حل نہیں ہونگے ہمیں اپنے مسائل کے لئے کوئی اور راہ نکالنا ہوگا ایک ایسا راستہ جو ہم سب کے لئے اور اس علاقے کے لئے سب کے لئے اچھا ہو۔ اس کے علاوہ جن لوگوں کے املاک کا نقصان ہوا ہے وہ بھی ہمارے بھائی ہیں اس کے لئے حکومت جو بھی کرے وہ ہو سکتا ہے کچھ کے نقصان کا ازالہ ہو رہا ہے لیکن افسوس بارہ اٹھارہ دن جو کرفیو لگا اس کے دوران وہ مزدور وہ ریٹھی بان جو روکھاتا ہے اس کا کیا ہوگا۔ یہ اٹھارہ بیس دن اس نے یہ زندگی کیسے گزاری

اس کے گھر میں چولہا جلا یا نہیں جلا۔ آیاں کے لئے ہماری حکومت جو ہم گورنمنٹ میں ہیں کیا یہ کچھ کرنا چاہتا ہے یا نہیں۔ اس کے علاوہ جناب اسپیکر صاحب! جہاں تک دہشت گردی کا جو اس پوری دنیا میں ماحول بنا ہوا ہے وہ پوری دنیا میں ہو رہا ہے۔ ان باتوں کے پیچھے ہم اپنے آپ کو ڈھان نہ بنائیں اسپین میں ہو رہا ہے رشیا میں ہو رہا ہے امریکہ میں ہو رہا ہے ٹھیک ہے ان کے پاس جدید ٹیکنا لوحیر ہیں ریسورسز ہیں وہ نہیں روک سکتے ہیں لیکن ہمیں بھی اس کی روک تھام کے لئے کچھ تو کرنا چاہئے ہمیں اپنے لوگوں کو یہ بات بتانا ہو گا کہ جہاں بھی جو بھی دہشت گرد ہو وہ اپنے علاقے کے لئے ناسور ہے اس ناسور کو ہم کو آپ کو اپنے علاقے سے نکالنا ہے۔ اسکے علاوہ جو دہشت گردی کا ماحول ہے میں سمجھتا ہوں۔۔۔۔۔

جناب ڈیپی اسپیکر: شاہ زمان صاحب!

شاہ زمان رند: ٹھیک ہے جناب اسپیکر صاحب جو افغان مہاجرین کا یلغار بلوچستان میں آیا بلوچستان کے لوگوں نے ان کی مہمان نوازی کی انہیں سر پر بٹھایا اور یہاں کی کچھ پارٹیوں نے ان کی فیور بھی کی تو آج یہی لوگ ہمارے لیے پھانسی کا پنڈہ بنے ہوئے ہیں آج افغانستان میں جو پوزیشن ہے اس کی اپنی گورنمنٹ ہے اپنا ملک ہے جب وہ چلا رہے ہیں اور بیٹھے ہوئے ہیں دہشت گردی یہاں بھی ہو رہی ہے وہاں بھی ہو رہی ہے تو یہاں جو افغان مہاجرین اب تک ہمارے سر پر بیٹھے ہوئے ہیں جنہوں نے یہاں پر کلاشکوف کلچر متعارف کی جنہوں نے یہاں پر ہیر و ن متعارف کی آج بھی یہاں بلوچستان میں بیٹھے ہوئے ہیں ہماری سمجھ میں نہیں آتا کہ وجوہات کیا ہیں سب سے پہلے تو ایسی چیزوں کا تدارک کرنا ہے ایسی چیزوں کو روکنا تو ان کے لیے ہمیں کچھ کرنا ہے یہ لوگ جو یہاں پر آئے ہوئے ہیں یہاں کا ماحول انہوں نے خراب کر دیا ان لوگوں کو نکالنے کے لیے ہم لوگ کیا کر رہے ہیں اور جب تک ان لوگوں کو یہاں سے نکالا نہیں جاتا یہاں کے حالات کو کوئی بھی کنٹرول نہیں کر سکتا۔

جناب ڈیپی اسپیکر: شکریہ رند صاحب!

شاہ زمان رند: جناب اسپیکر! صرف ایک منٹ اور میں آپ کا لینا چاہتا ہوں شکریہ بیروزگاری کے حوالے سے جناب اسپیکر! این ایج اے میں کنٹریکٹ پر ملازم رکھے جاتے ہیں اس میں۔۔۔۔۔

جناب ڈیپی اسپیکر: رند صاحب! میں آپ کو یاد دلاؤں یہ بجٹ تقریبی نہیں ہے یہ specific issue

پہ ہے۔

شاہ زمان رند: جناب اسپیکر! اگر آپ اس میں آجائیں تو اس میں سب کچھ ہے اس تحریک کے حوالے سے نیچے points ہے تو این ایجے میں ۳۶ نئے رکھے گئے ہیں لیکن جو بلوچستان کے بلوچستانی ہے ان میں البوچ اور ۹ پشتوں میں ان کو نکالا جا رہا ہے جو عرصہ ۵ اور ۸ سال سے وہاں ملازم ہیں اگر ان کو نکالا جاتا ہے اس کے بعد اسکے لیے مسئلہ age ہے اس کے حوالے سے اس کوئی پر بھی روزگار نہیں ملے گا تو ایسی چیزوں کی تدارک ہمیں کرنی چاہیے اس کے علاوہ ہمارے ڈسٹرک میں جوفنڈنگ کی بات ہوئی ہے اس تحریک میں بھی واضح ہے یہاں ڈسٹرک کے حوالے سے بولان ڈیم ہے میں بار بار کہتا ہاں لیکن کچھ بھی نہیں ہوا پر یہ ڈینڈ آف پاکستان کو دو دفعہ کہا اسکے علاوہ یہاں اس ہاؤس میں یقین دہانی کروائی لیکن اب سننے میں آ رہا ہے کہ کئی اور شفت ہورہا ہے وہی جعفر خان مندوخیل صاحب والا معاملہ ہے کہ کیڈٹ کانج کسی اور جگہ لیکن بن رہا کئی اور ہے تو بولان ڈیم کی پوزیشن بھی وہی ہے یہاں کے بہت بڑے پیارے چیف سیکرٹری صاحب ہیں وہ ان کی کرم فرمائی ہے میں سمجھتا ہوں اسکے علاوہ وفاق سے ۵۶ کروڑ چاغی پکج کے لیے آیا لیکن آج تک اس پر کوئی عمل نہیں ہورہا ہے یہ چیف سیکرٹری صاحب کی مہربانی ہے بلوچستان کیسا تھ پھر بھی بلوچستان اس کو برداشت کر رہا ہے اسے میں سمجھتا ہوں کہ یہ ذاتیات ہے بلوچستان کے عوام کے ساتھ اور یہاں کے منتخب نمائندوں کے ساتھ ایک ۲۲ گریڈ کا آفیسر۔۔۔۔۔

جناب ڈیٹی اسپیکر: رند صاحب! آپ بہت وقت لے چکا ہے اب دوسروں کو بھی موقع دیں please

شاہ زمان رند: جناب اسپیکر صاحب! بس آخری ایک منٹ ہے اس کے علاوہ ایم این اے فنڈ سے ڈسٹرک بولان، میں نے بار بار یہ کہا کہ وہاں فلڈ آیا ہے اتنے نقصانات ہوئے ہیں اس میں اہزار گھنٹے ایم این اے فنڈ سے رلیز ہو چکے ہیں لیکن چیف سیکرٹری صاحب سانپ کی طرح بیٹھے ہوئے ہیں وہ رلیز ہونے نہیں دیتا ہے پتہ نہیں اسے وہاں کے لوگوں سے کیا دشمنی ہے یا بلوچستان کا ساتھ جو کہ بلوچستان کا خود رہنے والا ہے یہاں کا باسی ہے یہاں سے روزی کماتا ہے اسی سرزی میں میں پیدا ہوا ہے اسی سرزی میں میں ہمیں اور ان سب کو فن بھی ہونا ہے لیکن اس سرزی میں کے ساتھ ذاتیات میں سمجھتا ہوں یہ جائز نہیں ہیں شکر یہ جناب اسپیکر صاحب! اور آپ کی بڑی مہربانی۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: راحیلہ درانی صاحبہ

محترمہ راحیلہ درانی: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ سب سے پہلے تو میں ۲۰ مارچ کو ہونے والے واقعہ میں جس میں ہمارے شیعہ بھائیوں کے حلوں پر فائزگ ہوئی اور اسکے نتیجے میں اموات ہوئیں اور اس کے بعد شہر میں جو املاک کو نقصان پہنچایا اس میں عام شہری اور پولیس والے شریک ہوئے ان تمام واقعہ کی میں شدید ندمت کرتی ہوں میرے خیال میں ہمارے ساتھیوں نے بہت اچھے طریقے سے اپنی باتیں پہنچائیں اور بہت سے ایسی باتیں ہیں میرے خیال میں وہ بار بار کہنا مناسب نہیں ہے لیکن میں صحیح ہوں جو اس وقت سب سے زیادہ نقصان ہوا ایک تو وہ شہر کے امن کو ہوا اور دوسرا جوانی نقصان ہے اسکا تو کوئی بدل نہیں ہو سکتا اور اس پر جتنا بھی افسوس کیا جائے کم ہے کیونکہ جسکے گھر سے لاش اٹھتی ہے اسکو پتہ چلتا ہے کہ اسکی تکلیف کیا ہے اسی طرح جو املاک ہیں ان کا معافی قتل ہوا اور اس قتل کے نتیجے میں جتنے بھی گھر تھے وہ روزگار سے محروم ہوئے وہ بھی اپنی جگہ ایک حقیقت ہے میں صحیح کہ ان ساری چیزوں میں کچھ تقاریر ایسی بھی ہو جس میں یہ متاثر دینے کی کوشش کی گئی کہ شاید ہم جو پیغام کے اس طرف بیٹھے ہیں ہمیں شاید کوئی افسوس نہیں یا ہم دل نہیں رکھتے یا ہم اس شہر کے لوگ نہیں ہیں میں یہ گل کرتی ہوں کہ ہم بھی اسی شہر کے لوگ ہیں خاص طور پر کوئی شہر کے اور جس علاقہ میں ہم رہتے ہیں وہ سب سے زیادہ متاثر ہوئے ہیں اور میں صحیح ہوں کہ جتنا غم اپوزیشن کو ہے اتنا غم ہمیں بھی ہے شاید اپوزیشن سے زیادہ غم ہم کو ہے کہ اسکی ذمہ داری ہم پڑا لی جاتی ہے لیکن اس طرح کا امپریشن کا دینا کہ رنجیدہ صرف ایک طرف ہے اور دوسرا طرف اس بات پر کوئی رنجیدگی نہیں ہے میرے خیال میں سب کہہ چکے ہیں کہ تقریباً ہر ایک کا دل اس بات پر رویا ہے اس وقت میرے خیال میں الزم تراشیوں کا وقت نہیں ہے نہ ہی کوئی سیاسی بیابات کا وقت ہے میرے خیال میں جان جمالی صاحب اور جعفر خان مندوخیل صاحب نے بہت اچھی بات کی انہوں نے ٹرائیبل کا بھی ذکر کیا کہ ہم ٹرائیبل سوسائٹی سے تعلق رکھتے ہیں میں یہاں سو شل کا بھی ذکر کروں گی کہ ہم سب پر ذمہ داری عائد ہوتی ہے ہم سب کا یہ فرض ہے کہ ہم اس مسئلے کو بہت سنجیدگی سے لیں اور اس سنجیدگی میں صرف تقید برائے تقید نہیں بلکہ اس پر solution سے بات کی جائے اس کے تدارک کے لیے بات کی جائیں اس وقت بھی پورے شہر کی فضاسوگوار ہیں لوگ باہر نکلتے ہوئے ڈرتے ہیں کچھ دن پہلے

سلنڈ پھٹا تو سارے لوگ بھاگ رہے تھے پوچھا کیوں بھاگ رہے ہواں نے کہا سب لوگ بھاگ رہے ہیں میں بھی بھاگ رہا ہوں یہ situation جب ہوئی جہاں پر ماں میں بچوں کو اسکول نہیں بیٹھجیں یہ situation ہو جائے تو اس میں میرے خیال میں پوری سوسائٹی involve ہو گئی سب نے کہا دہشت گرد کا کوئی مذہب نہیں ہوتا کوئی قوم نہیں ہوتی کچھ بھی نہیں ہوتا تو وہ کامیاب ہو گئی جس نے کرنا تھا وہ کر لیا اور کامیاب ہو گیا جس کو جو کام کرنا تھا وہ تو کر گیا لیکن ہم اتنے ناسمجھ ہیں کہ ہم نہیں سمجھ رہے ہیں کہ جنگ قوموں کی نہیں ہے فرقوں کی نہیں ہے سیاست کی نہیں ہے بلکہ یہ دہشت گردی ہے اور ہم سب نے ملکراستکا ازالہ کرنا ہے اور اس میں سب سے اہم کردار جو ہے وہ افواہوں کا ہے افواہوں پر بھی ہمیں بہت زیادہ توجہ دیتی ہے یہ کیوں افوا پھیلا رہے ہیں اور کس قسم کا کام کر رہے ہیں اور جس طرح سے کہا گیا کہ امن بھی بھی ایک شخص سے نہیں آتا پچھلے دنوں سیمینار بھی ہواں میں بھی میں نے یہی کہا یہ جونفرت کائنچ بونا تھا وہ تو بوجیا لیکن امن تو ایک شخص سے نہیں آ سکتا یا ایک ہوم منستر یا ہوم سیکرٹری امن لائے گایا پولیس۔ جنہوں نے اپنی جانیں بھی دیں۔ امن تو ہم سب کی ذمہ داری ہے۔ جب دیکھنا ہے امن اس چیز کا شکار ہو رہا ہے تو ہمیں ان سب چیزوں کو دیکھنا ہو گا ڈسکس کرنا پڑے گا اس کے ساتھ ٹرینوں میں بھی اس پر ڈسکشن ہو رہا ہے تحقیقات ہو رہی ہیں اور وہ اپنی تحقیقات سامنے لائیں گے جس کا بہت کم لوگوں کو معلوم ہے سنی سنائی باتیں جو ہیں ان پر زیادہ زور دیا جا رہا ہے اس پر یہ کہا گیا کہ جو گورنمنٹ ہے وہ ناکام ہوئی ہے اور ہم اس قابل نہیں ہیں کہ یہ حکومت اس قابل نہیں ہے کہ حکومت کرے مستغفی ہو جائے میں نہیں سمجھتی اگر پانچ سال ہیں یا زیادہ اس کی امن کی ذمہ داری کوئی حکومت دے سکتی ہے یہ دہشت گردی پوری دنیا میں ہو رہی ہے یہ ہم کیسے کہ سکتے ہیں کہ اگر کسی ملک میں دہشت گردی ہو رہی ہے تو ہم اس سے مقابلہ نہ کریں ہم کہیں اس دنیا سے تھا تو نہیں رہ رہے ہیں ہم اس دنیا میں رہ رہے ہیں اسی دنیا کے باسی ہیں خاص کراس شہر کے حوالے سے کہ ہم نے اسی میں مرتبا ہے اور اللہ کرے کہ ہم دن بھی اسی شہر میں ہوں اس شہر نے ہمیں بہت کچھ دیا اور ہم نے اس کو بہت کچھ دیا۔ تجوہ حالات اس وقت ہوئے اور اس کو ختم کرنے کے لئے جو لوگوں نے بہت سی باتیں کیں بات تو ایک کی ہے لیکن تنقید کے انداز سے کی ہے ہمیں دیکھنا پڑے گا مستقبل میں صرف تنقید سے نہیں کام چلے گا۔ کہیں بات ہو رہی تھی تو میں نے کہا ابھی

اپوزیشن زن لے اور سیلا ب کی ذمہ داری حکومت پر نہ ڈالے وہ تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے آتی ہے۔ تو یہ چیز ہے ہم سب کا فرض ہے ہم سب نے مل کر بیٹھنا ہے آپ بھی اس صوبے سے تعلق رکھتے ہیں ہم بھی اسی صوبے سے تعلق رکھتے ہیں میں اپنی بات کا اختتام اس بات پر کروں گا۔ ہم بھی اسی شہر کے باسی ہیں ہم بھی درد دل رکھتے ہیں آپ لوگ خدار اینہ سمجھیں کہ ہم کہیں اور جگہ سے آئے ہوئے ہیں یا ہم اس صورتحال پر بہت خوش ہیں ہم بے حد رنجیدہ ہیں میں آپ کو بتاویں میرا گھر اسی علاقے میں جہاں پر نس روڈ پر فساد ہوا۔ جب ہم اپنے گھر کو جاتے تھے تو ہماری اپنی اتنی چینگ ہوتی تھی کہ ہم اپنے گھر میں نہیں جا رہے ہیں جیل جا رہے ہیں پروٹیکشن دینے کی کوشش کی حکومت نے بھی ہر ممکن کوشش کی کہ اس چیز کو اور ایسی کوئی صورت حال پیدا نہ ہو لیکن انہیں کوئی نہیں ٹال سکتا ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے حالات ہوتے ہیں بہر حال اس کے لئے میں اپنے بھائیوں سے کہ آپ اس مسئلے کو ایک سماجی اور سوچ مسئلے کی طرح دیکھیں اس مسئلے سے ہم سب نے نہ مٹتا ہے اور امن واپس لانا ہے۔

جناب ڈیپلائی اسپیکر: سردار ثناء اللہ زہری!

سردار ثناء اللہ زہری : جناب! آپ نے مہربانی کر دی ہے تو میں کچھ بول لیتا ہوں۔ شکریہ جناب اسپیکر! آج ہم سب دوستوں نے یہ جو اسمبلی روکوئیزٹ کی ہے اپوزیشن والوں نے سب کو معلوم ہے سب نے اس پر سیر حاصل بجٹ کی ہے میں مختصر اس پر بات کروں گا کہ ۲۰۱۷ء مارچ کا جو واقعہ ہوا ہے اس پر میں سمجھتا ہوں ہم سب کے دل بہت رنجیدہ ہے ہم سب اس پر دکھی ہیں نہ کہ کوئی کے باسی بلکہ میں سمجھتا ہوں سارے پاکستان کے لوگ اس پر دکھی ہیں اور ان کے دل میں کافی درد ہے اس پیارے شہر کے حوالے سے جس کو پتہ نہیں کس کی نظر لگ گئی ہے ایک وقت تھا امن اور آشتنی کا جو گھوارا تھا کوئی شہر یہاں پر مختلف قبائل تھے پشتون، بلوج اور ہزارہ وہ بھائی چارے کی ایک فضا میں رہ رہے تھے اور کبھی بھی کسی کو یہ احساس نہیں ہونے دیا کہ کوئی پشتون بلوج کے ایریا میں رہتا ہے یا بلوج پشتون کے ایریا میں رہتا ہے یا ہزارہ سیٹلر کے ایریا میں رہتا ہے یا کوئی ایسی بات ہے سیٹلر کے ایریا میں ہزارہ نہیں رہ سکتا ہے سب ایک شہری بلوج تانی کے ماحول میں رہ رہے تھے جیسا کہ جان جمالی نے کہا کہ میں اسکول گیا تو وہاں پر مجھ سے کسی نے پوچھا کہ آپ شیعہ ہیں یا سنی ہیں تو مجھے یہ پتہ نہیں تھا کہ شیعہ اور سنی کیا ہوتا ہے یہ حقیقت ہے بلوجستان میں یہی

ما حول تھا اور یہ بات تھی۔ ضیاء الحق کے مارشل لاء سے پہلے ہم نے بھی کوئی میں تعلیم حاصل کی ہے ہمیں اپنی یہ معلوم نہیں تھا کہ شیعہ کیا ہوتا ہے سنی کیا ہوتا ہے یا اہل تشیع کیا ہوتا ہے یا اہل سنت کیا ہوتا ہے کچھ پتہ نہیں تھا اب پتہ نہیں کہ کس کی نظر گئی ہے بلوچستان کو اور خاص کر کوئی کو اور جس طریقے سے اس چھوٹے سے شہر میں یہ پے در پے واقعات ہو رہے ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں ان واقعات کی گھرائی میں جانے کی ضرورت ہے۔ خالی تقریروں سے مسئلے حل نہیں ہونگے یا یہ اسمبلی روئیزٹ کرنے سے مسئلے حل نہیں ہونگے۔ ہم سمجھتے ہیں اور جیسا کہ سب دوستوں نے کہا ہم سب کا یہ فرض بتا ہے کہ ہم ان مسائل کے تہہ میں جائیں اور ان مسائل کو روکنے کا سد باب کریں اگر ہم ان مسائل کو روکنے کی کوشش نہ کریں اور اگر جب علی اور بعض معاویہ والی بات کریں گے یہ تو ذمہ داری ٹریڈری نجخ والوں کی ہے اور سرکار کا معاملہ ہے اور سرکار جانے اس کا کام جانے۔ یا سرکار والے یہ کہیں گے کہ یہ تو نہیں اس معاملہ کو اپوزیشن والے ایسے ہی اچھا رہے ہیں یہ کوئی ایسی بڑی بات نہیں یہ اس طرح کا کوئی بڑا مسئلہ نہیں ہے جناب اسپیکر! یہ بہت بڑا مسئلہ ہے یہاں بلوچستان مختلف قبائل کا ایک مجموعہ ہے اور یہاں پر قبائلیت اپنے حوالے سے گو کہ یہ اپنے جو بن پر ہے یا نہیں ہے لیکن اگر جوان نہیں ہے تو چالیس سال کی عمر کواب بھی ہے بوڑھا نہیں ہوا ہے جیسا کہ شاہ زمان رندنے کہا کہ کچھ لوگوں کو ٹارگٹ کر دینا میں سمجھتا ہوں کہ ان قبائل میں ہر قسم کے لوگ ہوتے ہیں سارے قبائل کے لوگ فرشتے نہیں ہوتے ہیں سب کے سب اچھے لوگ نہیں ہیں جنگل میں سیدھی لکڑی بھی ہوتی ہے ٹیڑھی لکڑی بھی ہوتی ہے لیکن مخصوص قبیلے کو ٹارگٹ کرنا یا نام لے کر کہنا کہ فلاں اس کے ذمہ دار ہیں اس سے بد اعتمادیاں اور اس سے زیادہ بڑھیں گی تو ہمیں ان چیزوں سے گریز کرنا چاہئے۔ اس سے پہلے ایک واقعہ ہوا جب میں ہوم فنسٹر تھا یہ میری نالائقی سمجھ لیں یا یہ سمجھ لیں کہ میں اس کو نہیں چلا سکا تو میں شرافت سے الگ ہو کر اس کرسی پر آج بیٹھا ہوا ہوں۔ تقاضا تو یہ ہونا چاہئے تھا کہ پے در پے واقعات ہونے کے بعد یہاں پر کوئی میں کچھ لوگوں کو اخلاقی جرأت کا مظاہرہ کرنا چاہئے تھا لیکن یہاں پاکستان میں وہ روایتیں نہیں رہی ہیں۔ ہمیشہ سے میں نے بات اس کے سر پر کھدوی ہے اس نے دوسرے کے سر پر کھدوی اور معاملات کو اسی طرح ٹریبون کے حوالے کر کے دبانے کی کوشش کی گئی ہے اور جناب اسپیکر! پاکستان کی تاریخ گواہ ہے کہ آج تک کوئی فیصلہ نہیں ہوا ہے آج سے پہلے بھی

بہت سے واقعات بلوچستان میں ہوئے ہیں ان کے لئے ٹریبل رکھی گی ہے لیکن وہی فیصلے آج تک نہیں ہوئے پاکستان قائد اعظم نے بنایا اور ۲۵ سال بعد قائد اعظم والا پاکستان دولت ہوا ایک بغلہ دلیش بنا اور ایک پاکستان کی شکل میں موجود ہے اس کے ٹوٹنے کے خلاف بھی ایک ٹریبل بنائی گئی لیکن وہ ٹریبل کو پاکستان نے شائع نہیں کیا پھر یہ اندیادا لے کے ہاتھ لگا۔ اور اندیادا لوں نے جب اس کو شائع کیا تو مجبوراً پاکستان نے اس کو شائع کیا خطرہ تو یہ ہے کہ اللہ نہ کرے کہ ۲۵ سال بعد اس کا فیصلہ ہمارے بچ پڑھ جناب اسپیکر! ہم ان چیزوں کو بلوچستان کے عوام افروڈ نہیں کر سکتے ہیں اور ہم نے ہمیشہ بھائی چارہ کی زندگی گزاری ہے۔ یہاں پر دو بڑی قومیں پشتون اور بلوچ آباد ہیں لیکن دو چھوٹی قومیں ہزارہ اور پنجاپی بھی آباد ہیں لیکن ان کے نمائندے بھی یہاں پر بیٹھے ہوئے ہیں تاریخ گواہ ہے کہ ہم ان کو یہ کبھی محسوس نہیں کروا یا کہ وہ اقلیت میں ہیں یا اکثریت میں ہیں اس حد تک ہم نے اپنے لوگوں کو پر ٹکشن دی ہے کہ ہمارے علاقے میں پاکستان بننے کے بعد جو یہاں جو اقلیتی برادری رہ گئی جیسے کہ ہندو برادری ہے وہ کافی تعداد میں ہے انہوں نے ہماری کلچر کو اپنایا ہے اور ہم نے ان کو اپنایا ہے جیسے کہ ایک مسلمان اپنے آپ کو زہری کہتا ہے اسی طرح ایک ہندو اپنے آپ کو زہری کہتا ہے تو ہم اتنے فراغ دل رہے ہیں اور ہم ہمیشہ فراغ دلی کا مظاہرہ کیا ہے یہاں فرقہ وارانہ دہشت گردی ہے اس کو بھی گورنمنٹ کو چاہئے کہ اس کو کنٹرول کرے اور ہم سب کی ذمہ داری بتی ہے کہ ہم اس کو ختم کریں اور ہم امید کرتے ہیں کہ مزید ایسے مسئلے پیدا نہیں ہونگے شکر یہ جناب اسپیکر!

جناب ڈپٹی اسپیکر: آپ مولانا صاحب اس قرداد پر بات کریں گے یا آپ کا پاؤں آف آرڈر ہے کیا

ہے آپ اگر تقریر کرنا چاہتے ہو میں آپ کو موقع دوں گا۔ جی سلیم کھوسے صاحب!

سلیم احمد کھوسے: ۲۰ مارچ کا جو واقعہ ہے اس کا شدید الفاظ میں ہم بھی مزمت کرتے ہیں اور ہمیں بہت دکھ ہوا ہے اس افسوسناک واقعہ پر کیونکہ میں نہیں سمجھتا کہ یہ کوئی پشتون یا بلوچ یا کوئی ہزارہ کا مسئلہ ہے یا ایک دہشت گردی ہے اور اس کے پیچھے کس کا ہاتھ ہے اور وہ کیا چاہتے ہیں ہمیں وہاں تک جانا چاہئے صرف بات نہیں ہے کہ جھگڑے چلتے رہے بلکہ اس بات کو ہم آگے لے چلیں اس طرح کے واقعات کیوں رونما ہوتے ہیں بار بار دو مرتبہ پہلے بھی ہو چکے ہیں۔ اکثر یہ کہا جاتا ہے کہ یہ خود کش حملہ ہے ان کو روکا نہیں

جاسکتا۔ ان کو روکا جاسکتا ہے اگر مخلص ہوں۔

جناب ڈیٹی اسپیکر: فیصل صاحب! آپ مداخلت نہ کریں۔ جی آپ کھوسہ صاحب جاری رکھیں۔

سلیم احمد کھوسہ: جناب اسپیکر! میں گورنمنٹ آف بلوچستان سے یہ کہنا چاہونگا کہ ہمارے چیف منستر صاحب کو ایک جرأتمندانہ فیصلہ کرنا ہے یہ کمیٹی اور ٹریبون ان سے کچھ نہیں بتتا ہے اور خود اپنے ضمیر کو جگائے اور بتائے اور فیصلہ کریں کہ جی ہاں یہ زیادتی کس نے کی ہے میں تو یہ کہتا ہوں کہ یہ گورنمنٹ ناکام ہو چکی ہے اس کو مستغفی ہو جانا چاہئے۔ اور دوسری بات یہ ہے کہ ہماری اپوزیشن کے ساتھ زیادتیوں کا ہے۔ اس کے علاوہ ہماری اپوزیشن کے ساتھ جو زیادتیاں ہو رہی ہیں پی ایس ڈی پی کے حوالے سے جو زیادتیاں ہو رہی ہیں ایک روڈ تھی گوٹھ میر حسن سے جیاگان تک۔ بارہ کلو میٹر کی تھی آٹھ کلو میٹر پکی ہو چکی ہے چار کلو میٹر جاری اسکیم کو ڈریپ کر دیا گیا یہ بی اینڈ آر کی زیادتی ہے کارنا میں ہیں۔

ایجوکیشن کے معاملے میں بڑی باتیں ہوتی ہیں کہ ہم نے ایجوکیشن کے معاملے میں فلاں کرنا ہے دو سال پہلے کی بات ہے امیرالملک مینگل گورنر نے انٹر کانج حیردین میں کانج قائم کیا لیکن اتنا عرصہ گزرنے کے باوجود وہاں کچھ نہیں دیا میرنی بخش کھوسہ نے اپنی بلڈنگ اپنی جائیداد بہت بڑی پر اپریل وہاں کے لڑکوں کے لئے ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ کو دیا اس کا سلسلہ یہ دیا ہے آج تک اس کی آسامینی منظور نہیں ہوئی ہے سارے استادوں کا شنگر گزار ہوں ان کو خراج تحسین بھی پیش کروں گا کہ کوئی کہاں سے تنوہاہ لے رہا ہے کوئی کہاں سے تنوہاہ لے رہا ہے اور وہ بے چارے کوشش کر رہے ہیں صدقیتی صاحب کے پاس گئے ہیں لیکن آج تک کچھ نہیں ہوا وہیں ڈسٹرکٹ جعفر آباد میں کچھ عرصہ پہلے ایک انٹر کانج کا اعلان ہوا وہ بن بھی گیا اور آسامینی بھی منظور ہو گئی اور چل بھی رہا ہے اور ہمارے ساتھ یہ زیادتی ہو رہی ہے اگر بھائی آپ لوگوں کو ہمارے ساتھ زیادتی کرنی ہے سیاستدانوں کے ساتھ۔ یہ ایکشن ہوتے رہیں گے آپ آئیں ہمارے ساتھ اس میدان میں لڑیں ان بچوں کے ساتھ تو یہ زیادتیاں نہیں ہونی چاہئیں یہ کیوں ہو رہی ہیں پرکیٹیکل کے سلسلے میں ایک روپیہ تک بجٹ میں شامل نہیں کیا گیا ہے بجٹ میں پرکیٹیکل کے لئے کوئی فنڈنگ نہیں ہے پچھلے سال سارے بچے پرکیٹیکل میں فیل ہو گئے اس سال یہ ہونے والا ہے آج تک کچھ نہیں ہوا ہے یہ کیا وجہ ہے یہ میں بتایا جائے۔ شکریہ!

جناب ڈیٹی اسپیکر: شکریہ حافظ احمد اللہ صاحب! آپ نے نام بھجوایا ہے۔ جی اچنری صاحب!

عبدالحید خان اچنری: جناب اسپیکر شکریہ! کہ آپ نے مجھے بولنے کا موقع دیا آج جس تحریک پر بات ہو رہی ہے اس کا اصل مسئلہ جزء ضمیاء الحق کے زمانے سے شروع ہوا ہے انہوں نے بھی اپنے غیر جمہوری غیر اخلاقی غیر اسلامی اقتدار غیر انسانی حکومت کو طول دینے کے لئے گورنمنٹ کو چلانے کے لئے ایجنسیوں کے ذریعے یہ دشتمیں پیدا کی ہیں۔ اور ان دہشت گرد تنظیموں کو دہشت گردی کے لئے افغانستان میں رکھا گیا ہے جس کا آج ہم یہ سب کچھ بھلت رہے ہیں جناب اسپیکر! یہ ہمارے منشی صاحب نے کہا تھا کہ یہ شیعہ سنی والا مسئلہ نہیں ہے مگر جناب اسپیکر! یہ ہم بتا دینا چاہتے ہیں یہ شیعہ سنی والا مسئلہ ہے جناب اسپیکر! خالی جنگ میں پانچ سو فراد قتل ہو چکے ہیں آخر یہ کس سلسلے میں ہوئے جناب! اب تو سارا دن یا اس بات پر متفق ہو گئی ہے کہ ہماری خفیہ ایجنسیاں جو ہیں افغانستان کشمیر اور چیچنیا میں بھی مداخلت کر رہی ہیں۔ جناب اسپیکر! اب ہمارے شہر میں مسجد تو خیر امام بارگا ہوں میں بھی کرفیو جیسا سماں بنا ہوا ہے لوگ بندوق کے سامنے میں نماز پڑھ رہے ہیں۔ جناب اسپیکر! ۱۱ ستمبر کے واقعات ہماری فوجی حکومت نے ہمارے جزء صاحب نے دوبارہ امریکہ کے لئے فرنٹ میں کا کردار ادا کرنے کا عندیدے دیا ہے۔ جناب اسپیکر! کل تک ہم جن لوگوں کو مجاہد کا نام دیتے تھے جس میں اسامہ اور ہمارے طالبان شامل تھے آج ہم ان کو دہشت گرد قرار دے رہے ہیں۔ اسیں ہمیں ایک بات پر بہت افسوس ہے کہ ہماری ساری مذہبی جماعتیں اس بات پر خاموش ہیں وانا کا اپریشن اس کا ثبوت ہے جناب اسپیکر! ہمارے صوبے میں انواع برائے توان اور ڈاکہ زنی کے بہت سارے واقعات ہو رہے ہیں اور اس میں سب سے پہلے ۲۰ مارچ کے واقعہ پر افسوس کا اظہار کرتا ہوں اور اس کے رد عمل میں ہمارے شہر میں جو واقعات ہوئے ہیں وہ بھی قابل افسوس ہیں جناب اسپیکر! شہر میں پولیس ہر چوک پر ہر چورا ہے پر لوگوں کو تگ کرنے کے لئے موجود ہوتی ہے۔ مگر شہر میں ۲۰ مارچ کو پولیس اور ایف سی کا وجود ہی نہیں تھا۔

جناب ڈیٹی اسپیکر: اچنری صاحب! میں آپ کو یادداوں کے روکنے جو ہیں ۲۰ مارچ پر کوئی comments

نہیں دے سکتے ہیں۔ یہ معاملہ عدالت کے زیر سماحت ہے۔

عبدالحید خان اچنری: ٹھیک ہے آپ صحیح کہہ رہے ہیں۔ ذمہ دار لوگوں پر کریں جناب اسپیکر!

جناب ڈپٹی اسپیکر: آپ روز پڑھ میں آپ generaly reference to that tribunal.

عبدالجید خان اچکزئی: جناب اسپیکر! اس سے پہلے بھی تین ٹریبونل بیٹھے ہوئے ہیں۔ تینوں کی ایک رپورٹ نہیں آئی ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: لاگو صاحب! آپ تشریف رکھیں۔ اچکزئی صاحب! آپ پوائنٹ تو لے سکتے ہیں لیکن لکھا ہو انہیں پڑھ سکتے ہیں۔

عبدالجید خان اچکزئی: جناب اسپیکر! شکر یہ ایک بات کہ اس ہاؤس میں ہم دس بجے سے تقریریں کر رہے ہیں ابھی تک ایک محرک نہ نہیں کہا ہے۔ یہ چار واقعات جو ہوئے ہیں اس کا ذمہ دار کون ہے۔

جناب اسپیکر! ہماری سمجھ میں یہ بات نہیں آرہی ہے نہ صوبائی حکومت میں سے کسی نے استعفی دیا نہ آئی جی۔ صاحب نے دیا نہ چیف سیکرٹری نے دیا نہ ہوم منستر نے دیا۔ اب تک یہ ذمہ داری کس کی بنتی ہے جیسے ہمارے سردار صاحب نے کہا تھا کہ اخلاقی طور پر تو یہ ہونا چاہیے تھا کم سے کم یہ لوگ تو مستعفی دے دیتے

جناب! ہمارے شہر میں جمعہ کو ہر مسجد میں ہر ملاں کو کھلی اجازت ہے کو اس کے دل میں آتا ہے وہی تقریر کرتا ہے حتیٰ کہ ملاں جمعہ کے خطبے میں یہ بتیں کرتے ہیں۔ جمعہ کے دن ملاں ہے یا مولوی صاحب جان اپنی

تقریروں میں یہ بات کرتے ہیں کہ دکان جو شیعہ کی ہے اس سے راشن نہیں لینا ہے اور فلاں دکان جو سنی کی ہے اس سے راشن لینا ہے ہماری جناب! ایک روئیست ہے اس فلور اور آپ کے توسط سے ہم یہ چاہتے ہیں کہ کوئی کامن اس وقت قائم ہوگا۔ جب آپ کوئی میں مذہبی جلوسوں پر مکمل پابندی عائد کریں گے۔

جناب! ہماری جمیعت کے ضلعی قادر لونی صاحب کا اخبار میں ایک statement آیا ہے اس نے ذکر کیا ہے کہ یہ لوگ کینٹ سے آئے تھے اور کینٹ چلے گئے ہیں اس کا بھی آپ نوٹس لے لیں۔ اور ہمارے ایک ایک اے کے مولانا نور محمد صاحب کا بی بی سی سے انٹرو یو آیا تھا کہ یہ ساری ذمہ داری ٹریویٹری پتپڑ اور

حکومت پر عائد ہوتی ہے۔ جس میں اس کے ۲۰۱۸ء میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ کوئی میں ہر دیوار پر تعصباً سے بھرے ہوئے نظر لکھے ہوئے ہیں شہر کی ہر دیوار پر لکھے ہوئے ہیں ہماری یہ تجویز ہے کہ وال چاگنگ مٹا کر کے آپ جلوسوں پر پابندی لگادیں تو آگے اس کا تدارک ہو سکتا ہے۔ جناب پر ام منستر نے اپنی تقریریا پر لیں کانفرنس میں کہا تھا کہ یہاں پر انتظامی تبدیلیاں ہوں گی۔ مگر اس کا اب تک کوئی ذکر نہیں ہے ہمارے ہوم منستر صاحب کو ہم نے بتایا تھا کہ فٹ بال کے میچوں میں وہ ٹکٹ کا اعلان کر لیتے ہیں یادوسری کارکردگی دکھائیتے ہیں مگر ۲۰ مارچ کو نہ ہوم کا وجود تھا نہ ضلعی ناظم کا تھانہ آئی جی صاحب کا تھانہ آئی جی الیف سی کا تھا نہ کسی کا تھا پورے شہر میں سات گھنٹے دُنیا بھر کی دہشت گردی ہوئی لوگوں کے گھروں میں لوگ گھے پولیس نام کی کوئی چیز نہیں تھی۔ نہ کوئی شیلنگ تھی نہ کوئی اور چیز۔ ہم اس واقع کے بعد کوئی شہر میں پھرے سارے لوگوں نے کہا لوگ رو رہے تھے کہ آپ لوگوں کو پہنچ نہیں ہے کہ سات گھنٹے ہم پر کیسے گزرے ہیں۔ جناب اسپیکر! میں آٹے کے بحران پر آپ کا دو منٹ لینا چاہتا ہوں۔ جناب اسپیکر! آٹے کا مصنوعی بحران تو ہمارے پورے ملک میں ہے مگر ہمارے صوبے میں اسکی نوعیت کچھ اور ہی ہے۔ جناب اسپیکر!

باقی صوبوں میں تو پھر بھی آٹا، میں نوسا اور آٹھ سوا ایک ہزار کے قریب مل جاتا ہے۔ ہمارے صوبے میں اسکی قیمت اسوقت سولہ سوروپے تک پہنچ گئی ہے۔ جناب اسپیکر! کچھ تو آٹا کم ہے زیادہ تر اسکی corruption اور mismanagement ہیں ابھی تک گورنمنٹ میں یہ فیصلہ نہیں ہوا ہے کہ آٹے کیلئے تقسیم کا کیا رہے گا۔ آیا اس کو پرانے اے آئی ڈیز کے تحت تقسیم کریں گے ڈی سی او تقسیم کرے گا فوڈ ڈیپارٹمنٹ تقسیم کرے گا۔ کوئی نہیں ہے۔ جناب اسپیکر! جس دن سے اس ملک پر شرف صاحب نے قبضہ کیا ہوا ہے ایک جمہوری گورنمنٹ کو برخاست کی ہوئی ہے اُس دن سے ڈیزل آٹھ روپے سے بائیس روپے تک پہنچ گیا ہے۔ جناب اسپیکر!

پنجاب کے علاوہ ہم تین قومیں سندھی بلوج اور پٹھان تیسرے درجے کے شہری بن گئے۔ جناب اسپیکر!

اب اُنتیس وزراء یا اٹھائیں وزراء کی موجودگی میں اگر صوبے میں ایک آٹے کا بحران ختم نہیں ہو گا تو اسکی کیا ضرورت ہے ہمیں اتنی بڑی فوج کی۔ جناب اسپیکر! ہم ایک بات اور کہہ دینا چاہتے ہیں کہ ہمارے فوڈ ڈیپارٹمنٹ میں ایک نیارواج چل پڑا ہے۔ رواج یہ ہے کہ چھٹی کے نام پر مطلب سیاسی وابستگی کی بنیاد پر لوگوں کو کوٹے دیتے جاتے ہیں۔ اب ہمارے حافظ صاحب بیٹھے ہوئے ہیں ہم اور وہ ایک ہی ڈسٹرکٹ سے ہیں میں اور نیم تریائی بھی اُسی ڈسٹرکٹ سے belong کرتے ہیں۔ ہمارے ڈسٹرکٹ میں اٹھارہ ہزار بوری چکلی کے نام پر لوگوں کو دیا گیا ہے جس کا ایک بھی دانہ ہمارے ضلع میں نہیں رہتا ہے۔ باقی ہمارے دائم پی ایزیہاں پر کھڑے ہیں بیٹھے ہیں مطلب دونوں میں سے کسی کا ایک دانہ گندم کا کوٹہ بھی نہیں ہے۔ تو آدھا اسیں shortage کی بات ہے۔ اور آدھے سے زیادہ اسیں corruption کی بات ہے۔ involve ہے۔

جناب ڈیٹی اسپیکر: شکریہ عبدالجید صاحب!

عبدالجید خان اچخزی: جناب اسپیکر! ایک بات اور ہے کہ فوڈ کا منسٹر اپنے دفتر میں بیٹھ کر کے سوسو بوریوں کی پرچی کاٹ رہے ہیں۔ مطلب آپ خود اندازہ لگائیں کہ کوئی شہر میں جتنی بھی ملیں ہیں آپ اسکے بارے میں پوچھ لیں ایک مل کا کوٹہ سات ہزار ہے اور ایک مل کا کوٹہ پنیس ہزار ہے۔ مطلب ساڑھے تین سوروپے میں ایک بوری گندم رشتہ کے طور پر پک رہی ہے۔ اسکا صوبائی گورنمنٹ کو بھی نوٹس لینا چاہیے اور یہاں ہمارے باقی ساتھیوں کو بھی پتہ ہونا چاہیے۔ اسیں جناب اسپیکر! ہماری کچھ تجاویز ہیں۔ اسیں یہ آٹے کے بحران کے سلسلے میں ہم یہ چاہتے ہیں کہ ڈسٹرکٹ گورنمنٹ یا ہیڈ کوارٹر میں ہر گاؤں اور ہر گھر کی مردم شماری موجود ہونی چاہیے۔ یہ گورنمنٹ کو پتہ ہونا چاہیے کہ اس گاؤں کے لئے کتنی راش ضرورت ہے monthly اور یہ بھی گورنمنٹ کو پتہ ہونا چاہیے کہ اسکا کوٹہ کہاں ہے۔ اب ہمارے مولانا باری صاحب نہیں ہیں پشین ضلع میں پرسوں پشین کے شہر میں ساڑھے پندرہ سوروپے ایک بوری

آٹا پک رہا تھا۔ اُس کے ساتھ ہی گودام ہے جناب اسپیکر! جس بندے کی تنخواہ پانچ ہزار روپے ہو گی اور وہ سولہ سو روپے کی بوری آٹا خریدے گا اُس کی پوزیشن کیا ہو گی۔ باقی تو ہمارے لئے بلکہ ہمارے عوام کے لیے ہمیلتھ اور باقی facilities نہیں ہیں۔ اگر آپ پانچ ہزار روپے میں سے سولہ سو کا بوری وہ آٹا لے گا تو باقی گھروہ کیسے چلائے گا۔ جناب اسپیکر! ہماری ایک ریکوئیسٹ ہے کہ گورنمنٹ میں بھی شاید یہ پالیسی بن رہی ہے یا بن گئی ہے یہ فوڈ ڈیپارٹمنٹ کی کوئی گنجائش ہی نہیں ہے نہ ہی اسکی کوئی ضرورت ہی ہے۔ اگر کرپشن کے لئے رکھنا ہے تو اسکو رکھ لو اگر کرپشن کے لئے نہیں رکھنا ہے تو فوڈ ڈیپارٹمنٹ اور فوڈ منسٹر کا فنکشن ہمیں تو پتہ ہی نہیں چل رہا ہے۔ کہ منسٹر کر کیا رہا ہے؟

جناب ڈیپیٹ اسپیکر: شکریہ اچکزی صاحب!

عبدالجید خان اچکزی: میں ایک آخری لفظ کہتا ہوں۔ سیکرٹری فوڈ گاڑیوں کے بانٹ پر رکھ کر کے سوسو بوریوں کی پر چیاں کاٹ رہا ہے۔ منسٹر کاٹ رہا ہے۔ مطلب کرپشن اپنے عروج پر ہے فوڈ ڈیپارٹمنٹ میں۔ باقی ڈیپارٹمنٹس تو خیر آئندہ اجلاس میں بتادیں گے کہ کیا ہو رہا ہے۔ مگر کم از کم آٹا ہر انسان کا حق ہے۔ پیشین میں میل کے ساتھ نو سو بیس روپے کا ایک بوری گندم دیا جا رہا ہے اور چودہ سو ستر اور پندرہ سو روپے کا بازار میں پک رہا ہے۔ شکریہ!

جناب ڈیپیٹ اسپیکر: حسین احمد شروعی صاحب!

حافظ حسین احمد شروعی (وزیر بلدیات): بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ ۲۔ رما رچ کو کوئی میں پیش آنے والے واقعہ کی بنیاد پر آج صحیح سے یہاں بات ہو رہی ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ یوم عاشورہ پر جو کچھ ہوا وہ قابل نہ مرت ہے جانوں کا ضائع ہونا املاک کا ضائع ہونا یا انہائی قابل افسوس ہے اور اس پر ہم سب متفق ہیں۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جی دہشت گرد آئے تھے اور انہوں نے یہ کر لیا اور چلے گئے مگر کسی کو پتہ نہیں چل رہا ہے۔ میں آپ حضرات سے گزارش کروں گا آئیے ٹھنڈے دل سے ہم غور کرتے ہیں کہ پوری دنیا میں

دہشت گردی غرور پر کیوں ہے؟ لوگ اپنی جان ضائع کر کے آپ کو ایک پیغام دینا چاہتے ہیں اُس کی گھرائی میں ہم جانا چاہتے ہیں۔ جب دُنیا پر کوئی قانون لا گو نہیں ہوگا جب کچھ مخصوص لوگ پوری دُنیا کو تابع فرمان بنانا چاہیں گے۔ میرا اشارہ امریکہ کی طرف ہے اور پوری دُنیا میں اُس کے زرخ رید غلاموں کی طرف ہے۔ جب قانون نہیں ہوگا پوری دُنیا پر چند افراد طاقتور مسلط ہوں گے تو پھر کوئی اپنی جان پر کھیل پھر لوگ اپنا پیغام دینا چاہتے ہیں۔ جان دینا کوئی معمولی بات نہیں ہے۔ کاش مجھے اپنیکر صاحب! چند لمحے پہلے موقع دیتا مگر لوگ یہی سمجھیں گے کہ شرودی عبدالجید خان کی تقریر کے ردِ عمل میں بول رہا ہے میں صح سے یقیناً و تاب کھارہا ہوں کہ آپ مجھے موقع ڈکھیے۔ وانا کے اندر جو کچھ ہو رہا ہے اُس پر پوری قوم ناراض ہے لیکن آپ پیش کر کے معصوم شہریوں کی جان لی جا رہی ہے اور اس کو نام دیا جا رہا ہے دہشت گروں کے تعاقب کا۔ میں آپ کو ایک بات بتاؤں ایک آدمی کا دوسرا آدمی پر قرضہ تھا وہ بار بار اُس کے پاس جاتا رہا آتا رہا آج آ جاؤ کل آ جاؤ آج آ جاؤ کل آ جاؤ فلاں دن آ جائیں آخر مجبور ہو کر کے اُس کے پاس جا کے بیٹھ گیا کہا مجھے میرے پیسے دیتے ہو یا نہیں دیتے ہو میں پستل ساتھ میں لا یا ہوں۔ اُس نے کھالائے ہو کیا کرلو گے۔ کہتے ہیں اپنے آپ کو ماروں گا۔ اُس نے کھاماڑتے ہو تو مارو۔ کہتا ہے کہ جب اپنے آپ کو ماروں اور آپ کو چھوڑوں گا پھر۔ دہشت گرد آج کون ہیں میں نہیں جانتا۔ لیکن ایک حقیقت ہے کہ دُنیا پر آج قانون کی حکمرانی کی بجائے چند مخصوص افراد کی اپنی مرضی کی حکومت پوری دُنیا پر ہو رہی ہے یقیناً ہوگی عالمِ عرب میں ہوگی عالمِ عجم میں ہوگی پوری دُنیا میں لوگ مجبور ہو کر پھر ان حربوں پر اُتر آئیں گے۔ میں سمجھتا ہوں کہ پاکستان میں اگر جمہور کو یہ حق دیا جائے اور حکومتوں پر عوام کا اعتماد ہو تو پھر لوگ اپنی باتیں اداروں میں کریں گے انصاف کے لئے اداروں میں جائیں گے۔ جب کوئی ادارہ نہیں ہوگا جب کسی کی بات کوئی نہیں سُنے گا تو پھر لوگ جان قربان کر کے اپنی بات منوانے کی کوشش کریں گے۔ اور یہ آپ کے معاشرے کا الیہ ہے۔ یہاں میرے ایک محترم ممبر نے کہا کہ ہم بچے تھے

ہمیں کوئی پتہ نہیں تھا کہ شیعہ کیا ہوتا ہے سُنی کیا ہوتا ہے۔ یہ کوئی خبر کی بات ہے؟ ہر انسان کو معلوم ہونا چاہیے کہ میں کون ہوں؟ شیعہ شیعہ ہے سُنی سُنی ہے۔ لیکن اسکا یہ معنی نہیں ہے کہ ~~XXXXXXXXXXXXXX~~
یہ ہمارے عقائد اور نظریات ۔۔۔۔۔

جناب ڈیٹی اسپیکر: سردار صاحب! جان محمد بلیدی صاحب! آپ ان کو بولنے دیں۔

حافظ حسین احمد شروعی (وزیر بلدیات): ہم بھائی بھائی ہیں۔ شیعہ اور سُنی بھائی بھائی ہیں۔ ہمارے اپنے اپنے عقائد اور نظریات ہیں۔ جو اپنے عقائد سے واقف ہوگا جو لوگ اپنے عقائد اور نظریات سے واقف ہوں گے۔۔۔۔۔

جناب ڈیٹی اسپیکر: کوئی بھی غیر پارلیمانی الفاظ شروعی صاحب نے کہے ہیں کا روای سے حذف کیتے جائیں۔

حافظ حسین احمد شروعی (وزیر بلدیات): جو دین کو سمجھتے ہیں انہوں نے کبھی کسی کو یہ نہیں کہا ہوگا کہ جاؤ فلاں کو قتل کرو۔ غلط بات ہے۔ میں سمجھا ہوں یہ ملا خطرہ ایمان۔ جو اپنے دین سے ناواقف ہوگا جس کے پاس علمی ذخیرہ نہیں ہوگا وہ پھر معاشرے میں آگ لگائے گا۔ جن کے پاس علم ہوگا جو اپنے دین سے واقف ہوگا وہ مسلمان تو کیا وہ انسان تو کیا وہ جانور کے حق سے بھی واقف ہوگا۔ کسی کی جان لینا شرعاً

کس درجے میں کب جائز ہے۔ اور پھر میں ایک بات اور عرض کر دوں۔۔۔۔۔

جناب ڈیٹی اسپیکر: میں نے ایکسیٹ کر دیا ہے پلیز آپ ۔۔۔۔ اختر لانگو صاحب۔ اختر لانگو آپ تشریف رکھیں۔

حافظ حسین احمد شروعی (وزیر بلدیات): آپ تو دس گھنٹے سے بول رہے ہیں دو منٹ میں کیوں پریشان ہو گئے۔

جناب اسپیکر صاحب کے حکم سے غیر پارلیمانی الفاظ کا روای سے حذف کئے گئے
~~XXXXXXXXXXXXXX~~

جناب ڈیپی اسپیکر: اختر لانگوآپ interruption نہیں کریں۔ گیلو صاحب آپ تشریف رکھیں
اختر لانگو صاحب پلیز۔

حافظ حسین احمد شروودی (وزیر بلدیات): ایک اور اہم مسئلہ۔ بھائی اسکو مذاق نہیں بنائیں سردار صاحب
مہربانی فرمائیں۔

سردار شناع اللہ ذہری: جناب اسپیکر! یہ اعلیٰ ادارہ ہے یہاں پر وہ ہو رہی ہے اسکی وضاحت کریں چنگیزی
صاحب سے میں یہ کروں گا۔ آپ بتائیں کہ آیا شیعہ مسلمان ہے یا نہیں؟

حافظ حسین احمد شروودی (وزیر بلدیات): تشریف رکھیں سردار صاحب!

سردار شناع اللہ ذہری: کیوں میں تشریف رکھوں۔ ہم لبرل لوگ ہیں۔۔۔۔۔

جناب ڈیپی اسپیکر: سردار صاحب! ان کے الفاظ میں نے حذف کر دیئے ہیں کارروائی سے۔

سردار شناع اللہ ذہری: میری پارٹی میں شیعہ بھی ہیں مہمنش بھی ہیں پشتون بھی ہیں پشتون شیعہ بھی ہیں
پشتون سنی بھی ہیں بلوج بھی ہیں۔

جناب ڈیپی اسپیکر: سردار صاحب! آپ تشریف رکھیں۔

حافظ حسین احمد شروودی (وزیر بلدیات): جناب اسپیکر صاحب! میں چیپس تیس سال سے مدرسے میں
درس دیتا ہوں لیکن اب تک جب لوگ میرے پاس آتے ہیں میں کہتا ہوں کہ میں مفتی نہیں ہوں بڑے
علم کے پاس جائیں۔ یہاں ہمارے معاشرے میں ہر آدمی مفتی بنا ہوا ہے۔ یہ موضوع لے کر آپ بیٹھتے
ہیں کہ کون مسلمان ہے کون کافر ہے۔ اس سے تو آپ آگ برپا کرتے ہیں۔ میں نے تو کبھی یہ نہیں کہا
کہ کون مسلمان ہے کون کافر ہے۔

جناب ڈیپی اسپیکر: مولانا صاحب! آپ تقریر کر رہے ہیں۔ آپ تقریر نہیں کریں۔

حافظ حسین احمد شروودی (وزیر بلدیات): اُمّت مسلمہ کی بات کرتا ہوں میں پورے پاکستان کی بات کرتا

ہوں میں اپنے صوبے کی بات کرتا ہوں میں نے گفر اور اسلام کی بات تو چھیڑی، ہی نہیں درمیان میں آپ کیوں بیتاب ہیں اس موضوع کیلئے میدان میں آ رہے ہیں۔ ایک اہم مسئلہ جو اس ایوان میں میں اس فلور پر لانے کے لئے چاہتا ہوں ایک مسئلہ ہے گز شتہ سال چار جولائی کے بعد جو تلخ واقعات پیش آئے ہیں اور ان میں تسلسل رہا ہے دو تین واقعات ہوئے ہیں کوئی شہر میں موٹر سائیکل پر ڈبل سواری پر پابندی عائد کی گئی ہے ہم یہاں بیٹھنے والے اکثر لوگ گاڑیوں پر سفر کرتے ہیں لیکن اس شہر کے اندر ہزاروں افراد ایسے ہیں جو موٹر سائیکل پر سفر کرتے ہیں اور غریب گھرانے سے اور متوسط طبقے سے تعلق رکھتے ہیں دس سال محنت کرنے کے بعد تباہ کرنا کرنا گھر میں دو بھائی رہتے ہیں یا بیاپ بیٹا بیٹا اپنے بوڑھے والد کو شہر لے آتا سی طرح دو بھائی ایک موٹر سائیکل پر اپنے دفاتر جاتے ہیں۔ لیکن پچھلے آٹھ ماہ سے ڈبل سواری پر پابندی لگائی گئی ہے میں نے جام صاحب، آئی جی پولیس صاحب اور رحیم کا کڑ صاحب سے گزارش کی لیکن آخر میں ایک سہارا یہ معزز ایوان رہ گیا آج میں اس کے توسط سے درخواست کرتا ہوں کہ عوام کو اس عذاب سے نجات دلائی جائے۔ اگر کوئی دہشت گرد بازار میں آتا ہے تو وہ ٹریفک کے الیں پی سے اجازت لیکر نہیں آتا کہ میں دہشت گردی کرنے جا رہا ہوں عام لوگوں کو کیوں عذاب میں بیٹلا کیا ہوا ہے۔ میرے ایک دوست نے فرمایا کہ جمعہ کے دن مولویوں کو ممبر پر بولنے کی آزادی دی گئی ہے اس نے درست فرمایا۔ اگر آپ اس کو پابند کرنا چاہتے ہیں تو کریجئے میری معلومات یہ ہیں کہ مولوی کو آج تک کسی نے پابند نہیں کیا نہ قیامت تک کوئی اس کو پابند کر سکتا ہے۔ اس مولوی کے پاس اس کی سب سے بڑی چیز اس کی آزادی ہے آپ اس کی آزادی کو سلب نہیں کر سکتے۔ ہاں یہ کہ سکتے ہیں کہ جو ممبر پر غلط بولتا ہے مسلمانوں میں نفرتیں پھیلاتا ہے ان کو آپس میں بڑاتا ہے۔ اس کے لئے آپ قانون نافذ کریں۔ یہ آپ کا حق بتتا ہے۔ لیکن مولوی کی آزادی کو آپ سلب نہیں کر سکتے مولوی نے ہر چیز قربان کیا ہے اس کے پاس صرف ایک آزادی رہ گئی ہے جو میں سمجھتا ہوں آج امریکا کا کوئی سیال ہے اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالنے والا اگر کوئی ہے تو مولوی ہے یہاں بتایا گیا کہ مولوی نور محمد نے اپنے انٹریو میں بی بی کو بتایا ہے کہ حکومت کا کام ہے امن و امان کو بحال کریں اس نے درست فرمایا ہے یہ حکومت کی ذمہ داری ہے اور وہ رکن قومی اسٹبلی ہے اس نے قومی اسٹبلی میں یہ کہا ہے اس نے درست کہا

ہے۔ کہ وفاقی حکومت کی ذمہ داری ہے کہ پورے ملک میں امن و امان کو قائم کریں۔ اور ہماری ذمہ داری ہے یہاں بیٹھنے والوں کی لیکن آپ حضرات نے خود یہاں تجزیہ کیا ٹریڑ ری پیچر اور حزب اختلاف کے دوستوں نے کہ یہ پتہ نہیں چل رہا کہ پولیس کے اختیارات کس کے پاس ہیں۔ جب جلوس کے انتظامات ہوتے ہیں دس دن تک کریڈٹ رحیم کا کڑ صاحب لیتا ہے اخبارات میں آتا ہے کہ میں نے انتظامات کئے ہیں لیکن جب شہر میں آگ لگ جاتی ہے پھر گالی آپ مجھے دیتے ہیں خداراہ ایسا نہ کریں یا اس کی اختیارات مجھے دے دیں اگر کوئی غلط ہو گیا تو پھر اس کی سزا مجھے دے دیں۔ شکریہ!

مولانا فیض محمد (وزیر حج و اوقاف): جناب اپنیکر! آج جس سانچے کے متعلق ادھربات ہو رہی ہے۔

افسوں تو یہ ہے کہ ہم آپس میں لڑ رہے ہیں ممبر ان آپس میں لڑ رہے ہیں حالانکہ جب ہم ٹھیک ہونگے تو قوم کو آگے ہم صحیح کریں گے امن کے لئے اسلام خود سلامتی کا مذہب ہے۔ جس نے دنیا کو امن دیا ہے۔ لیکن جتنے بھی فسادات ہوتے ہیں بقول جمال عبدالناصر سمندر کے تھے میں اگر دو مچھلی لڑیں تو میں کہوں گا کہ یہ فرنگیوں کی سازش ہے مذہب کے متعلق کہ مذہبی فرقہ واریت ہے ایسی کوئی بات نہیں پاکستان کے بنانے میں دیوبندی، بریلوی، شیعہ اور اہل حدیث سب نے ملکری یہ ملک بنایا۔ اور جب ابتدائی آئین پاکستان بنا قرارداد مقاصد کے نام سے اس میں یہی فرقے آپس میں مل بیٹھ کر اس آئین کی بنیاد رکھی اور اس کے بعد متحده محاذ کے نام سے دیوبندی، بریلوی، شیعہ اور اہل حدیث سب مل کر کام کیا اور آج ہم ایم ایم اے کی شکل میں آپ کے سامنے یہ سارے متحد ہیں آپ نے اخبارات پڑھا ہو گا کہ جب یہ حادثہ ہوا ایم اے کے ہائل کے اندر یہ سارے فرقے والے جمع ہو گئے اور سب نے کہا کہ ہمارے اندر کوئی اختلاف نہیں۔ باقی ایک فرقہ پاکستان کے اندر ایسا ہے جس کے متعلق قومی اسمبلی کے اندر ان سب جماعتوں نے متفقہ فیصلہ دیا کہ وہ غیر مسلم ہے اور وہ قادیانی تھے۔ اس ملک کے اندر جب تک اسلامی آئین نافذ نہیں ہو گا تو ہم امن قائم نہیں کر سکیں گے۔ اور اس کے لئے ہم نے جو بل بنایا ہے اپنے دوستوں سے یہ گزارش کریں گے۔

چکوں علی ایڈوکیٹ (قاائد حزب اختلاف): جناب اپنیکر! میں مولانا صاحب کی خدمت میں عرض کرو

کہ اس وقت ہمارے ملک میں جو آئین نافذ ہے وہ اسلامی ہے۔

مولانا فیض محمد (وزیر حج و اوقاف): جناب اپنیکر! آپ کے توسط سے چکوں صاحب کو بتاتا چلوں کہ

اسلام کے متعلق جو نظریات ہیں ہمارے دوستوں کے وہ بھی ہمیں معلوم ہے لیکن ہم ان کو یہاں چھیڑنا نہیں چاہتے ہیں میرا کہنا یہ ہے کہ امن قائم کرنے کے لئے اسلام کی طرف آئے اور یہ تاثر بالکل نہ دیں کہ فرقہ داریت ہے کوئی فرقہ داریت نہیں انہی الفاظ کے ساتھ میں اپنی تقریب ختم کرتا ہوں۔

جناب ڈیپلائی اسپیکر: جناب احسان شاہ صاحب!

سید احسان شاہ (وزیر خزانہ): شکر یہ جناب اسپیکر! بسم اللہ الرحمن الرحيم۔ آج یہ اجلاس اپوزیشن کے رکیو زیشن پر بلا یا گیا اور جو زیر بحث موضوع ہے وہ سانحہ کوئٹہ ہے جناب والا! اس پر سیر حاصل بحث ہوئی دونوں طرف کے دوستوں نے اپنے اپنے خیالات کا اظہار کیا گو کہ اس میں چند ایک تقاریر دلوں جانب سے شاید ایسی تھی کہ ایک دوسرے پر ذمہ داری ڈالنے کی کوشش کی گئی لیکن جناب والا! میں انہٹائی ادب کے ساتھ گزارش کروں گا کہ یہ معاملہ ایسا نہیں ہے کہ اس وقت ہم ایوان کے فلور پر کھڑے ہو کر ایک دوسرے کو ذمہ دار ٹھہرائیں یا ایک دوسرے سے اچھی تقاریر کرنے کی سقت لے جانے کی کوشش کریں ضرورت جناب! اس بات کی ہے کہ ہم اس مسئلے کی تھہ تک جائے کہ یہ معاملہ جو پے در پے اس صوبے میں مختلف اوقات میں یہ پیش آرہے ہیں کیوں اس کی طرف تو میرے خیال میں کسی دوست نے شاید یہ زحمت نہیں فرمائی لیکن یہ ضرور کہا ہم میں سے چند دوستوں نے کہ فلانے کی ذمہ داری ہے اور ان دوستوں نے کہا کہ فلانے کی ذمہ داری ہے میں سمجھتا ہوں جناب والا! یہ ذمہ داری کسی ایک کی نہیں ہے اس ایوان میں بیٹھے ہوئے تمام ممبران کی ذمہ داری ہے وہ چاہیے اپوزیشن سے ہو یا چاہیے حکومت سے ہو سب کی ذمہ داری ہے اس شہر کے امن و امان کو برقرار رکھنا اس صوبے کے امن کو برقرار رکھنا اور اپنے شہر یوں کو تحفظ دینا جناب والا! جہاں تک یہ واقعہ پیش آیا اس میں حکومت نے کیا اقدامات کیے ہیں وہ ہوم منظر صاحب اپنے اسٹینٹ میں ساری تفصیل بتائیں گے لیکن جہاں تک میری معلومات ہیں جناب والا! حکومت کی جانب سے کوئی ایسا جو انسانی وس اور بس میں ممکن ہوا ہے اور حکومت کے پاس جو وسائل دستیاب تھے ان سب کو بروئے کار لا کر ایک اچھے انتظام اور بہترین قسم کا انتظام کا اختمام کیا گیا لیکن جناب والا! یہ حقیقت ہے کہ واقعہ ہوا اور اس کے نتیجے میں شہر کا امن و امان تباہ ہوا اب اس واقعہ کے پیچے کیا محکمات تھے یہ چونکہ ایک ٹریبون بیٹھی ہوئی ہے اس لحاظ سے اس موقع پر میں مناسب نہیں سمجھتا کہ جو معلومات ہیں میں یہاں

فلور پر دوں ٹریبونل کی تحقیقات مکمل ہونے پر وہ ساری چیزیں سامنے آئیں لیکن جناب! اصل جواب واقعہ کے محرکات ہیں ان پر ہمیں نظر کھنا چاہیے وہ ایک ٹولے کی وجہ سے ہیں چند باہر سے آئے ہوئے دہشت گردوں کی وجہ سے ہیں یا ہم میں سے کچھ لوگ ہیں اب اس کا ہمیں تدارک کرنا چاہیے جناب والا! یہاں پر ایک ایسا ماحول پیدا کیا جا رہا تھا ایوان میں کہ جی ضرورتی دوست کے منہ سے ایسے الفاظ نکلے جو وجہ ہے مخالفت یا ایک نئی بات شروع ہو جائے لیکن الحمد للہ دوستوں نے سمجھداری سے کام لیا اور وہ نہیں ہونے دیا تو میں سمجھتا ہوں کہ اس معاملے کو ہم نے اس طرح مذاق میں نہیں لینا چاہیے اور جناب والا! جہاں تک بات ہے پولیس کی فورسز کی ایف سی کی اس دن میرے خیال میں کہ جتنی deployment ہوئی تھی اس ایریا میں شاید اس سے پہلے کبھی نہیں ہوئی تھی اس میں اے ایف کے لوگ بھی تھے پولیس بھی ایف سی کے لوگ بھی تھے اور حتیٰ کہ شہریوں کی جان و مال کے تحفظ کے لئے مطلب جلے میں لوگ تھے ان کے تحفظ کے لئے سی ایم صاحب سے بار بار واڑیں پے فورسز اجازت لینے کی کوشش کر رہے تھے کہ جناب! آپ اجازت دیں تاکہ یہ جو واقعہ ہے اس میں دو چار فائرنگ ہو جائے مطلب ہمیں فائرنگ کی اجازت دے اس میں زیادہ سے زیادہ دو یا تین آدمی مرتے یا اس سے کم یا زیادہ شہید ہوتے اور معاملہ رک جاتا لیکن چیف منسٹر نے اس کی بھی اجازت نہیں دی تو یہ حکومت کے جتنے بس میں تھا حکومت نے جس طریقے سے کوشش کی کہ واقعہ رونما ہو جناب والا! میں انہی الفاظ کے ساتھ اجازت چاہوں گا کہ آئندہ ہم سب کو مل کر ایسے واقعات کی روک تھام کرنا چاہیے شکریہ!

جناب ڈی پی ایسپیکر: جناب عبدالرحیم زیارتوال صاحب!

عبدالرحیم زیارتوال ایڈ ووکیٹ: شکریہ جناب ایسپیکر! کوئی کام کا ۲۲ مارچ اور اس سے پہلے پوگلی والا واقعہ ۸ مارچ کا واقعہ ۲۲ مارچ کا جس کے بعد آپ ہم پے قدغن لگا رہے ہیں کہ ٹریبونل کے پاس ہے یاد آ رہا ہے کہ پاکستان ٹوٹا تھا اور اس پر ٹریبونل بنی تھی انڈیا کی طرف سے وہ کتاب شائع ہو کے آگئی لیکن پاکستان کے عوام کے سامنے اس کی رپورٹ نہیں آ سکی۔ اور اس سے پہلے بھی دو جوڈیشل انکوائریاں ان واقعات پر کنڈکٹ ہوئی ہیں لیکن آج تک نہ آپ کو نہ مجھے اور نہ صوبے کے عوام میں سے کسی کو پتہ ہے کہ کیا انکوائریاں تھیں اور کس بنیاد پر تھیں کون مجرم تھا کس نے کیا تھا

جناب اپنیکر! ہونا تو یہ چاہیے یہ اسمبلی صوبے کا سب سے مقندر ایوان ہے واقعہ ہونے کے بعد ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ ہماری ٹریئری پیچھے خود سے اسمبلی کے اجلاس کا لکر تھیں جیسے کہ آج ہم بیٹھے ہیں ہم یہاں آ کر بیٹھتے اور ان پرسرو جوڑ کے بات کرتے اور ان مسائل کا حل نکالتے نہیں کیا ان سے نہیں ہوا اپوزیشن نے ہمت کی انہوں نے ریکوویشن کا اجلاس بلایا اور اس میں ٹریئری پیچھے کے دوست بھی اجلاس میں آگئے ہیں میں ان کا آج شکر گزار ہوں کہ وہ بڑے صبر و تحمل سے ان تمام چیزوں کو سن بھی رہے ہیں اور ان کی ان لائسنس بھی کر رہے ہیں میں یہاں پر تھوڑا بیک گراونڈ میں چلا جاتا ہوں بات اصل یہ ہے جب سے یہ ملک بنائے ہے اس دن سے آج تک پہلے دس سال تک اس ملک میں آئین کو بننے نہیں دیا گیا اور جب آئین بناؤہ قوتیں کیا تھیں اور جب آئین بناؤاں آئین کو ایکمیلیment کرنے نہیں دیا گیا اور اس کے دو سال بعد یعنی ۱۹۵۶ء کے آئین کے دو سال بعد ۱۹۵۸ء میں مارشل لاء اور اس مارشل لاء کے بعد آج تک مسلسل یہاں آمریت اور جمہوریت کی کشمکش رہی ہے یہاں آئین اور بے آئین کی کشمکش رہی ہے اور ان تمام چیزوں میں پاکستان کے اندر فاران مداخلت بھی رہی ہے ہمارے آج جو پورے گروپ کے آقا بنے ہوئے ہیں یہ آقا مسلسل پاکستان کی انتظامیہ میں آئین میں اور جمہوریت میں مسلسل مداخلت کرتے رہے ہیں اور باقاعدہ اس کو ایک معنی میں گائیڈنس دیتے رہے ہیں اور کرتے رہے ہیں جتنے بھی آپ کے مارشل لاء رہے ہیں مارشل لاء کے سپورٹر سامراجی رہے ہیں استعماری رہے ہیں اور انہوں نے مارشل لاء کو تحفظ دیا ہے آمریت اور جمہوریت آئین اور بے آئین کی جو کیفیت ہے اس میں بھی ہم سب کو معلوم ہے کہ کون سی قوتیں اس کے پیچھے کار فرما تھیں اور ان کے کیا مقاصد تھے اب مولانا صاحب یا جو بھی کہیں جس طریقے سے بھی کہیں ماضی میں غلطیاں ہوئی ہیں اور جو غلطیاں ہم نے کی ہیں اس غلطی پر خدا سے بھی معافی مانگنے چاہیے اور عوام کے سامنے اس کو سر عام تسلیم کرنا چاہیے کہ یہ غلطیاں ہم نے کی ہیں ہم نے ۱۹۵۶ سال تک مسلسل یہ ملک پاکستان کے عوام کے لئے نہیں کسی اور کے اچنڈے کے لئے چلایا ہے مزید گنجائش نہیں ہے چلانے کے لئے۔ اور آج بھی اگر کوئی کہہ رہا ہے کہ میں چلا لوں گا تو یہ چلنے کے قابل تو نہیں ہے پتہ نہیں اس کا انجام کیا ہو گا یہ جو کوئی کا واقعہ ہے جناب اپنیکر! میں مزید تفصیل میں نہیں جانا چاہتا lapse of security واضح طور پر ہے ساڑھے چار ہزار پانچ ہزار آپ کے

troops کے ایکپلائز میں اور کن کن روڑوں پر دو تین روڑ ہے کوئٹہ اتنا بڑا شہر نہیں ہے واقعہ ہو جاتا ہے اور واقعہ کے بعد فور سز کوفوری طور پر اگر وہ بلوبہ کی شکل وہ اختیار کر لیتے ہیں ان کوڈ سکس کرنا چاہیے کسی نے نہیں کیا ایک انسوگیس کی شش تک نہیں پھینکی گئی آنسوگیس کا استعمال اس دن نہیں ہوا ہے جناب اپیکر! اور اس کے علاوہ یہ بوجو واقعہ ہوا اور اس کے بعد جو دہشت گردی ہوئی ہے اس دہشت گردی کی پہلی بھی ہم نے مذمت کی اس کی مذمت کرتے ہیں اور کے بعد شہر کے ساتھ جو کچھ ہوا اس کی بھی ہم مذمت کرتے ہیں بہت غلط ہوا لوگ گھروں میں گھسے ہیں ہمارے مشتر صاحب بیٹھے ہیں ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ ٹریشری پیپر کی حیثیت سے گورنمنٹ کی یا اپنی فور سز کا دفاع کرتا وہ ایک فرقہ کے دفاع میں لگ گئے اور پوری تقریباً ایک فرقہ کے دفاع میں کی اور باقی لوگوں کو کچھ نہیں سمجھا یہ ہمارا شہر ہے اس میں ہم سب رہ رہے ہیں اس میں ہمیں امن کی ضرورت ہے اس میں ہمیں ان چیزوں کو کنٹرول کرنے کی ضرورت ہے میں ایک ذمہ دار اسمبلی ممبر کی حیثیت سے کہہ رہا ہوں کہ اس شہر میں ابھی امن کی ضرورت ہے اور اس شہر کے امن و امان کو جنہوں نے تھہ و بالا کیا ہے وہ آمریت آمریت کہ ہمنا تو تین آمریت کو دوڑ دینے والے اور جمہوریت کے مخالف لوگ رہے ہیں اور پوری زندگی انہوں نے خدمت کی ہے اور آمریت کے دفاع کے لئے کہتے ہیں کہ یہ کیوں ہوا ہے سردار صاحب کہہ رہے تھے کہ نظر لگ گئی ہے کوئی نظر نہیں لگی ہے سیدھی سادھی بات ہے سیاست کو سمجھنا ہو گا سیاست سمجھنے کی چیز ہے اور سیاست میں جو لوگ اس وقت بر سراقدار ہیں ان کی دلی خواہش ہے کہ عوام خوف وہر اس میں بنتا ہو ان کی خواہش ہے کہ عوام میں اتفاق نہ ہو ان کی خواہش یہ ہوتی ہے کہ عوام ایک دوسرے سے دور ہو اور وہ اپنے غیر ایمنی اور غیر جمہوری اور غیر قانونی حکمرانی کو دوام دے سکے۔ یہ simple فارمولہ ہے اور اس کے تحت یہ سب کچھ کیا گیا ہے اور یہ ہوا اور اس طریقے سے ہوا تو کہنے کا مطلب میرا یہ ہے کہ آج بھی کہتے ہیں کہ سورج دوانگیوں سے نہیں چھپا یا جا سکتا آج بھی ہمیں حقائق کو تسلیم کرنا چاہیے تسلیم کرنے پڑنے کے جنہوں نے کیا ہے ان کا ایک نیٹ ورک ہے اور یہ نیٹ ورک کوئی خفیہ نیٹ ورک نہیں ہے اس نیٹ ورک کو ہم اور آپ سے زیادہ امریکہ کو پہتہ ہے اور امریکہ کے بعد جن قوتوں کو پہتہ ہے وہ پاکستان کی فوج کو ہے اور یہاں تک جمیعت کے ذمہ دار ترین شخص قادرلوںی صاحب نے کل وہاں پر سیمینار کی اس میں کہا کہ جنہوں نے واردات کی وہ چھاؤنی سے

آئے اور واپس چھاؤنی چلے گئے ضلعی امیر ہے یا ضلعی جزل سیکرٹری ہے۔ انہوں نے کل یہ کہا ہے کل تقریر میں یہ کہا ہے اور یہ جو واقعہ ہوا مجھے اس دن شروعی صاحب سے جو پہلے دن ہم چیک تقسیم کر رہے تھے ایمانداری کی بات کر رہا ہوں طنزیہ نہیں مجھے پسند بھی آیا اس لئے پسند آیا کہ ہم اگر حقائق کو بیان کرنے والے اور تسلیم کرنے والے نہیں بنیں گے انہوں نے کہا کہ ہماری ذمہ داری تھی شہر کے ساتھ جو ہوا اس میں ہماری گورنمنٹ کے طور پر ایم ایم اے کی حیثیت سے ہماری ذمہ داری تھی اور جو شہر کے ساتھ جو ہوا اس پر ہم معذرت خواہ ہیں ہم معافی چاہتے ہیں ایمانداری کی بات یہ ہے کہ ہمارے شہر کے ساتھ جو ہوا اس میں چنگیزی صاحب بھی اگر انہی الفاظ کے ساتھ اگروہ کہتا ہے تو یہ ٹھیک ہے یہ چل سکتا ہے اور اگروہ کہتا ہے کہ نہیں یہ نہیں تھا وہ نہیں تھا یہاں نہیں گیا وہاں نہیں آیا غلط ہے کچھ بھی نہیں ہو گا یہ غلطی جو ہم کر رہے ہیں یہ غلطیاں ہمیں نہیں کرنی چاہتیں۔

محمد یوسف چنگیزی (وزیر کھیل و ثقافت): پونٹ آف آرڈر۔ میں آپ سے صرف دو باتیں کروں گا میں نے اپنے قبیلے کی کوئی پردہ پوشی نہیں کی ہے میں نے یہ ضرور بولا ہے میں نے بولا کہ فرض کرے اگر ۲۵ بندے ہمارے مارے جاتے ہیں اور ہمارے دوست دکانداروں کو زیادہ اس کے آگے وہ مدد کرتے ہیں پرانی طرز کرتے ہیں کہ ان کو زیادہ تکلیف ہوئی ہے کیا وہ ۲۵ بندے اور اس سے پہلے ۵۲ بندے تھے۔

جناب ڈی پی اسپیکر: ٹھیک ہے آپ کا Point on the record آ گیا۔ جی زیارتہاں صاحب!
عبد الرحیم زیارتہاں ایڈوکیٹ: شکریہ جناب اسپیکر! اور اس کے بعد میں اس پر آنا چاہتا ہوں کہ مولانا باری صاحب نے کہا کہ دہشت گرد واقعہ دنیا میں دہشت گردی ہے اور ہم اور آپ دنیا میں پر امن لوگ واقعہ دہشت گردی کے خلاف بھی ہیں ہم نہیں چاہتے ہیں کہ دہشت گردی ہو پھر شروعی صاحب نے کہا کہ دہشت گردی کیوں ہوتی ہے اس کے بھی واقعہ اپنے اسباب ہیں واقعہ انسان نگ ہو کے اور مجبور ہو کے دہشت گردی پر اتر آتا ہے وہ جو اسباب رہے ہیں ہمارے ہاں یا اسباب نہیں تھے ہم نے کسی کے کہنے پر یہ کام کیا ہے ہمیں اس سے توبہ کرنا چاہیے پشاور میں لاہور میں جب آپ جاتے تھے ہر دیوار پر لکھا ہوا تھا سٹیٹ کے اندر اس قسم کی چیزیں نہیں ہوا کرتی ہیں اس کی سزا بھگتنا پڑتی ہے اور ہم اس کی سزا بھگت رہے ہیں دیوار پر لکھا ہوا تھا جنگی تربیت ہم سے حاصل کرے حزب المجاہدین جنگی تربیت ہم سے

حاصل کریں لشکر جہنگوی فون نمبر فلا ناد یواروں پر لکھا ہوا تھا اور اسٹیٹ کے اندر ایک آدمی دوسرے آدمی کو سلیخ ٹریننگ دے رہا ہے کس قانون میں ہے کس قاعدے کی تحت ہے اور کس نے اس کو جوڑا اور کس نے اس کو پہنچ دیا یہ تمام چیزیں ہم کر چکے ہیں جیسا کہ آج مشرف صاحب ساری دنیا کے سامنے کہہ رہے ہیں کہ ہم پر چار ازالات ہیں لگ رہے ہیں اور وہ چار ازالات ایسے ہیں کہ ہم اس کے جواب میں کہتے ہیں کہ ہاں ہم نے کیا ہے اس میں دہشت گردی کی وہ ہے افغانستان میں مداخلت کی بات ہے کشمیر میں وست درازی کی بات ہے اور ایٹم کی بات ہے اور وہ دنیا کے سامنے گھوم پھر کے کہہ رہا ہے کہ کیا ہم نے کیا ہے لیکن ہم اس کو کنٹرول کر یہنے اب کنٹرول کرنے کے لئے یہ ہے کہ ہم حقائق کو تعلیم کرتے ہوئے اس بات پر آجائے کہ اس کی روک تھام کرنی ہے اس کو ختم کرنا ہے یہ جو چیزیں ہم نئی میں سے نہیں نکالیں گے تو ہم یہاں امن سے نہیں رہ سکیں گے ان کا ایک نیٹ ورک ہے اس نیٹ ورک کو میں جام صاحب سے ایک دن ملا ہوں میں نے اس کو کہا ہے اس نیٹ ورک کو میڈیا کے ذریعے اس نیٹ ورک کو ہمارے پشتون بلوج علاقوں میں جو بھی ان کے لوگ ہوں گے اپنے قبائلی لوگوں کے ذریعے دوسرے تیسرے اس کے ذریعے ان کے پاس جانا بھی ہو گا اور انہوں نے جو ذہنیت لی ہے ان کو یہ سمجھانا ہو گا کہ اگر آپ یہ واقعہ کر یہنے آپ بغیر پوچھے جنت میں جائیں گے تو یہ جو ذہنیت جنہوں نے دی ہے جن لوگوں نے دی ہے جن اداروں نے دی ہے جن ایجنسیوں نے دی ہے اس کو بدلنے کے لئے ہم سب کی ذمہ داری ہے میری سب سے پہلے ذمہ داری ہے آپ جیسے بھی ذمہ داری دینے میں تیار ہوں ہماری پارٹی تیار ہو گی۔ اس کے بعد جناب اپنے! میں کہنا یہ چاہتا ہوں کہ دہشت گردی جنہوں نے یہ ٹریننگ دی ہے یہ ہے لیکن یہ جو lapse of security تھی اس کے آپ لوگ ذمہ وار ہیں ٹریٹری پیپر کے جتنے بھی ہمارے ساتھی ہیں اگر وہ مجھے کہتے ہیں کہ آپ بھی ساتھ ذمہ وار ہیں میں بھی ذمہ وار ہوں ہم سب اس کے ذمہ وار ہیں کہ lapse of security کیوں ہوئی اور آنسو گیس کے شیل کیوں استعمال کیے گئے لوگوں کو تحفظ دینے کے لئے جو بھی تھے وہ طریقے کیوں نہیں اپنائے گئے جو اپنا نے چاہیے تھے جب نہیں اپنائے گئے تو بتاہی ہوئی بر بادی ہوئی نفرت بڑھی جیسا کہ چنگیزی صاحب فرمار ہے ہیں کہ دکانوں کی ایمانداری کی بات ہے اگر مجھے قسم دیتے ہیں میں قسم بھی اٹھا کے کہتا ہوں کہ

ہمیں دکانداروں سے دچپنی نہیں ہے لیکن یہ شہر آگ میں جل رہا ہے لیکن جو آگ اٹھ گی شہر سے اس کے لئے چاہیے ہم نے یہ کہا بھی ہے کہ ان لوگوں کو جو مرے ہیں ان کا حق بنتا ہے کہ جتنا بھی آپ معاوضہ دینے کے معاوضہ سے اس کو وہ تو نہیں ہوتی لیکن آپ معاوضہ بھی دیں لیکن شہر کی آگ کو بجھانے کے لئے جو ہوا جو غصہ پایا جاتا ہے کہ میں نے نہیں کیا تھا میرے املاک کو کیوں جلانے گئے میری دکان کو کیوں جلائی گئی میرے گھر میں کیوں لوگ گھسے اور کس بنیاد پر گھسے اور ہماری سیکورٹی فورسز اور ہمارے خزانے سے جو لوگ تنواہ لیتے ہیں وہ کہاں تھے کہاں گم ہو گئے پانچ کھنٹے تین بجے آپ نے کرفیو کا اعلان کیا پانچ بجے فورسز ڈپلائی ہو گئیں بازار میں تو lapse of security bہت بڑی وہ تھی جب کہ چھاؤنی سے شہر ایک کلومیٹر کے فاصلے پر ہے جعفر صاحب نے کہا کہ دس منٹ میں لوگ آبھی سکتے تھے اور اس کو نظرول بھی کر سکتے تھے تو اس کے علاوہ جناب اسپیکر! میں اس پر آنا چاہتا ہوں پولیس اور لیویز کا جو مسئلہ ہے ایکنڈے میں دیا ہوا ہے۔ جناب اسپیکر! آئی جی صاحب بیٹھے ہوئے ہیں شاید وہ ان کا نظریہ بھی یہ ہے کہ پولیس کو لا کے صوبے کے امن کے انتظام کو چلا یا جاسکتا ہے میں آپ لوگوں کے توسط سے اس ایوان کے توسط سے انہیں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ یہ جو طریقہ جو آپ لوگ اپنارہے ہیں صوبائی گورنمنٹ کے طور پر جو بھی ان کو کنونس کر رہا ہے جو ٹینک جو جہاز جو ایم سویٹ یونین کو نہیں بچا سکا میں یہ کہتا ہوں کہ ہماری یہ فورسز ہمیں نہیں بچا سکیں گی جب تک مجھے اطمینان نہیں ہوگا میرے اطمینان کا مقصد اس صوبے کے عوام کو اپنے حقوق کے بارے میں اطمینان نہیں ہوگا ہم تمام چیزوں کو شک کی نظر سے دیکھیں گے اور ہمیں دیکھنا چاہیے ہمارا یہ حق ہے کیوں وہ اس لئے کہ وہ ہماری گیس کی رائٹی آپ دے رہے ہیں ہمارے کوئلے کے ساتھ آپ کیا کر رہے ہیں ہمارے جنگلات کا کیا حشر کر دیا ہے ہمارے پانی کو کس طرح سے آپ کر رہے ہیں واٹر ریکارڈ کیا ہے واٹر ریکارڈ پشتوں کے پانی کو قبصہ کرنے کا ایک معہدہ ہے گیس کو قبضہ کرنے کا ایک معہدہ ہوا ہے ہم اس کو شک کی نظر سے دیکھ رہے ہیں یہ ایک استعماری پلان ہے ان وسائل کو قبضہ کرنے کا خدارا یہ ٹریزری پنجر سے مولا نا واسع صاحب نے وعدہ کیا تھا کہ ہماری بات جرنیل صاحب کے ساتھ چل رہی ہے اور لوگ اس کو صدر کہتے ہیں میں اس کو صدر نہیں کہتا ہوں میں اس کو جریل کہتا ہوں ہم اس گناہ میں شریک نہیں ہوئے تھے وہ پاکستان کا صدر نہیں

ہے وہ حکومت پاکستان کا ایک بائیس گریڈ کا ملازم ہے اس نے کہا کہ میں جرنیل صاحب سے یہ بات کرتا ہوں وہ اختیارات کا سراغندہ ہی ہے ابھی تک اس نے بات نہیں کی ہے ہم یہ چاہتے ہیں ہماری قرارداد یہ ہے کہ پولیس سے واپس لے کر لیویز والے علاقے لیویز کو واپس کئے جائیں انہیں کیسز کو اپنی قبانکی روایات اور اپنے طریقوں سے چلاتے ہیں اور اس کو ختم کرتے ہیں تو ہم پولیس کا نظام اس کو ہم ایک استعماری نظام کہتے ہیں ان کو یہاں نہ لا یا جائے اور پولیس کے نظام میں جتنی خرابی ہے جتنی بگاڑ ہے یہ اپنی انتہا کو ہے یہ پورے ملک میں انتہا کو ہے اور انتہا تک پہنچ چکی ہے اس میں رشوت ہے اور کیا کیا ہے پہنچنے والے انسان اس کو کیا نام دے بہت غلط ہوا ہے اس مکھے کی کارکردگی پورے ملک میں خراب کارکردگی ہے انہیں اختیار نہیں دینا چاہئے ۲۰۰۰ء کا جو آرڈیننس ہے اس میں وہ اختیارات ہیں جس کی ہم بات کر رہے ہیں اس کے پیچھے چلا جائے یہ تو آئینی مسئلہ ہے اختیار کی بات ہے جام صاحب ذمہ دار ہیں فو شیر و افی صاحب ذمہ دار ہیں رحیم صاحب ذمہ دار ہیں رحیم سے جب میں نے بات کی کہ بابا میرے ہاتھ میں چھوٹے سے سپاہی کو تبدیل کرنے کا اختیار نہیں ہے میں کس چیز کا ذمہ دار ہوں جیسا کہ دوستوں نے کہا ایک ہفتہ دس دن تک وہ ڈھنڈو راپیٹ رہے تھے کہ یہ انتظام کیا وہ کیا ہے تو یہ جو اختیارات کی تقسیم ہے اس کی صحیح تقسیم نہیں ہو گی تعین نہیں ہو گا تب بھی ہم کچھ نہیں کر سکیں گے ایک دوسرے پر ذمہ دار یا اس ڈالتے رہیں گے ہو گا کچھ بھی نہیں جیسا کہ میں نے پولیس کے حوالے سے کہا ہے۔

جناب ڈیٹی اسپیکر: زیارتوال صاحب! میں نے نماز کا وقفہ دینا ہے ختم کریں۔

عبدالرحیم زیارتوال ایڈ ووکیٹ: جناب! ٹھیک ہے میں ختم کر رہا ہوں آٹے کا جو بحران ہے تو بہ اچکزائی میں چن میں آٹے کی بوری پندرہ سوروپے کی ہے سولہ سو کی ہے اور میں یہاں تک کہوں گا کہ میں نے جب کچھی دفعہ کہا تھا کہ ہم نے تیس ہزار بوریاں دی تھیں اب وہ دس ہزار بوریاں ہم لگے ہوئے ہیں ہر نائی والے کھار ہے ہیں لیکن اب کھافندہ نہیں دینا ہے گندم نہیں دینا ہے ہر نائی والوں کو۔ کیونکہ وہاں سے جو نمائندہ آیا ہے وہ پشتون خواہ کا ہے پشتون خواہ کا نمائندہ ہوتے ہوئے اس علاقے کے لوگوں کو گندم کھانے کا حق نہیں ہے بہر حال وہ حق نہ دیں ہم اپنا انتظام کہیں نہ کہیں سے کر لیں گے لیکن بات یہ ہے جو یہ بدانتظامی ہے۔ یہ صرف فوڈ میں نہیں ہے باقی تمام محکموں میں ہے یہ ہم آپ کے علم میں لانا چاہتے ہیں

تحصیل ہرنائی کے علاوہ اور کسی بھی ڈپنسری ہپنال بی ایچ یو میں ڈاکٹر نہیں ہے جب ان کے پاس جاتے ہیں ضلعی حکومت کے پاس جاتے ہیں کہتے ہیں صوبائی حکومت کے پاس ہے کس کو کہیں یہ صورتحال ایجوکیشن میں ہے ایجوکیشن میں ایک آدمی بٹھایا ہے پورے صوبے کے اسکول ہڑتاں پر ہیں سولہ گرینڈ کے آدمی کو اٹھا رہ گرینڈ کی پوسٹ پر بٹھا دیا ہے کوئی پوچھنے والا نہیں ہے بابا جائیں کہاں۔ اور جو ہماری اسکیمیات پہلے سے منظور ہوئیں نقشہ بننا ہوا ہے پی سی ون بنانے ہے فلڈ پر ٹیکشن کے ہیں مولا ناصیب اللہ صاحب چلے جاتے ہیں کہتے ہیں لوگوں کو نشانہ ہی کرتے ہیں محلہ کے افران ہماری اسکیمیوں کو پھر نظر انداز کر دیتے ہیں برائے خدا ایسے نہیں ہوا کرتا ہے گورنمنٹ ایسی نہیں ہوتی ہے مفاد عامہ کے ہوتی ہے لوگوں کو کام کرنے دیا جائے اور اگر آپ لوگ ایسا کرتے ہیں کرنے کا طریقہ نہیں ہے یہ الجھنے والا طریقہ ہے اگر ہم اس میں الجھنگئے ایک دوسرے کے ساتھ۔ اگر یہ خیال ہے کہ ہم اس کو دیوار سے لگادیں گے تو یہ خیال ہر ایک اپنے ذہن سے نکال دے جو ہمیں دیوار سے لگائے گا وہ خود دیوار سے چپک جائے گا میں ایمانداری سے کہتا ہوں اس سلسلے میں جو مداخلت ہے اس کو بند ہونی چاہئے اب جناب اپنیکر! اصلاح احوال کے حوالے سے بات کرنا چاہوں گا کوئی کے حوالے سے بات کرنا چاہوں گا اور یہ ہے کہ جیسا کہ حکومت نے فوراً لوگوں کو معاوضہ دینے کا قدم اٹھایا ہے میں اس کو appreciate کرتا ہوں کمیٹی بنائی ہم لوگ خود کا نوں میں گئے ایک آدمی کو قسم دے کر کہا آپ کا کتنا خرچ ہوا ہے۔ کتنا سامان جلا ہے کتنا فقصان ہوا ہے پہلی بات جو ہے جو معاوضہ دیا ہے اس کو appreciate کرتے ہیں یا چھا قدم ہوا ہے شہر کو ٹھنڈا کرنے کے لئے۔ دوسری میری گزارش ہے جو لوگ شہید ہوئے ہیں قتل ہوئے ہیں ان کو بھی فوری طور پر معاوضہ دیا جائے جو کہ علاج و معالجہ کے سلسلے میں باہر چلے گئے ہیں یا ادھر ہیں ان کی پوری دلکش بھال ہوا اس کے علاوہ ایماندارانہ میری تجویز ہے کوئی اس وقت اس چیز کی استطاعت نہیں رکھتا ہے کوئی اس وقت ایسی جگہ پہنچ چکا ہے اگر ہم چھوٹی سی غلطی بھی کریں گے بر بادی کے دہانے تک اس کو پہنچا دیں گے مذہبی جلوس پر پابندی ہوندی ہی جلوس کوئی میں نہ ہو جو بھی ہو جس کا جو بھی نظر یہ ہو جس کا بھی جو عقیدہ ہو وہ اپنی عبادت گاہوں کے نزدیک ہو لیکن جو جلوس ہے بارہ ربع الاوّل کے شیعہ برادری کے ہیں اس پر پابندی ہو اور میں سنجدگی سے کہتا ہوں کہ نیٹ ورک کو توڑنا ہو گا۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: زیارتوال صاحب آپ چیئرمین کریں مداخلت نہ کریں۔

عبدالرحیم زیارتوال ایڈوکیٹ: جناب! میں چوتھی یہ بات کہوں گا کہ جن لوگوں کو گرفتار کیا گیا ہے اگر وہ ملزم نہیں تھے ان کو کیوں گرفتار کیا گیا اگر وہ ملزم تھے تو ان کو کیوں چھوڑا گیا آنکھیں بننہیں کرنی چاہئیں اگر میں کوئی جرم کرتا ہوں تو مجھے اس جرم کی سزا قبول کرنی چاہئے اور اگر میں نہ نہیں کیا ہے میں نہ مانوں۔ اور اس کی سزا کسی اور کو دو یہ غلط بات ہے جناب اسپیکر! ہونا یہ چاہئے میرے جرم کی سزا مجھے مل کسی اور کو نہ ملے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: زیارتوال صاحب! ساڑھے پانچ بجے میں نے نماز کا وقفہ کرنا ہے آپ ختم کریں۔

عبدالرحیم زیارتوال ایڈوکیٹ: بالکل ایک دو اور چیزیں ہیں میں آپ کے علم میں لانا چاہتا ہوں اس کے بعد میں اپنی تقریب ختم کرتا ہوں جناب اسپیکر! ہمارے ساتھ وعدے کئے گئے ہیں اپوزیشن پنجم کے ساتھ ایم پی اے فنڈ ایم پی اے کے جو گارڈ تھے ڈیڑھ سال گزرنے کے بعد کسی نے زحمت نہیں کی ہے کہ ہمیں ملنے چاہئے یا نہیں ملنے چاہئے دیں گے اور اہم مسئلہ جو ہے اور آپ کو درپیش ہے سبی میں بھوک ہڑتال جاری ہے اور بھوک ہڑتال اس بات پر ہے جن اضلاع کو ایک دوسرے میں ضم کر دیا گیا تھا لیکن آج تک سبی لہڑی کو رکھا ہوا ہے جلسہ ہوا ہے جلوس ہوا ہے اور اب لوگوں نے شہر میں بھوک ہڑتال کی ہوئی ہے اس ایوان سے قائد ایوان سے استدعا ہے کہ سبی کے معاملوں کو سنجیدگی سے لیں اور لہڑی کو سبی سے نکال دے لہڑی کبھی بھی سبی کا حصہ نہیں رہا ہے لہڑی اپنے جس ضلع میں تھا اس میں ڈال دے شکریہ!

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ! اب اجلاس پندرہ منٹ کے لئے برائے نماز عصر ماتوی کیا جاتا ہے۔

(اجلاس پانچ بجکر تمیں منٹ پر نماز عصر کے لئے ماتوی ہوا۔ چھ بجکر پانچ منٹ پر دوبارہ زیر صدارت

جناب ڈپٹی اسپیکر شروع ہوا)

جناب ڈپٹی اسپیکر: حافظ محمد اللہ صاحب کیونکہ لیڈر آف دی اپوزیشن نے بولنا ہے بعد میں پھر حکومت کا موقف آئے گا گیلو صاحب! آپ تشریف رکھیں کیونکہ آپ نے اس کارروائی میں اپنا نام نہیں بھیجا تھا اب ہم کارروائی کو ترتیب دے دیا آپ کو آپریٹ کریں چیئرمین کیسا تھا۔

میر محمد عاصم کرد گیلو (وزیر مال): جناب! میں a پارلیمانی لیڈر نیشنل الائنس آپ مجھے بولنے

کیلئے چھوڑیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: آپ کو آپریٹ کریں ہمارے ساتھ گیلو صاحب آپ please تشریف رکھیں۔

میر محمد عاصم کرد گیلو (وزیر مال): جناب اسپیکر صاحب! میں as a پارلیمانی لیڈر نیشنل الائنس آپ مجھے بولنے چھوڑیں میں مختصر کہوں گا اتنا زیادہ بولوں گا نہیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: پھر آپ ۵ منٹ سے زیادہ نہ بولیں کارروائی کو ڈسٹرబ نہ کریں کیونکہ آپ نے اپنا نام رجسٹرنگ نہیں کرایا میں نے گزارش بھی کی تھی معزز زار کیا ہے۔

میر محمد عاصم کرد گیلو (وزیر مال): مہربانی جناب اسپیکر! جو ہماری اپوزیشن کے کہنے پر جو ریکووڈ یشن اسمبلی کا اجلاس طلب کیا گیا ہے اس کا لب لباب ہمارے سارے دوستوں نے اپوزیشن کے بھی اور ہماری ٹریئی پنzer کے بھی اپنے سارے خیالات کا اظہار کیا اسپیکر صاحب! ۲۱ مارچ کا جو واقعہ تھا اسکے بارے میں تھا اسپیکر صاحب! آپ جانتے ہیں ہمارے سارے دوستوں نے کافی روشنی ڈالی کوئی میں جو دو تین واقعہ رونما ہوئے ہیں آپ کو بخوبی علم ہے کہ بلوج چستان خاص کر کوئی شہر امن کا گھوارہ رہا ہے اسپیکر صاحب! ہماری پرائزیری تعلیم اسکے بعد کا لمحہ کی بھی تعلیم یہاں کوئی میں ہوئی ہے اور بچپن سے ہی ہم نے کوئی میں جنم لیا ہے اسپیکر صاحب! یہاں پر جو پہلے عاشورہ کے جلوس ہوتے تھے ہم چھوٹے ہوا کرتے تھے ہم جاتے تھے ان کو دیکھتے تھے اور ان کی ساتھ کوئی بھی فورس law and order کی کوئی بھی ان کے ساتھ نہ ہوتے تھے سارے یہاں کے رہنے والے بھائیوں کی طرح بھائی چارے سے رہ رہے تھے اور ابھی بھی میں جناب اسپیکر صاحب! آپ کو یقین دلاؤں جو ہمارے جتنے بھی یہاں رہنے والے ہیں چاہے بلوج ہو پشتون ہو ہمارے سیلر ہو یا ہماری ہزارہ برادری کے ہو یا کسی اور قوم سے اس کا تعلق ہو سارے آپس میں بھائی کی طرح رہتے ہیں اسپیکر صاحب! پہلے تو ہم اخباروں سے سنتے تھے کہ کراچی میں لا ہور میں کسی مسجد پر کسی امام بارگاہ پر حملہ کیا گیا مگر یہاں پر وہ واقعات بالکل نہیں تھے اسپیکر صاحب! ابھی جو دو تین واقعات رونما ہوئے ہیں یہاں کے بسنے والے ان میں نفرت وغیرہ کچھ بھی نہیں ہیں یہ خاص ایک کمیٹی کی طرف سے ان پر حملہ ہو گئے ہیں جو کوئی نفاء کو بلوج چستان کی نفاء کو جان بوجھ کر خراب کیا جا رہا ہے پچھلے جو واقعات ہوئے ہیں اسپیکر صاحب! ان واقعات کے پیچھے جو لوگ تھے جو ہماری

انوٹی گیشن اینجنسیز تھیں جو law and order اور سر تھیں انکا کوچ لگایا اور ان کا پتہ چل گیا اور اس میں سے جتنے بھی لوگ تھے ان سب کو تقریباً پکڑ لیے گئے ہیں اسپیکر صاحب! ۲۰ مارچ کا واقعہ اس میں جو ہماری اینجنسیز تھیں انہوں نے اپنی طرف سے مکمل تیاری کی ہوئی تھی کہ ایسے واقعات رونما نہیں ہو مگر اسپیکر صاحب! آپ جانتے ہیں کہ خود کش حملہ ہماری اپوزیشن کے بھائی ہمیں تجویز دے دیں کہ اس کو کیا روا کا جا سکتا ہے؟

جناب ڈیپی اسپیکر: گیلو صاحب! ہم نے آپ کو پانچ منٹ دیتے لیکن آپ کو دس منٹ ہو گئے ہیں آپ تشریف رکھیں آپ نے کہا تھا کہ میں صرف موقف بیان کرتا ہوں۔

میر محمد عاصم کرد گیلو (وزیر مال): بغداد میں حملے ہوئے ہیں اسرائیل میں حملے ہو رہے ہیں ہمارے پریزیڈنٹ مشرف صاحب پر حملہ ہوا ہم بھی چاہتے ہیں کہ یہ واقعات رونما نہیں ہو مگر اسپیکر صاحب! جو ہمارے خود کش حملے ہیں اگر کوئی مرنا چاہے تو اسے کون روک سکتا ہے۔ اسپیکر صاحب! ہماری جو حکومت ہے وہ بالکل ہمارے اپوزیشن کے بھائیوں کا موقف یکساں ہے ہم بھی چاہتے ہیں کہ یہاں پر امن ہو یہاں پر کسی کی جان و مال کا تحفظ وہ بھی ہماری ذمہ داری ہے ہم یہ نہیں چاہتے یا ہماری حکومت یہ نہیں چاہتی کہ کسی کا نقصان ہوا سے پہلے بھی جو واقعات کوئی میں رونما ہوئے تھے ان کے لیے جو بھی ہماری گورنمنٹ سے ہوئی جو آدمی مرے تھے ان کے والوں کو جو معاوضہ دیا گیا آپ دیکھتے ہیں کہ کتنا دیا گیا اور بھی بھی جتنے ہمارے کاروباری حضرات ہیں اس کی دکانیں جلی تھیں ان کو بھی معاوضہ چند دنوں میں دیا گیا اسپیکر صاحب! اس سے پہلے بھی ہمارے رحیم زیارت وال نے بھی ایک تحریک التوا پیش کی تھی جو ہمارے حلقات سے ایک آدمی ڈاکٹر عبدالرزاق کا اغوا ہوا تھا اسکو بازیاب کرایا گیا جو لورالائی سے اغوا ہوئے تھے ان کو بھی بازیاب کرایا گیا جو ہمارے مستونگ میں این جی او ز کے آدمی اغوا ہوئے تھے ان کو بھی بازیاب کر لیا گیا اور ان کے ملزموں کو پکڑا گیا۔ اسپیکر صاحب! میں یہ کہنا چاہتا ہوں اپنے بھائیوں کو جو کار کر دی جو آپ نے اپنی اس تحریک میں بھی ڈالی ہے جو کارروائی گورنمنٹ نے سرانجام دی آپ مجھے داد تو دیں جو ہماری گورنمنٹ ہے اس کی حوصلہ افزائی ہو۔

جناب ڈیپی اسپیکر: گیلو صاحب! آپ حافظ محمد اللہ صاحب کا وقت لے رہے ہیں۔

میر محمد عاصم کرڈ گیلو (وزیر مال): جناب اسپیکر صاحب! جہاں تک law and order کا مسئلہ ہے جو ہماری حکومت سے جتنی بھی کوشش ہو رہی ہے اسے صحیح کرنے کی کوشش کر رہے ہیں ایسی کوئی بات نہیں ہے ہماری بھی یہی خواہش ہے کہ کوئی کسی سارے بلوچستان کی فضاء پر امن رہے مہربانی اسپیکر صاحب!

جناب ڈیپلی اسپیکر: حافظ محمد اللہ صاحب!

حافظ محمد اللہ (وزیر صحت): بسم اللہ الرحمن الرحيم۔ جناب اسپیکر! ٹائم مختصر ہے میں کوشش کروں گا آپ کے حکم کی تعلم کرتے ہوئے اس مختصر وقت میں اپنی گزارشات آپ کے توسط سے ایوان کے سامنے رکھوں جو تحریک ہماری اپوزیشن کے دوستوں کی طرف سے اسمبلی فلور پر لائی گئی ہے جس میں قابل ذکر مسئلہ امن و امان کا ہے جو کوئی میں دو تین دفعہ حالات منظر عام پر آئے ہیں اس پر ہر انسان کو دکھ ہے اور ہر انسان اس سے پریشان ہے دنیا کا کوئی مذہب دنیا کا کوئی قانون کوئی ضابطہ قاعدہ اس قسم کی واردات کی اجازت نہیں دیتا ہے اور دنیا میں جتنے بھی قوانین ہیں وہ قرآن اور سنت کے قانون و ضابطے سے بڑھ کر کوئی قانون نہیں ہو سکتا ہم اس قرآن اور سنت کی بات کرتے ہیں جس قرآن اور سنت کی رو سے یہ زندگی چل رہی ہے قرآن اور سنت رسول اللہ ﷺ میں ایک دوسرے کو قتل کرنے کا درس نہیں دیتا بلکہ وہ ہمیں امن سلامتی اور محبت کا درس دیتا ہے کوئی میں جو کچھ ہوا گورنمنٹ کی طرف سے اور گورنمنٹ میں خاص کرایم ایم اے کی طرف سے اس کو باقاعدہ رسی طور پر اس کی مذمت کرتا ہوں اور کسی نے اس کو اچھا نہیں کہا ہے بلکہ یہاں تک کہا ہے کہ جس نے بھی کیا خواہ اس کا تعلق جس طبقے سے ہو مسلمان تو نہیں وہ انسان بھی نہیں ہو سکتا یہ ہمارا حکومتی موقف ہے اور اس حکومت میں ہماری ایم اے کا موقف ہے ہم اس کو انسان بھی نہیں سمجھتے ہیں ہم اس کو ایک اژڈہانما انسان سمجھتے ہیں کوئی میں پینتا ہیں لوگ شہید ہوئے اور دسوقریباً زخمی ہوئے املاک کو نقصان ہوا جس نے بھی کیا ہمارا موقف یہ ہے کہ ایک مشترکہ دشمن ہے جو ہم کو ایک دوسرے سے لڑاتے ہیں ہمارے ہاں حکومت ہمارے ملک اور ہمیں کمزور کرنا چاہتی ہے ہماری قوت اور قابلیت استعداد کو ایک دوسرے کے خلاف استعمال کرنے کی کوشش کر رہی ہے۔ لہذا ہم ٹریڈری بخوبی پر بیٹھے ہوئے حکومت کے افراد اور اپوزیشن کی بخوبی پر بیٹھے ہوئے ہمارے نہماں دوست ہم سب کی ذمہ داری یہ بتی ہے کہ ہم اس کی روک تھام کریں میں نہیں کہتا ہوں یہ اپوزیشن کی ذمہ داری ہے یا یہ کہوں

کہ حکومت کی ذمہ داری ہے بحثیت انسان بحثیت ایک مسلمان اور بحثیت ایک بلوچستانی ہم سب کی یہ ذمہ داری بنتی ہے خواہ چھوٹا ہو یا بڑا ہو۔ اس تحریک میں چند چیزیں لائی گئی ہیں جس کا تعلق نہیں تھا اور ہماری اپوزیشن کے دوستوں نے باتیں بھی کی ہیں تفصیل سے خارجی پالیسی کے حوالے سے انہوں نے اپنی زبان پر لایا اور فلور پر تمام چیزوں کو پیش کیا میں افسوس کے ساتھ کہتا ہوں کہ لانا چاہئے اور میرے خیال میں اگر یہ ہوتا تو بہت مناسب ہوتا اور اچھا بھی ہوتا کہ ہماری اپوزیشن کے دوست ایک ریکویزیشن کے ذریعے آسمبلی کا اجلاس بلا تے ہیں یقیناً ثابت عمل ہے ہم اس کو تحسین پیش کرتے ہیں لیکن اگر اس کے ساتھ یہ ہوتا کہ کوئی میں جو حادثہ ہوا ہے اس پر یہ اجلاس بلا تا تو ان کے ہاں ایک اور کریڈٹ کے ان کے ہاں اور کورٹ میں جاتا لیکن انہوں نے تحریک میں چودہ اور پندرہ پاؤنٹ ایڈ کیتے ہیں جس کے ہو آج تک ہوئے ان کی تحریک کمزور ہو گئی ہے اور میں یہاں جو دیکھ رہا ہوں دوستوں کو دیکھ رہا ہوں (عربی) جس میں کہا گیا ہے با توں کو سنے غور سے سنے برداشت کرے اگر اچھی اچھی باتیں ہوں کھری کھری باتیں ہوں اپنے پاس رکھ کر اس پر عمل کرے یا نہ کرے بری باتیں ہوں تو بے شک اس پر عمل نہ کرے لیکن اس کے reaction میں ایسی باتیں کرنا جس سے ایوان کا وقار مجرور ہوتا ہے تو میرے خیال میں ایک انسان کا شیوه نہیں ہوتا ہے تو مناسب یہ ہوتا کوئی کے واقعہ کو اماکن کے نقصانات شہید اور زخمی کے واقعہ کو ایک امر قرار دیتے ہوئے اس کی بنیاد پر آسمبلی میں آتے تو اس سے پتہ چلتا کہ واقعی ان لوگوں کا مقصد اور ہمارا مقصد ایک ہے لیکن اس واقعہ کے ساتھ سیاٹھ پی ایس ڈی پی کے بھر ان کے مسائل آٹے کے مسائل ملازمتوں کے مسائل فلاں فلاں کے مسائل ہیں۔ میں نے کل تقریباً کئی پاؤنٹ نوٹ کئے ہیں جو انہوں نے اس ایجنڈے میں add کئے ہیں جس سے اس کی لفظی کمزوری ہو سکتی ہے کہ کوئی میں امن و امان کا واقعہ بلکہ میں یہ آگے بتاتا چلوں کہ ہمارے دوستوں میں سے کچھ دوست ایسے بھی تھے جو بول رہے تھے امن و امان کے مسئلے پر۔ جب امن و امان کا مسئلہ ختم ہوتا ہے اس پر روشنی ڈال کروہ ختم ہو کر اس مسئلے پر آتا ہے تو اس کو ایک دوست اپوزیشن کا کہتا ہے کہاں اصل بات ہے اب آپ اصل بات پر آ جائیں اس کا معنی یہ ہے کہ ہماری محبت ہمارے وقار ہماری پی ایس ڈی پی ہمارے ترقیاتی کاموں جو ڈوپلمنٹ کے منتفع ہے اس واقعہ کے ساتھ میں بہت افسوس کے ساتھ کہتا ہوں مغذرات کے ساتھ کہتا ہوں کہ ایسا نہیں

ہونا چاہئے تھا اگر میں کرتا ہوں تو مجھے ملامت فرادرے اور کوئی دوست کرتا ہے تو اس کو ملامت فرادرے۔ تو لہذا جتنا بھی اس واقعہ کی مذمت کی جائے وہ کم ہے ایک بات میں عرض کروں کہ یہ جو کچھ ہو رہا ہے یہ شیعہ اور سنی کا اختلاف نہیں ہے نہ شیعہ اور سنی کے بیچ میں کوئی مسئلہ ہے اور ہماری صوبائی حکومت ۱۹۹۲ء سے لے کر آج تک جو مذہبی قوتوں کو ایک پلیٹ فارم پر جمع کر کے ثابت کر دیا ہے کہ ہم مذہبی فرق نہیں چاہتے ہیں بلکہ ہم محبت چاہتے ہیں میں آپ کو تفصیل سے بتاتا ہوں یونس چنگیزی صاحب موجود ہو نگے ان کو پڑھو گا ہم نے امام کے نام سے ایک پلیٹ فارم وجود میں لا یا جس میں سب متحد ہو کر شیعہ، سنی اور بریلوی ۱۹۹۲ء میں مولانا شیرانی صاحب اس کی قیادت کرتے رہے تو ہماری محبت کا درس یہ ہے کہ وہ مذہبی لوگ ۱۹۹۲ء سے جمع ہوئے تھے تو آج مرکزی سطح پر ایم ایم اے کی صورت میں تمام مذہبی جماعتیں ایک پلیٹ فارم پر جمع ہوئیں لہذا یہ شیعہ اور سنی یا مذہبی منافرت ہے یہ تجاوز اور زیادتی ہے۔

جناب ڈیپی اسپیکر: شکریہ!

حافظ محمد اللہ (وزیر صحبت): جناب اسپیکر! ہم نے یہاں توہین آمیز الفاظ سنے ہیں خاموش رہے ہمارے دوستوں نے بہت تسلی اور برداشت کے ساتھ سنے ہیں ملاں اور مولوی کے نام سے ہم نے یہ الفاظ سنے ہیں لیکن ہم نے یہ برداشت کئے ہیں حضرت کرم اللہ وجہ کہیں سے ان کا گزر ہو رہا تھا تو کسی نے ان کو گالی دی تو انہوں نے کچھ نہ کہا ہنس پڑے اور عربی میں شعر پڑھا۔ (عربی) کہ میں اس آدمی کے ہاں گزر رہا ہوں مجھے ملامت کر رہا ہے اور وہ خود ملامت ہے اور مجھے گالی دے رہا ہے طعنہ دے رہا ہے لیکن میں جاتا رہوں گا اور میرا فیصلہ یہ ہے کہ یہ اپنے آپ کو گالی دے رہا ہے ہم نے سنا ہے بہت برداشت کے ساتھ سن رہے تھے لیکن جب ہمارے ایک ساتھی تقریر کر رہے تھے شروعی صاحب کہ آپ یہ فتویٰ دیں کہ آیا شیعہ مسلمان ہے یا نہیں یہ ایک ادارے ہیں یہ ایک اسمبلی ہے ایک فورم ہے اور آپ فیصلہ کر لیں جناب اسپیکر! جب ایک آدمی ہمارے ساتھی سے یہ پوچھتا ہے اس میں اس کا کیا مقصد ہے جناب اسپیکر!

تاریخ اور ہماری کارکردگی ہماری گورنمنٹ جو کچھ کیا ہے اس سلسلے میں تو جس دن یہ واقعہ ہوا ہے میں اور مولانا واسع صاحب اکھٹے بیٹھے ہوئے تھے ٹیلیفون پر رابطہ تھا جب ہم کابینہ کے اجلاس میں آرہے تھے ہمارے جو عزم ائم تھے ہماری انتظامی بعض اور ذمہ دار لوگوں کے متعلق، لیکن جب ہم نے روپرٹ سنی حقائق

سامنے آئے۔ تو اس میں ہماری طرف سے کوئی کوتائی نہیں ہوئی ہے جتنے انتظامات ہمارے بس میں تھے ہم نے کر لئے۔ اللہ رب العزت کا فرماں ہے آپ کے بس میں جتنے بھی وسائل ہیں اس کو استعمال کرو اگر اس کے باوجود ایک واقعہ و نما ہوتا ہے تو آپ کے بس سے باہر ہے لیکن دوسری بات یہ ہے جب جانوں کا نقشان ہوا لیکن اس کے بعد باقی جو نقشانات ہوئے ہیں ہمیں روپورٹ ملی ہے کہ وہ ذمہ دار آفیسر ان خواہ وہ پولیس کا ہوں یا ایف سی کا ہوں وہ بار بار سی ایم صاحب سے اجازت مانگا۔ کہ ہمیں فائز کرنے دیں۔ آئی جی پولیس، لیکن انہوں نے اجازت نہیں دی ابھی آپ فیصلہ کریں ایک طرف سے ان پر گولی چلا رہے ہیں اور وہ گولی کے سامنے ڈھٹ کر کھڑے رہیں یا ایک طرف ہو جائیں آپ میں سے کوئی اے ایف کا ذمہ دار آفیسر ہوا اور آپ پر کوئی گولی چلا میں تو آپ کیا کریں گے مقابلہ کریں گے۔ بہر حال جتنے ان کے بس میں تھے انہوں نے کیا خود حملہ کرو کنائی کے بس میں نہیں ہے اس چیز کو امریکہ، اسراeel نہیں روک سکا، ہم اپنی طاقت کے مطابق اور اپنے وسائل کے مطابق روک تھام کی کوشش کریں گے اور اپنے وسائل بروئے کار لائیں گے اور اس کی مزید وضاحت ہوم منستر کریں گے۔ میرے خیال جب ہم امن و امان کے مسئلہ پر بات کرتے ہیں ہم ایک دوسرے پر ذاتی انگلی اٹھائیں تو یہ مناسب نہیں ہے اور یہاں اسمبلی میں ادھر لوگ بیٹھے ہیں اور پرلوگ بیٹھے ہیں اور ہمیں دیکھ رہے ہیں کہ ممبران کیا بحث کریں گے لیکن ہم نے جو کچھ دیکھا اور جو کچھ سنایک دو کے علاوہ وہ مزاق کر رہے ہیں سنجیدگی سے نہیں لے رہے ہیں اگر ہم سنجیدگی سے لے لیں تو ہمارا وقار مجرور نہیں ہوگا یہاں کوئی ساتھی نے ثبت بات نہیں کی۔ صرف ایک دوسرے کے خلاف منفی باتیں، یہ مسئلہ کا حل نہیں ہم میں اور آپ میں کوئی فرق نہیں ہے دشمن اندر ہو یا باہر ہو وہ آپ کو بھی مارے گا اور ہم کو بھی مارے گا۔ دوسری بات یہ ہے کہ ایک بڑا واقعہ جس پر ہم بحث کر رہے ہیں لیکن وقت کو ہم نے زیادہ پی ایس ڈی پی پر لگادیا ایک سال پورا ہونے والا ہے جس محرک نے تقریر کی اس نے اپنی تقریر کا بڑا حصہ پی ایس ڈی پی پر ڈالا۔ تو اس سے معلوم یہ ہوتا ہے کہ ہم ترقیات پر زور دیتے ہیں لیکن انسانیت پر نہیں میں تسلیم کرتا ہوں کہ ہماری جو غلطیاں ہوئی ہیں ہم مل کر اس کو حل کریں گے ہم نے اس بات پر ڈیڑھ سال بحث و مباحثہ کی اس اسمبلی کے فلور پے آپ وہ سیشن بتا میں جب ایک بڑا واقعہ ہوا ہے اس بڑے واقعے کو آپ ادھر ادھر کر کے اس میں ۱۲ پوائنٹ P S D P کے ڈائلتے ہو اور ایک پوائنٹ

امن و امان کا ڈالتے ہو آپ فیصلہ کر لیں اکثریت کس طرف ہے آپ امن و امان کا مسئلہ ایک طرف رکھیں آپ PSDP کے آپ کے آپ سے تعلق رکھتے ہیں آپ فیصلہ کر لیں کہ حیثیت کس کو دی ہے۔ یہ مشترکہ مسئلہ ہے دشمن سب کا ایک ہے مگر کوئی کہتا ہے کہ مذہبی دہشت گردی ہے آپ کو معلوم ہے جب پنجاب اور سندھ میں یہ زہر اٹھا تو اس وقت بلوچستان میں کچھ بھی نہیں تھا خاص کر کوئی میں اگر مذہبی دہشت گردی ہوتی تو اس وقت ہوتی جب وہاں وہ سلسلہ ختم اور یہاں شروع ہوئے۔ تو اس کا معنی یہ ہوا کہ کوئی اور جو ہاتھ میں مذہبی دہشت گردی نہیں ہے ایم ایم اے تلے بیٹھے ہم نے پر لیں کانفرنس کی جس میں ہماری شیعہ برادری کے اوپر مذہبی فرقے اور مولانا شیرانی بھی موجود تھے اس سے پہلے جب واقعہ ہوا تو سی ایم صاحب گورنر صاحب، آئی جی، مولانا شیرانی گورنر ہاؤس میں انہوں نے مجلس رکھی۔ انہوں نے کوشش یہ کی کہ مذہبی منافرتوں نہیں ہے۔ خاص کر شفیق احمد خان نے ایک بات فرمائی میں ان کی خدمت میں نہایت معذرت کے ساتھ نہایت ادب کے ساتھ عرض کرتا ہوں آپ سے یہ موقع نہیں تھا کہ آپ نے اپنی تقریر میں بات کریں آپ کا تعلق کوئی شہر سے ہے امن و امان کی بات کریں آپ نے روس کے ساتھ لڑانے افغانستان کے ساتھ لڑانے کی بات کی ہے میں آپ سے ایک بات پوچھتا ہوں جب بے نظیر دیئی میں تھیں جب لندن میں تھیں مولانا فضل الرحمن صاحب نائب وزیر اعظم کے لئے امیدوار تھے تو اس وقت آپ کو غصہ اس بات پر آ رہا تھا کہ ہم طالبان کے ساتھ دہشت گردوں کے ساتھ حکومت نہیں بنائیں گے ٹھیک ہے نہیں بنائیں گے لیکن جب ایں ایف او کا مسئلہ ایم ایم اے نے حل کرو کے دکھایا تو آپ کے پیپلز پارٹی والوں نے یہ کہا کہ آپ نے یہ کیوں کیا آپ ہمارے ساتھ کیوں نہیں بنتے ہیں آپ کے ساتھ تو بنتے تھے لیکن آپ کہا دہشت گرد ہیں کیا آپ کی جنگ ہم نے نہیں لڑی آپ کے اپنے مفاد کی جنگ تھی ایک کی جنگ نواز شریف کو پاکستان لانا۔ دوسرے کی جنگ زرداری کی رہائی بے نظیر کی واپسی۔ وہ لڑائی جناب شفیق احمد خان کر چکے ہیں ہر بار وہ لڑائی ہم نے کی ہے نواز شریف کو ہم نے اقتدار میں لا یا ہے بے نظیر کو اقتدار میں لا یا ہے۔

جناب ڈی پی ایسیکر: حافظ صاحب! اب لیڈر آف دی اپوزیشن کو فلور دینا ہے۔

حافظ حمد اللہ (وزیر صحت): آپ مجھے بات کرنے دیں۔ ہم اقتدار میں رہے ابطور وزیر خارجہ کے

بے نظیر کے دور میں رہے یہ جنگ ہم لوگوں نے لڑی ہے بار بار یہ ہو چکا ہے لہذا ہم لوگ شخصیات اور مفادات کی جنگ نہیں کرتے ہیں اصولوں کی جنگ کرتے ہیں اصولوں کے لئے لڑتے ہیں لیکن کسی کے قائد پر شخصیات پر انگلی نہیں اٹھانا ہے اگر اصل مسئلہ آپ کا عوام کے ساتھ محبت ہے میں ایمانداری کے ساتھ کہتا ہوں کیوں آپ نے چودہ پاؤ نشٹ کو اپنے ساتھ add کیا ہے امن و امان کا مسئلہ لانا تھا کیوں
لاے ہیں۔

جناب ڈیپی اسپیکر: شفیق احمد خان! آپ تشریف رکھیں - controversy نہ بنائیں۔

شفیق احمد خان: میں پاؤ نشٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتا ہوں۔ کسی کی ذات پر نہ میں نے attack کی ہے اور میں سوچ نہیں سکتا میں کہتا ہوں کہ انہوں نے طالبان کو لڑایا ہے جن لوگوں نے آج یہ ان کے ساتھی بن کر بیٹھے ہوئے ہیں اور واک آؤٹ کر کے باہر آگئے ہیں طالبان کو اصل جلانے والے یہ لوگ ہیں۔

جناب ڈیپی اسپیکر: شفیق صاحب! آپ تشریف رکھیں حافظ صاحب آپ دو منٹ میں ختم کریں۔

حافظ محمد اللہ (وزیر صحبت): جناب اسپیکر! ہم یہاں جمہوریت کی بات کرتے ہیں ہم کہتے ہیں کہ یہ جمہوری حکومت نہیں ہے یہ فوجی حکومت ہے میں انہی نیشنل سٹ قوتوں سی یہ پوچھتا ہوں کہ افغانستان میں امریکہ کے بندوقوں کے سامنے میں وہاں ایک آئین بن رہا ہے اور صدارتی آئین بن رہا ہے اور دوسرا طرف وہاں ایک اپوزیشن بیٹھی ہوئی ہے کہ یہ جمہوری آئین ہے آپ وہاں صدارتی آئین کی حمایت کرتے ہیں اور نعرے لگا رہے ہیں کیوں؟ تمام ممبر صاحبان ایک ساتھ کھڑے ہو گئے اور بولتے رہے۔

عبد الرحیم زیارت وال ایڈوکیٹ: جو آپ لوگ لے گئے تھے ان کا صفائیا ہو گیا ہے آپ ان کا دفاع نہیں کر سکتے ہیں وزارت کی خاطر۔

جناب ڈیپی اسپیکر: زیارت وال صاحب! آپ تشریف رکھیں۔

عبد الرحیم زیارت وال ایڈوکیٹ: چھوڑیں اس کی وزارت کو جاؤ ان کا دفاع کرو۔ افغانستان میں مداخلت ہوئی ہے افغانستان میں اسماء آیا تھا سب اکٹھے تھے۔ افغانستان میں پوری دنیا کے دہشت گرد اکٹھے ہو گئے تھے ان کا نکانا پوری دنیا کا فیصلہ تھا۔ آپ کچھ بھی نہیں کر سکتے آپ نے ایک جرنیل کو ووٹ دیا ہے

آپ بات نہیں کر سکتے ہیں۔

جناب ڈیپی اسپیکر: محمد اللہ صاحب آپ بولیں۔

حافظ محمد اللہ (وزیر صحت): جناب! مجھے آپ دو منٹ دے دیں میں دلائل کے ساتھ بات کرتا ہوں یہ ایوان ہے میزان چوک نہیں ہے۔

عبد الرحیم زیارت وال ایڈو وکیٹ: انکونکالنا ہے سب کا متفقہ فیصلہ ہے۔

جناب ڈیپی اسپیکر: محمد اللہ صاحب!

حافظ محمد اللہ (وزیر صحت): جناب! ہم لوگوں نے صبح سے ان کی باتیں سنیں۔ ہم نے ایک لفظ زبان پر نہیں لیا یا ہے میں نے مداخلت کی کچکوں صاحب بیٹھے ہوئے ہیں تشریف فرمائیں وہ جواب دیں گے پاریمیٹر یعنی ہیں ساست دان ہیں دلائل بھی آتا ہے سب کچھ انکو آتا ہے بات یہ ہے کہ جناب اسپیکر! ہم سیاست کی بات کرتے ہیں اور اگر ہم امن کی بات کرتے ہیں کہ ایسے واقعات رونما ہوں وہ ایک طرف جمہوریت کے دعوے کرتے ہیں اور دوسری طرف اسی آدمی کو جس کو ہمارے اپوزیشن دوست جرنیل کہتے ہیں اس جرنیل کے فارموں کے ساتھ انہوں نے ناظمین کا انتخاب لڑا ہے۔

جناب ڈیپی اسپیکر: زیارت وال صاحب! آپ تشریف رکھیں میں آپ کو وارنگ دیتا ہوں۔ آپ مہربانی کر کے ضد نہ کریں تشریف رکھیں زیارت وال صاحب جب آپ تقریر کر رہے تھے کسی نے مداخلت نہیں کی ہے۔ حافظ صاحب میں دو منٹ کے بعد آپ کامائیک بند کر دوں گا بہت زیادتی ہو رہی ہے قائد ایوان صاحب! اگر آپ منظر صاحب کو پابند کریں محمد اللہ صاحب نے بہت ٹائم لیا ہے۔

سید احسان شاہ (وزیر خزانہ): جناب! میری تجویز ہے کہ پرسوں کو اجلاس رکھ لیں یہی ممبر ہو گے۔

جناب ڈیپی اسپیکر: اگر قائد ایوان کی رائے لی جائے۔ اجلاس پچیس تاریخ کے لئے رکھے ایوان

کی رائے۔۔۔۔۔ اجلاس کو نماز مغرب کیلئے adjourn کیا جاتا ہے۔ اور سو سات بجے ہم دوبارہ ملیں گے۔

(اسیبلی کا اجلاس دوبارہ سات بجکر پچیس منٹ پر زیر صدارت جناب ڈیپی اسپیکر شروع ہوا)

جناب ڈیٹی اسپیکر: ارکین اپنی اپنی نشتوں پر تشریف رکھیں۔ جی لیڈر آف دی اپوزیشن

کچوول علی ایڈ ووکیٹ صاحب!

کچوول علی ایڈ ووکیٹ (قائد حزب اختلاف): جو سٹ ہے سارے ایم پی ایز ہیں یہ بالکل exhaust

ہو چکے ہیں۔ میری سی ایم صاحب اور آپ سے درخواست ہے کہ آپ لوگ اسکو پرسوں گیارہ بجے تک ملتی کریں اسیں کوئی حرجنہیں ہے۔

جناب ڈیٹی اسپیکر: کچوول صاحب! کوشش کریں تقریباً تقریریں ہو گئی ہیں آپ کی تقریر رہ گئی ہے اور

گورنمنٹ کی طرف۔۔۔۔۔

کچوول علی ایڈ ووکیٹ (قائد حزب اختلاف): لیکن یہ کہتے ہیں کہ ہم لوگوں کو جانا ہے گورنر صاحب

کے پاس۔

جناب ڈیٹی اسپیکر: گورنر صاحب کے پاس پندرہ منٹ یا late بھی جائیں گے۔ آپ کوشش کریں

اُنکے لئے جلدی تقریر ختم کریں۔ اور گورنمنٹ کی طرف سے بھی ریکوئیسٹ کروں گا کہ وہ بھی

پریسا یزر ہیں۔

کچوول علی ایڈ ووکیٹ (قائد حزب اختلاف): بات یہ ہے کہ آپ ہماری ریکوئیسٹ کو reject کر رہے

ہیں ہم تو کیا کہیں۔ جناب اسپیکر صاحب! آپ کی اجازت سے ہماری اپوزیشن کی بیانی سے اور ٹریئری بیانی

سے جو اس ریکوئیزیشن پر سیر حاصل بحث ہو چکی ہے کاش کہ آخری وقت میں اسیں کچھ تباہیاں یا سخت

جملوں کا ایک دوسرے پر وار کیا گیا یہ نہ ہوتا لیکن اسیبلی میں یا انسان آپس میں گفت و شنید میں

debate میں یہ ہوتے ہیں۔ جناب! یہ جو واقعہ محروم کے سلسلے میں ہوا ہے کاش کہ ہم مسلم اس دن کی

قدرو منزلت کو اچھی طرح جانتے۔ اس دن میں صرف یہ نہیں کہ ہم لوگ اپنے آپ کو ماریں یا ماتم کریں

کیونکہ ہمارے اہل تشیع کو یا اُن کا ایک مذہبی تہوار ہے میں یہ بولنے کی جرأت نہیں کر سکتا ہوں کہ وہ نہ کریں لیکن ہم یہ دیکھ لیں کہ حضرت امام حسینؑ نے یزید کو کیوں نہیں مانا؟ مسئلہ یہاں سے ہے۔ اگر حضرت امام حسینؑ یزید کی جو مطلق العنان تھی اُس کو مانتا تو میں کہتا ہوں کہ میدان کر بلا میں یہ جنگ نہیں ہوتی۔ یہ جنگ تھی یہ اصولوں کی جنگ تھی اور اُسی دن سے یہ جنگ بھی ہوئی۔ ہم مسلمانوں کا زوال بھی ہوا۔ کیونکہ حضرت امام حسینؑ نے یہ کہا تھا کہ خلافت کی جو اسلامک فلاسفی امر حرم شوری پیغمبر یہ چل رہا تھا یزید نے کہا تھا کہ میں شوری یا میں مشورہ نہیں کروں گا۔ بس میرے پاس جو طاقت ہے آپ مجھے بیعت کریں۔ میں امام ہوں۔ میں حکمران ہوں۔ حضرت امام حسینؑ نے کہا تھا کہ میں آپ کی طاقت کے سامنے سر نہیں جھکاؤں گا۔ اُس کو یہ بھی پتہ تھا کہ وہ تعداد میں کم تھے۔ لیکن وہاں جو principle تھا اُس نے کہا کہ میں principle پر ایک انچ سودا نہیں کروں گا۔ کاش کہ ہم مسلمان اپنے کو کہتے ہیں اور اسوقت ہمیں west dictate کر رہا ہے کہ آپ لوگ otherwise ہیں جو یہ دنیا پر rule کر رہے ہیں میں اُسکی گھرائی میں نہیں جاؤں گا لیکن میں یہ کہوں گا کہ اگر ہم مسلمان خاص کر پاکستان جو یہ کہتا ہے کہ ایک نظریاتی ملک ہے۔ اصولوں پر یہ چلتا۔ اسوقت ہمیں ایک dictator کے سامنے حضرت امام حسینؑ جیسے کھڑے ہوتے کہ ہم آپ کی یہ غیر اصولی، یہ غیر قانونی، یہ غیر آئینی حکمرانی کو نہیں مانتے میں کہتا ہوں کہ اسوقت پاکستان میں جو بار بار غیر جمہوری، غیر آئینی اور مطلق العنان حکمران یہاں ہوتے ہیں اگر ہم لوگ ان اصولوں کی پاسداری کرتے یہ نہیں ہوتا۔ یہاں سے ہم لوگوں کا زوال ہوا۔ اگر ہم تاریخی حوالے سے دیکھ لیں کیا ہوا پھر خلافت ختم ہوئی۔ ملوکیت چھاگئی۔ اس سلسلے میں اگر مودودی کی کتاب کو ہم ملاحظہ کریں کہ اُس نے اس سلسلے میں اُس کی ایک تحقیقی میں کہتا ہوں کہ کام ہے ایک research اور اُس نے ملوکیت کو اسلام کی فطرت کے خلاف قرار دی ہے۔ ہم اپنی مذہبی جماعتوں کو یہ کہتے ہیں کہ آیا ملوکیت اور جمہوریت، جمہوریت ایک western concept ہے، ملوکیت اسمیں وہ ریٹل ازم بھی ہے۔ اگر ہم اس کو پھر سیاست کہیں میں کہتا ہوں کہ جو اصل خلافت کے یا اسلام کے جو نظام کی روح ہے ملوکیت اسکو ختم کر دے گی اور جو مذہبی شخصیات ملوکیت کے

umbrella میں آئیں گے میں کہتا ہوں کہ یہی سچھیں کہ ویسٹ کی جمہوریت میں کچھ defects ہیں۔ اسی طرح ملوکیت کا جو نظام ہے میں کہتا ہوں اُس میں بھی بہت سے defects ہیں۔ کیونکہ ہماری جو اسلام کے injunctions ہیں اُس کی سب سے بڑی پیاری چیز جو ہے وہ انصاف ہی ہے۔ شریعت کو اگر ہم دیکھ لیں اُس کی جو روح ہے وہ انصاف ہی ہے۔ ملوکیت سے انصاف نہیں ہو گا۔ اور اسوقت جتنی ہماری اسلامک یہ مذہبی جماعت ہیں وہ اس ملوکیت کے تحت سیاست کر رہی ہیں۔ جس کی وجہ سے اُن کی جو بنچکی ہے اُس میں بھی سیاست کے آثار سیاسی ایک ماحول وہ اس سے نہیں نکلتے ہیں۔ اور اسوقت جو حالات ہیں دُنیا میں خاص کر ہم پاکستانی یا پاکستان ان چیزوں سے دوچار ہے یہ ہم کہتے ہیں کہ دہشت گرد کا کوئی دین نہیں۔ دہشت گرد کی کوئی قوم نہیں۔ ہم یہ دیکھ لیں یہ cause کیا ہے؟ یہ اسباب کیا ہیں؟ یہ کیوں بن گئے ہیں جیسا کہ ہمارے مولانا نے کہا تھا اس سلسلے میں لیکن اُس نے بعد میں اس کو آگئے نہیں بڑھا سکا۔ ہم کہتے ہیں کہ ان کی ذہنیت کو کس نے تیار کیا ہے؟ دیکھیں اپنے آپ کو مردا نا انسان۔۔۔ ہر چیز۔۔۔ سیگن فرائید ہمارا ایک زبردست ماہر نفسیات ہے۔ وہ کہتا ہے انسان ہر خواب دیکھتا ہے لیکن موت کے بارے میں اس کو اتنا ذرا ہے کہ یہ موت کا خواب نہیں دیکھتا ہے۔ یعنی انسان کو اپنی جان اتنی پیاری ہے۔ یہ جو لوگ اپنے جسموں میں بم باندھ کر اپنے آپ کو بھی مرداتے ہیں اور دوسروں کو بھی مارڈالتے ہیں ان کی جو ذہنی نیسری کی جاتی ہے، ہم یہ دیکھ لیں کہ یہ فیکٹری کہاں بنی ہوئی ہے خودکشی ایک بزدلی بھی ہے لیکن مجھے جیسے بزدل لوگ خودکشی بھی نہیں کر سکتے۔ یہ لوگ جو اپنے کو مرداتے ہیں ان کی جو ذہنی کیفیت ہے اس کو تیار کرتے ہیں ان اداروں میں ہم یہ دیکھ لیں یہ کون لوگ ہیں۔ کوئی کا سانحہ اچانک نہیں ہوا بلکہ ایک process میں ہوا ہے، ہم کہتے ہیں کہ اس سلسلے میں ہمارے جو حقیقی حکمران ہیں ان میں ان کے ہاتھ ہیں وہ اس لئے کہ اس ملک میں ابھی تک ہم لوگوں کی خارجی اور جوانانہ پالیسیاں ہیں ان کے بنانے والے ہم خود نہیں ہم آزاد نہیں ہمیں dictate کیا جاتا ہے۔ وہ اپنے مقاصد کی خاطر ہمیں ٹوں کے طور پر استعمال کرتے چلے آ رہے ہیں تاہموز اور ابھی ایک ایسا گھمییر مسئلہ ہو چکا ہے۔ کہ ہم خود ہی حیران ہیں ہمارے حکمران بھی حیران ہیں کہ اس مسئلے کو ہم نے دوسروں کے کہنے کے مطابق اس حد تک لا یا ہے اس کو ہم کس طرح ختم کریں جناب والا! اس وقت کوئی شہر

میں تیسری بار اس طرح کا واقعہ رونما ہوا ہے یہ خود بخود قدرت کی طرف سے نہیں ہوا۔ قدرت یہ ہے کہ کبھی بادل ہونگے ہوا میں چلیں گی ہوانہیں ہو گئی بجلی گر جے گی ڈست ہو گی یہ تو قدرتی امر ہے لیکن یہ سوچے سمجھے ذہنوں کی پیداوار ہیں اداروں کی پیداوار ہیں اس سلسلے میں ہم کہتے ہیں کہ ہمارے حکمرانوں کو اپنی پالیسوں پر نظر ثانی کرنی چاہئے۔ ورنہ یہاں کی جو سوسائٹی ہے یہ ہمارے لوگوں کے ہاتھ سے نکلی ہوئی ہے کیونکہ سوسائٹی کے جو ادارے ہیں ہم لوگوں نے ان کو تباہ و برباد کر دیا ہے جناب والا! میں پھر آ جاؤں گا اس جانب کہ جس دن یہ واقعہ پیش آیا واقعی اس پر حکومت نے ہم سے مشورہ نہیں لیا۔ ہم اپنے گھروں میں تھے کہ فون آیا کہ لیاقت بازار میں فائرنگ ہو رہی ہے۔ اگلے دن ہم اپوزیشن کے دوستوں نے شہر کا دورہ کیا اور گورنمنٹ نے ہمیں سیکورٹی مہیا کی جس کا ہم شکریہ ادا کرتے ہیں۔ ہم دوستوں نے پورے شہر کے حالات اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کیا۔ جس سے ہم نے اندازہ لگایا کہ سیکورٹی فورسز کی کمزوریاں ہوئی ہیں۔ ہمارے آئی جی پولیس صاحب جو کہ criminology میں پی ایچ ڈی کی ہے کاش اس واقعہ سے پہلے ان تمام ہوٹل والوں کو ہدایت جاری کرتے کہ کوئی شہر کے ہوٹلز میں جو مسافر رہائش پذیر ہیں انکو خالی کروادیں۔ کیونکہ انہیں تجربہ تھا کہ دو واقعات پہلے ہوئے تھاں لئے انہیں زیادہ سے زیادہ حزب مانقدم کی کارروائی کرنی چاہئے تھی۔ اور سیکورٹی فورسز کو چوکس رکھنا چاہئے تھا۔ اس واقعہ کے پارے مختلف رپورٹس ہیں کہ دو دہشت گرد تھے جنہوں نے اپنے کو دو دن تک کمرے میں بند رکھا۔ دو آدمی جو اپنے کو کمرے میں بند کریں اور باہر سے دروازہ لاک ہوا اور تیسرا آدمی ان کا نہیں تو باہر سے لاک کون کھو لے گا۔ اسی طرح ایک اور خبر میں یہ ذکر تھا کہ ہوٹل سے فاہر نگ ہوئی کلاشنکوف سے۔ اب اگر ہوٹل والے سے پوچھا جائے کہ اتنا ہیوی اسلحہ کس طرح وہاں پہنچا۔ اس سلسلے میں ہم کہتے ہیں کہ سیکورٹی leakage ہے۔ ایک اور رپورٹ میں یہ کہا گیا کہ دہشت گرد اور پیٹھیں ہوئے تھے انہوں نے عاشورہ کے جلوس پر جپ لگایا۔ تو ان کے ہینڈ گر نیڈوں سے کتنے آدمی مارے جاتے ہیں۔ جناب والا! معذرت کے ساتھ مجھے اہل تشیع نہ اہل سنت سے غرض ہے میں تو ایک انسان ہوں اہل تشیع بھی مسلمان ہے اور ہم سنی بھی مسلمان ہے۔ گورنمنٹ کہتی ہے کہ سیکورٹی انتظامات صحیح تھے تو ان عاشورہ والوں کے پاس اسلحہ کہاں سے آیا تو ہم کہتے ہیں کہ سیکورٹی کی ایک اور leakage ہے سیکورٹی کی۔ کہ بھئی آپ نے ان

عاشرہ کے اہل تشیع کے مذہبی لوگوں کے کہنے کی طبق دکانوں کو بند کر دی انہوں نے کو آپ پیش کی ہے اور اپنے ۵۰ لاکھ اور ۲۰ کی دکانوں کو بند کر رہے ہیں آپ کی طرف سے کوئی ایسا قدم ہوا آپ کی بحیثیت ایک پیشوار ہنما کے آپ کے چچاں لاکھ یا آپ کے تمیں لاکھ کی زر خلاف آپ نے submit کی ہے وہ انہیں ضبط کر لینے جیسا کہ ہم لوگوں کے الیکشن کے وقت میں ہوتا ہے۔ دیکھے ہر ایک کی حلقہ انتخاب کتنا بڑا ہے لیکن امن کی خاطروں میں ریٹرننگ آفیسر ہے وہ کہتے ہیں آجائے دونوں فریق ایک ہیوی شورٹی دیدیں تاکہ یہاں لاہ اینڈ آرڈر کا مسئلہ نہ ہو میں کہتا ہوں اگر یہ کر دیتے ہم لوگ اہل تشیع کے پیشواؤں سے وہ لڑکے جوان کے ساتھ وہ کہتے ہیں وہ ہرگز اپنے لڑکوں کو weapon ہاتھ میں نہیں دیتے انہیں خبردار کر دیتے جناب! یہ دوسرا واقعہ ہوا یہ دوسرا نقص ہے سیکورٹی کے میں بحیثیت لاء کے اسٹوڈنٹ کے یہ کہہ رہا ہوں دوسری بات جو املاک کی سوتھی کے بارے میں آیا اتنی بڑی فورس وہاں تعینات تھی اور اس کے باوجود قتل ہوئے لوگوں کے املاک جلا دیئے گئے میں کہتا ہوں کہ یہ ایک تیسرا جو ہماری سیکورٹی فورسز ہیں ان کی یہ کمزوری ہے انہیں بھی یہ ایڈمٹ کرنا چاہیے ہم لوگ وکیل ہیں جب ہم لوگ اپنے کیس ہار دیتے ہیں پھر ہم سوچتے ہیں کہ کہاں ہماری پوائنٹ خراب ہوئی ہے کہ آدمی تختہ دار پر چلا گیا یہ اس کی کروڑوں روپے کی جائیداد چلی گئی یہ ساری چیزیں یکے بعد دیگرے یہ ہم لوگ analysis کر لیں اس کے بعد سب سے بڑی جو کمزوری رہی ہے میں خود ہی گیا تھا اس دن پرنس روڈ پر وہاں کے لوگوں سے ملے وہ کہتے ہیں کہ واجہ آپ تو ابھی آئے ہیں یہاں نہ دیکھے یہ تو بے جان چیزیں ہیں جلے ہیں ہمیں نقصان ہوا ہے تو ٹھیک ہے لیکن یہاں جو سو سائٹی جو چار پانچ گھنٹے میں یغماں رہی ہے یہ ساری چیزیں یہ ہیں کہ سیکورٹی کو چاہے جیسا کہ میری بہن نے خوبصورت بات کہی تھی کم از کم ایک انسوگیں شیل وہاں استعمال کرتے تھے اگر یہ ہوتا تو میں کہتا ہوں کہ کچھ لوگ بھاگتے البتہ ہماری ٹریشوری بیٹھ کا یہ موقوف ہے کہ ہم نے سی ایم سے اجازت طلب کی تھی کہ ہم فائرنگ کر دیں سی ایم نے یہیں مانا میں کہتا ہوں کہ یہ اس کی دوراندیشی اور یہ ایک اچھی بات ہوئی ہے لیکن دوسری بات یہ ہے کہ دیکھے آپ پاکستانی لوگوں کو ہم کبھی برداشت نہیں کر لینے وہ سب سے بڑی ٹریجٹی ہمارے جو ویسٹ کے لوگوں کے ساتھ ہے یہی ہے ہمیں کون ملیں گے ہم پاگل ہو جائیں گے ہم اقتدار میں آئیں گے بعد میں ہم اپنے آپ کو یا سمجھیں گے لیکن بات یہ ہے کہ یہاں

جو یہ واقعہ ہوا ہے ہم لوگ یہ بھی کہیں کہ انہوں نے پہلے کلاشکوف سے فائرنگ کی اس کے بعد انہوں نے اپنے جسموں میں جو بم باندھے تھے انہوں نے اپنے آپ کو جلسہ جلوس پر پھینک دیے مر گئے میں نے وہاں جو سائنسیٹ، وہاں جو لوگ مرے ہیں ان کا تجزیہ کیا ہے میں کہتا ہوں کہ ان کا نقشہ بھی بننا چاہیے اور میں حکومت سے یہ ریکویسٹ کروں گا کہ نقشہ واردات جو ہے اس کی ایک بڑی اہمیت ہوتی ہے یہ ایک متفرق فائرنگ ہوتی ہے کس طرح اس نقشے کی جزوی صورت میں یا قلوی صورت میں اس کی ترتیب دی جائیگی اس کو بھی ترتیب دیا جائے۔ کہ یہ جتنے لوگ مرے ہیں یہ لوگ صرف ان دہشت گردوں کی وجہ سے نہیں مرے ہیں یہاں کراس فائرنگ ہوتی ہے ہم لوگوں نے اپنے ٹیمپل اوز کر کے اپنے نہتے شہر یوں کو بھی مارا۔ اور ہی سی ایم کو کہتے ہیں کہ سی ایم نے کہا تھا کہ فائرنگ مت کریں اور ہم لوگوں نے نہیں کیا میں یہ کہتا ہوں کہ انہوں نے سی ایم کی بات کو نہیں مانا ہے انہوں نے فائرنگ کی ہے کیونکہ میں بحثیت ایک ولیل کے جو حالات ہیں واقعات ہیں ان کا تجزیہ کر کے میں اس چیز کو عکس کرتا ہوں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: کچکوں صاحب! یک گزارش کروں پر لیں کے دوستوں کا خیال ہے انہوں نے کہیں آپ سے بھی بات کی تھی۔ اس لئے میں آپ کو تھوڑی یاد دہانی کر دیتا ہوں۔

کچکوں علی ایڈووکیٹ (قادم حزب اختلاف): ٹھیک ہے سر! اس سانحہ سے ہمیں جوشمندگی ہوتی ہے ہم نہیں کہتے ہیں کہ یہ صرف ٹریشری پیچوں کا مسئلہ ہے وہ ایک سسٹم ہے کہ جو لوگ حکمرانی کر لیں گے انہیں لوگوں کی مال و جان عزت و آبرو کا تحفظ کرنا ان کا اولین فرض ہے اور ڈیموکریسی میں دو جماعت ہو گئی دوسری طرف ایک حکمران پارٹی ہو گی میں کہتا ہوں کہ ہمیں یہاں یہ برداشت نہیں حالانکہ اپوزیشن جمہوریت کے لئے ایک ضروری چیز ہے اور یہ بھی میں آپ لوگوں کو کہہ دوں کہ ہمارے دوستوں کا یہ کہنا کہ ہم تنقید برائے تنقید پر اتر آئے ہیں یہ بالکل نہیں ہے انسان ہے میں نے پہلے یہ کہا تھا کہ سیاست میں انسان کی جو mind ہے میں نے جو الملوکیت کی تیوری پیش کی وہ پھر انسان اپنے قابو میں نہیں ہو گا لیکن ہم یہ کوشش کر لیں گے کہ ہم تنقید برائے تنقید نہ کریں اور ہماری یہ کوشش ہے کہ تنقید برائے تعمیر ہو اور جو نقاصل گورنمنٹ کے ہیں ان کی ہم اخلاق کے ساتھ نشاندہی کریں جناب والا! میں پھر آ جاؤ نگا جوالائی کے واقعہ پر اس وقت میرے پاس ۷۴ ار مارچ روزنامہ جنگ کا اخبار ہے اس میں

ہمارے ایک ڈویژنل بینچ ہائی کورٹ نے اپنے ریمارکس دیے ہیں پولیس کا معیار بہتر بنانے کی روپورٹ پر کتنا عامل ہوا عدالت عالیہ نے صوبائی پولیس آفیسر اور سیکرٹری داخلہ کو طلب کر لیا یہ جملے چونکہ ان مسئللوں سے ہیں میں دیگر مسئللوں میں نہیں جانا چاہتا ہوں اور اس میں اس جملے کا حوالہ دوں گا کہ ہماری عدالت عالیہ نے حکومت کو ہدایت جاری کی ہے میرے خیال میں ذمہ دار اخبار ہے کیونکہ وہ کہتا ہے کہ ۲۴ رجولائی کا واقعہ رہا ہے اس نے پھر روپورٹ میں حکومت کو یہ ہدایت دی ہے کہ پولیس کی کارکردگی کو بہتر بنائی جائے اس پر حکومت کو چاہیے تھی کہ اس روپورٹ کو اسمبلی میں پیش کرتی کیونکہ وہ روپورٹ کے سلسلے میں ہم لوگوں نے اسمبلی میں اس پر ڈسکس کیا تھا اس کو اسمبلی کے فلور میں لانا چاہیے تھا جناب! لیکن یہ نہیں لائے ابھی ایک ڈویژنل بینچ نے حکومت کو ہدایت دی ہے کہ پولیس کی کارکردگی میں بہتری لائی جائے میرے خیال میں میری suggestion کی اور اس اسمبلی کی تجویز کی کوئی اہمیت ہی نہیں کیونکہ ہماری عدالت عالیہ کے دو جوں نے سارے حالات و قعات کا تجزیہ تذکیرہ ملاحظہ کر کے جو ڈیشل مائینٹ اپلائی کر کے انہوں نے یہ دیکھا ہے کہ یہ یہ ناقص ہیں اس لئے میری حکومت سے یہ درخواست ہے کہ وہ عدالت عالیہ کی ہدایت پر عملدرآمد کر لیں۔ اگر اس نے اپنی روپورٹ میں وہ ڈیٹیلز دی ہیں کیونکہ ان کا سارا دن یہی مقدمات کی سماught اور کریمی معااملوں کی تحقیقات پر وقت وہ دیتے رہے ہیں انکے تجربات ان کی سمجھ بوجھ ہم سے ۱۰۰ افیصد بلند ہے میں کہتا ہوں کہ وہ عدالت کا احترام ہم سارے لوگوں کی ذمہ داری ہے۔ جناب! میں تو یہ کوشش نہیں کر لوں گا کہ ہر ایک بات کی سختی سے جواب دیا جائے تو پھر کمپلیکٹ ہو گا یہ انسان کی فطرت ہے میں ان چیزوں ان بیماریوں سے اپنے آپ کو بچانا چاہتا ہوں البتہ ہمارے ایک موصوف وزیر نے کہا تھا اپوزیشن نے اس مسئلے کے علاوہ اور دوسرے مسئلے لائے ہیں جناب! انگریزی کا لفظ ایک پرائری ہے اردو میں جس کو ترجیح کہتے ہیں ہم نے اس مسئلے کو ٹاپ پر لایا ہے دوسری بات یہ دوڑخ ہے لوگوں کے گھر میں کھانہ ہوا ٹانہ ہو روزگار نہ ہو مہنگائی سے جو لوگوں کی ذیست آ جریں ہو رہی ہے میں کہتا ہوں کہ یہ کوئی معمولی مسئلے نہیں ہیں مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ جن وزراء کے مکملوں کی کمزوریوں کی ہم نے نشاندہی کی ہے ماسوائے ہوم منستر کے وہ تو حاضر ہی نہیں۔ فوڈ کے سلسلے میں فوڈ کا منستر غائب۔ ملازمت کے سلسلے میں ۸۰، ۸۵، ۸۰ لوگوں کو صرف ایک ہی ڈسٹرکٹ میں لے لینا سارے بلوچستان کے اضلاع کی ملازمتوں کو

ہم نے اس سلسلے میں سوال کیا تھا اور ہم نے اس دن ریکویسٹ بھی کی تھی اسند عابھی کی تھی کہ خدا کے لئے کمیٹی ابھی بنادی جائے لیکن ہم لوگوں نے مصالحت کا مظاہرہ کر کے اس دن کمیٹی تشکیل نہیں دی پھر وہ مسئلہ اسی طرح جوں کا توں ہے ہم نے اس مسئلے کو لایا ہے جناب! اس کے بعد جو مسئلہ رئیسہ ہے وہ ہے لیویز کو ختم کرنا سارے بلوجستان میں پولیس کو اسٹیبلش کرنا دیکھے اگر ہم ۲۰۰۳ء کی سنده خاص کر کراچی کی ان کرام جو پولیس نے کی ہے اس وقت جو کراچی میں آگ جل رہی ہے تو نابالغ بچوں کے ساتھ جو پولیس کا رویہ رہا ہے وہاں جو عبد اللہ مراد نے اس سلسلے میں اسٹینڈ لیا تھا میں کہتا ہوں کہ جناب والا! اگر یہ سیوال اپنے پارٹی ہوتی یہ جو لکھا ہوا ہے کہ پولیس کا فرض مدد آپ کی کاش کہ اس پر عمل ہوتا اس پر ہم آپ لوگوں کا زیادہ وقت نہیں لوگا البتہ آپ لوگوں کو یقین دہانی کر دینگے کہ جب یہ قرارداد ہم لوگوں نے اسمبلی میں لاتی تھی اس پر ہمیں یقین دہانی کرائی گئی تھی اور ایم ایم اے نے اپنی مرکزی پارٹی میں یہ فیصلہ دیا ہے اور ہم نے اخبار میں بھی دیکھا ہے کہ بلوجستان کا جو سماجی جغرافی اور سیاسی خدوخال ہے اور اس کی جو سوسائٹی ہے اس میں لیویز فورس مناسب ہے انہوں نے اپنے اس فیصلہ کے توسط سے اسمبلی میں ہمیں یقین دہانی کرائے کہ آپ لوگ اپنی قرارداد پر زور نہ دیں ہم نے ہم سے مراد ایم ایم اے نے صدر مملکت اور وفاقی حکومت سے اس مسئلے کو اٹھایا ہے یہ بلوجستان کا مسئلہ ہے ہم لوگ لیویز فورس کے حق میں ہیں آپ لوگ اس پر زیادہ پریشان نہ رہے ہم نے حسب معمول یقین دہانی پر اعتماد کر کے کہ یہ ان کی پارٹی کا فیصلہ ہے اور انہوں نے یہ فلور ہے اس کے تقدس ہے اس پر وہ عملدرآمد کر لینگے لیکن چند دن پہلے ہمارے وزیر داخلہ نے اخبار والوں کے لئے سٹینڈ جاری کیا تھا اس میں شنید کیا آیا میری نگاہ میں آیا کہ ہم لوگ جلد لیویز کو یا جن علاقوں میں لیویز ہے وہاں پولیس کو یا پولیس سسٹم کو وہاں establish کر لیں گے۔ میرا حکومت وقت سے یہ استفسار ہے کا بینہ جو ہمارا کا بینہ۔ اس کے متعلق ہمارا جو ایک constitutional writer ہے بلکہ جس وقت اسمبلی پہلے dissolve حکومت وقت نے اس کو انگلینڈ سے ہاڑ کر کے پاکستان کا کیس لڑیں اس کا نام ہے جین۔ اس کی ایک کتاب ہے cabinet and government یہ موصوف قطر از ہے کہ پارلیمانی حکومت ہے جو کا بینہ ہے کا بینہ کے ایک وزیر کی غلطی سارے کا بینہ کی غلطی ہے اور جو کا بینہ میں غلطی ہوگی جیسا کہ مولانا باری نے اپنے انفرادی طور

پر کہا تھا یعنی اس مصنف کا موقف یہ ہے کہ چونکہ آپ کابینہ کے پارٹ ایئڈ پارسل ہیں آپ اس ذمہ داری سے مبرانہیں ہو سکتے ہیں میرا کہنے کا مقصد یہ ہے کہ آپ لوگ کابینہ میں بیٹھے ہوئے آپ ہمیں یقین دہانی کرتے ہیں کہ ہم یہاں لیویز کو ختم نہیں کر رہے ہیں اور دوسری طرف آپ لوگوں کا جوزیرہ ہے اس کا بیان ہے ہم لیویز کو ختم کر کے پولیس نظام کو رنج کر رہے ہیں اس بات پر حکومت خود ہی جوان کے درمیان ایک تضاد ہے اس کی وہ خود صحیح کر دیں میں نے تو صرف اس کی نشاندہی کی ہے۔ جناب والا! ہمارے کاش وہ مشتر آتے فوڑ والا۔ اس وقت ایک لاکھ بیانوے ہزار آٹھ سو بوریاں ہمارے کوئٹہ ڈویژن کا کوٹھ ہے اس میں بیانوے ہزار آٹھ سو پوری صحیح طریقے سے فلور ملز ہیں ان کو دے رہے ہیں جو کوٹھ سسٹم ہے اس کے تحت یہ تقاضا دے رہے ہیں اور جناب والا! ایک لاکھ بوری کہاں اس طرح نہیں ہونا چاہئے لوگ بے روزگار ہیں مہنگائی بے حد ہے لوگوں کی پہلے سے قوت خرید جواب دے رہی ہے اور ہم لوگ ان کے لئے یہ جو مسائل پیدا کر رہے ہیں یہ چھوٹے مسائل نہیں ہیں اس سلسلے میں ہم حکومت سے درخواست کرتے ہیں کہ اس مسئلے پر ایک سنجیدہ decision لیا جائے تاکہ لوگوں میں جو مہنگائی نے لوگوں کی کمر توڑی ہے مزید ہم بلیک میانگ سے اور مہنگائی سے ان لوگوں کو نجات دیں۔ جناب! بے روزگاری کے معاملے میں ہماری کابینہ نے ایک فیصلہ کیا تھا اور ہم پر یہ الزام آتے ہیں کہ آپ لوگ تقدیم برائے تقدیر کرتے ہیں لیکن ہم عوام سے ہیں اور ہم بھی عوام کے سامنے جواب دہیں ہم نے کہہ دیا تھا کہ آپ نے جو عمر پنیتیں سال کو کم کر کے تیس سال کر دی ہے جو۔ آذان ہو جائے۔

جناب ڈی پی اسپیکر: کچکوں صاحب! میں آپ کو یقین دہانی کر ادول پر لیں نے کو توجہ کرنی ہے اور ان دوستوں نے جانا بھی ہے۔

کچکوں علی ایڈ ووکیٹ (قاںد حزب اختلاف): جناب والا! ہم لوگ اتنے exhaust ہیں اور ہمیں یہ معلوم نہیں ہے کہ ہم لوگ کیا بول رہے ہیں۔

جناب ڈی پی اسپیکر: آپ اس کوڈ رائیکیٹ اور اس کے بعد ہم حکومت کا موقف سنیں یہ میری روکیسٹ ہے۔

کچکوں علی ایڈ ووکیٹ (قاںد حزب اختلاف): جناب والا! یہ جو مسائل ہیں اور ہم لوگوں نے یہاں لائے ہیں یہ عوامی نوعیت کے ہیں ایسا نہیں کہ ہم لوگوں نے پھر کہا ہے۔ اور اس وقت جو حالات ہیں یہاں پر جو

بے روزگاری کا مسئلہ تھا اور ہماری اس موقف کی تائید لیبراٹی پارکے منظر نے بھی کی تھی چار پانچ دن کے بعد اس نے ایک سینٹمنٹ جاری کیا کہ واقعی کابینہ نے جو عمر پنیتیس سال سے تیس سال کر دی ہے یہ بے روزگاری ہے جو یہاں پانچ سال کم کئے ہیں بے روزگار جوان کے لئے بڑی چیز ہے اور یہ پانچ سال ایک سہارا اس کو بھی چھین لیا کیونکہ انسان تو قائم ہے امید پر اپنی زندگی میں ہم نے تو ان چیزوں کی نشان دہی کی تھی بے روزگاری ہے اور ہمارے پاس اتنے resources نہیں ہم بے روزگاری کو ختم نہیں کر سکتے ہیں لیکن ہم کم کر سکتے ہیں لیکن ہم ان نوجوانوں کو جو امید پر ہے کل اخبار میں کوئی پوسٹ دیکھ لیں گے کبھی دیکھ لیں گے جن کی عمر بھی تیس سال کے اختتام پر تھی میں کہتا ہوں کہ وہ مزید frustrate ہونے لیکن ہماری ان بالتوں پر حکومت نے دھیان نہیں دیا ہے حالانکہ یہ سارے مفاد عامد کی تجویز تھیں ہم نے ان چیزوں کو بلوچستان کے لوگوں کی خاطر ان کے مفاد کی خاطر یہاں پیش کیا تھا۔ جناب! ترقیاتی اسکیموں کے متعلق ہمارے وزیر صاحب نے کہا تھا کہ آپ لوگوں کی زیادہ توجہ اس پر ہے ہمیں یہاں بھی یقین دہانی کرائی گی تھی میں جناب! آپ کو ایمانداری کے ساتھ کہتا ہوں اگر اس بارے میں جو ایکشن لیتے ہیں ہمیں جو ایکشن کے بورنگ دیئے گئے تھے ابھی تک ان کی implementation نہیں ہوئی ہے۔ باری صاحب نے ایک بہترین بات کی کہ ہم دوسروں کی خاطر اپنی عاقبت کیوں خراب کر دیں گے باری صاحب کاش کر آپ یہ بات مولانا واسع صاحب کو کہہ دیتے ہمارے بورنگ کی اسکیم جو ہے وہ کہتے ہیں کہ ہم ضرورو ہاں کے ایم این اے کو دیں گے۔ جناب والا! ہم نے کہا کہ آپ لوگ اپنے علاقے میں یا کوئی ایسا ڈسیشن کا بینہ نے کی ہے تو دے دیں جناب والا! یہ جو عدم مساوات اور اقربا پروری کے جو ہم لوگوں نے یہاں الفاظ لائے ہیں یہ ہم لوگوں نے رسماً نہیں لائے ہیں۔ جناب! آپ کا بجٹ جوں میں آنے والا ہے۔ ہم یہاں اسٹینٹ دیئے بجٹ کے سیشن میں کہا ہے کہ پی ایڈڈی ڈیپاٹمنٹ کو گام دی جائیں ابھی تک ہمارے وہ ڈیمیرہ اور ڈیمیرک کی واٹر سپلائی کا ہم لوگوں نے وہاں اعلان کیا ابھی تو وہ لوگ کہتے ہیں کہ آپ لوگوں سے جھوٹے ہم لوگوں نے کبھی دیکھیں نہیں آپ لوگوں کو سات آٹھ مہینہ ہوئے آپ لوگوں نے کہا ہم لوگوں نے واٹر سپلائی دئے آپ لوگوں کا واٹر سپلائی کہاں جناب! ابھی تک ہمارے پسیے ریلیز نہیں ہو رہے ہیں۔ ایریکشن کی اسکیم ہے۔ ہم نے بڑی شان سے کہ ہم نے ایریکشن

کی اسکیم آپ لوگوں کے لئے لائی ہے۔ ابھی تک جناب والا! اس کا پی سی ون تیار نہیں ہے۔ جناب والا! زراعت میں جوانہوں نے چینل دے ہیں۔ یہ کہہ دیا ہے کہ دے دینے ہمیں تو انہوں ڈ میٹ ہی نہیں کئے ہیں۔ اُنٹی میٹ ہی نہیں کیے ہیں۔ جناب! یہ جو ساری چیزیں ہیں میں بلکہ یہ کہوں گا کہ خدا کے لئے یہ منسٹری ایکم ایکم اے کو دی جائے لیکن مولا نا واسع سے چھیننا جائے اسکی جوا پروج ہے اس کا جوانہ از فکر ہے میں کہتا ہوں کہ وہ وسیع نہیں ہے اس نے۔-----

حافظ محمد اللہ (وزیر صحت): جناب اسپیکر! میں آگے جانے نہیں دیتا ہوں۔ اسکو۔

جناب ڈیپٹی اسپیکر: آپ please تشریف رکھیں۔

حافظ محمد اللہ (وزیر صحت): وہ تجاوز کر گئے وہ اپنی حدود میں رہے آگے جانے نہیں دوں گا۔

کچکول علی ایڈو وکیٹ (قائد حزب اختلاف): آپ کیا کرو گے مجھے؟

حافظ محمد اللہ (وزیر صحت): آپ باتیں کریں میں بھی باتیں کروں گا۔

جناب ڈیپٹی اسپیکر: محمد اللہ صاحب please۔

حافظ محمد اللہ (وزیر صحت): منفی باتوں پر نہیں آنا۔

جناب ڈیپٹی اسپیکر: کچکول صاحب! آپ سے گزارش ہے کہ کسی کا نام نہ لیں اگر کوئی ہال میں موجود نہیں ہے تو آپ تھوڑا سا خیال رکھیں۔

کچکول علی ایڈو وکیٹ (قائد حزب اختلاف): جناب والا! آپ بات سنیں میں نے ایک مثال پیش کی جناب والا! آپ سنیں۔

جناب ڈیپٹی اسپیکر: اخترا نگو! آپ تشریف رکھیں۔

حافظ محمد اللہ (وزیر صحت): آپ سیاست کی بات کرتے ہیں۔ سیاست پالیسی پر تنقید ہوتا ہے شخصیات پر نہیں شخصیات پر تنقید نہیں پالیسی پر تنقید کریں۔

جناب ڈیپٹی اسپیکر: کچکول صاحب! آپ کسی کا ڈائریکٹ نام نہ لیں۔

کچکول علی ایڈو وکیٹ (قائد حزب اختلاف): جناب والا! تین ارب تین کروڑ روپے اسپیشل فنڈ سے لیے ہیں حالانکہ قانوناً اسپیشل فنڈ لینے کا مجاز گورنر صاحب اور سی ایکم صاحب ہیں کیونکہ یہ باہر جاتے ہیں

دوسرے ڈسٹرکٹوں میں اعلانات کر دیتے ہیں۔ لیکن پی ائینڈ ڈی کے منسٹر صاحب نے یہ تین کروڑ روپے صرف اپنے حلقات میں لئے ہیں ایک تو یہ ہے کہ قانون میں اسکوا جازت ہی نہیں ہے اور دوسری بات آپ ان تین کروڑ روپے کو پانچ چھوڑ سٹرکٹوں کو دے دیتے اس کے علاوہ جناب والا! ایک وہ ہماری اس تنقید سے آپ لوگوں کو تکلیف ہونگے لیکن میں کہتا ہوں کہ آپ لوگوں کے لیے اعلان بھی ہے۔

جناب ڈیپی اسپیکر: محمد اللہ صاحب! آپ تشریف رکھیں۔

حافظ محمد اللہ (وزیر صحبت): جناب اسپیکر! میں نے آپ کے حکم کی تحریک کرتے ہوئے درمیان میں بیٹھ گیا آپ کچکوں صاحب کو کہیں کہ وہ ذاتی تنقید نہ کریں۔

جناب ڈیپی اسپیکر: کچکوں صاحب! میرے خیال میں گورنمنٹ کو بھی موقف دینے کا موقع دیں۔

کچکوں علی ایڈو وکیٹ (قائد حزب اختلاف): جناب! یہاں عدم مساوات کی بات ہو رہی ہے۔

جناب ڈیپی اسپیکر: قواعد کے مطابق آدھا گھنٹہ ہوتا ہے میں نے آپ کو ایک گھنٹہ دیا ہے۔

حافظ محمد اللہ (وزیر صحبت): آپ امن و امان پر بولیں۔

جناب ڈیپی اسپیکر: کچکوں صاحب! آپ پانچ منٹ میں ختم کریں۔ my request.

حافظ محمد اللہ (وزیر صحبت): ریکووڈ شیشن امن و امان کے حوالے سے ہے جناب اسپیکر!

مولانا عبدالباری آغا (وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ): جناب اسپیکر صاحب! برانے مانیں یہ جوے والا دفعہ

ہے اس میں واضح طور پر آپ جس انداز سے اسمبلی چلا رہے ہیں آپ کا تو میں مشکو لیکن شرط یہ ہے

کہ۔۔۔۔۔

کچکوں علی ایڈو وکیٹ (قائد حزب اختلاف): مولانا صاحب! آپ ہمیں قانون کے بارے میں نہ بتائیں۔

مولانا عبدالباری آغا (وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ): شرط یہ ہے کہ محکم یا وزیر ۳۰۰ منٹ تک تقریر کرنے کے مجاز ہونگے۔

جناب ڈیپی اسپیکر: باری صاحب! آپ تشریف رکھیں میں ان کو کہہ چکا ہوں اس طرح پھر کچھ منٹ

ضائع ہونگے۔

کچوں علی ایڈوکیٹ (قائد حزب اختلاف): جناب والا! میں ختم کرنے والا ہوں۔

جناب ڈیپی اسپیکر: آپ ختم کریں thank you

کچوں علی ایڈوکیٹ (قائد حزب اختلاف): جناب والا! یہ جو چیزیں ہم لوگوں نے اس ریکوویشن میں لائی ہیں یہ ساری اہم چیزیں ہیں ان کا تعلق بلوجٹان سے ہے میں روڈ کے سلسلے میں آیا تھا اگر دس کروڑ روپے کی روڈ اگر ایک شخص کے ذاتی باغ تک جائیں اور اس سے کوئی فائدہ نہ ہو اور اس جیسے بدجنت علاقے ہیں کہ جہاں ایک کلو میٹر بھی بلیک ٹاپ کی روڈ نہیں یہ عدم مساوات نہیں ہے آیا یہ نا انصافی نہیں ہے۔

شہزادہ فیصل داؤد (وزیر مواصلات و تعمیرات): جناب اسپیکر صاحب! Point of order میں محترم ساتھی کو کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں۔

جناب ڈیپی اسپیکر: دیکھیں آپ بولیں گے پھر مسئلہ ہو گا۔

شہزادہ فیصل داؤد (وزیر مواصلات و تعمیرات): جناب! میں تھوڑا کلیر کر دوں کہ ایسی کوئی بات نہیں ہے کہ کسی ڈسٹرکٹ کو نظر انداز کیا گیا ہے ہر ڈسٹرکٹ کے لئے پی این ڈی پی میں روڈ موجود ہے۔

جناب ڈیپی اسپیکر: کچوں صاحب! آپ ختم کریں اور تشریف رکھیں۔

کچوں علی ایڈوکیٹ (قائد حزب اختلاف): جناب والا! میں وزیر اعلیٰ صاحب سے یہ request کروں گا کہ یہاں حکومت کی ٹیم کے کیپین ہو وہ جو یہاں ایک مساوات ہمارے اس طرف کے کچھ دوست نالان ہیں، ہم ان چیزوں کو point out کر لیں گے تو ہمیں معلوم نہیں کہ کیا نام دیں گے لیکن حقیقت حقیقت ہے یہ جو معروضات ہم لوگوں نے پیش کیے تھے کہ اگر ہماری نیت یہ ہے کہ ہم کسی کی ذات پر یا کسی کو نیچا دیکھنا یا کسی کو کم کرنا یہ تو ہمارے ضمیر میں نہیں ہے البتہ تھی کوہنا حقیقت کو بیان کرنا بحیثیت ایک انسان کے یہ میری ذمہ داری میں ہے اور یہ تو میں کہتا رہوں گا اور کہوں گا اور میری ایک رسپانسی بلیٹ بھی ہے جناب! مجھے یہاں جو ایک chair دی گئی ہے۔ کہ یہاں جتنی حکومت کی کمزوریاں ہیں۔ قانون کے دائرے کے تحت آئین کے دائرے کے تحت میں حکومت کو ان چیزوں کی نشاندہی کو لوں اگر ان میں کوئی

ایسی چیز میں نے زیادتی کی ہے میں اپنی ٹریڈی ٹنچ والوں سے معزرت چاہتا ہوں اپنے عوام سے معزرت چاہتا ہوں اگر میں نے حقیقت اور سچائی کی نشاندہی کی ہے میں کہتا ہوں کہ ہماری جو ٹریڈی ٹنچ کے دوست ہے انہیں خدا یہ جرأت دیں کہ یہ جو نشاندہی ہم لوگوں نے کی ہے بعد میں ان چیزوں پر ہم نہ چلا میں انہی کی تصحیح کی جائے۔ کہ بعد میں ہم نہ چلا میں اپنی حکومت کو تجویز دیں گے کہ یہ جو ناقص ہیں لا اینڈ آرڈر پر جو ناقص ہیں مہنگائی یہ جو مسائل ہیں آٹے کی کمی پر یہ جو عدم مساوات پر اقرباً پوری پرانی چیزوں کو دور کرے یہ ان کی بھلائی ہے بلوچستان کے عوام کی بھلائی ہے۔ بہت بہت شکریہ!

جناب ڈیپی ایسپیکر: گورنمنٹ کی طرف سے windup کریں گے وزیر داخلہ صاحب!

کچکوں علی ایڈوکیٹ (قائد حزب اختلاف): ہم کہتے ہیں وزیر اعلیٰ جواب دیں۔

جناب ڈیپی ایسپیکر: کچکوں صاحب سردار صاحب حکومت نے سننا ہے یہ ان کی مرضی ہے۔

شہزادہ فیصل داؤد (وزیر مواصلات و تعمیرات): جناب! یہاں پر چھوٹی سی ڈبیٹ ہوئی تھی ہمارے محترم ساتھیوں نے فرمایا تھا اپوزیشن کی نیخ سے اگر آپ مجھے بھی ٹائم دیں۔

جناب ڈیپی ایسپیکر: نہیں اب یہ ایک ہی ایسپیکر نے بولنا ہے آپ مہربانی کر کے تشریف رکھیں۔

It dependents on the Govt who have given responsibility directly related with the home minister. جو لا اینڈ آرڈر ہے یہ

طرح کچکوں صاحب آپ حکومت کو مجبور نہیں کر سکتے ہیں کہ وہ آپ کی مرضی پر ہے کون جواب دے گا۔

سردار صاحب! حکومت نے لیڈ راف دی اپوزیشن کا بغیر کسی interruption I think I think موقوف سنا

He is the you should listen ایسی بات نہیں ہو گی آپ ان کو کہنے دیں incharge of the Home Deptt. He is responsible listen him. No

listen him pl. آپ وائیڈ اپ کریں۔ منستر صاحب! آپ تقریر شروع کریں سردار صاحب

اپوزیشن مجبور نہیں کر سکتی ہے یہ حکومت پر ہے That is not justified اب فیصلہ ہو گیا

ہے ہوم منستر صاحب کے بعد چیف منستر صاحب کے بعد منستر و وائیڈ اپ کریں گے جان محمد صاحب! آپ

تشریف رکھیں۔ Home Minister is responsible

سردار شناہ اللہ ذہری: ہمیں کیوں مجبور کر رہے ہیں، ہم واک آؤٹ کر کے جائیں گے اور بدمزگی پیدا ہو گی۔

It is up to you. میری جام صاحب سے روئیسٹ ہے وہ اس کو وائنسٹ اپ کریں گے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: میں لیڈر ز آف دی اپوزیشن کو ایک رائے دیتا ہوں جب آپ کی تقریب گورنمنٹ کی پھر نے سنی اب ہوم منٹر امن و امان کا ذمہ دار ہیں مجھے ذاتی طور پر خیال ہے آپ کو سننا چاہئے you can not dictate.

جام میر محمد یوسف (قائد ایوان): میں اپوزیشن کے دوستوں سے گزارش کروں گا کہ Let the home minister to speak this relate to the home ministry then we will be able to wind up all the debate.

جناب ڈپٹی اسپیکر: ok , yes home minister.

میر شعیب نو شیر وانی (وزیر داخلہ): Thank you Mr speaker .

میں اپنی تقریب شروع کرنے سے پہلے اور حکومت کا موقف کچھ بیان کرنے سے پہلے میں یہ کہتا ہوں کہ رب جلیل سے دعا کروں گا مجھے سچ بولنے کی میرے بیٹھے ہوئے دوستوں کو سچ سننے کی توفیق دے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: Mr,Akhter Lagove pl. do not force me and to behave like a responsible member I request you it is last warning for you . Keep discipline.

میر شعیب نو شیر وانی (وزیر داخلہ): جناب! میں آپ کا مشکور ہوں کہ مجھے موقع دیا حکومت کا موقف پیش کرنے کیلئے اور اسی فرم پر میں مشکور ہوں اپوزیشن کا اسی حساس معاملے پر انہوں نے اسمبلی بلانے کی درخواست کی اور آج اپنے موقف کو بھی اور ٹریشری نقش کے موقف کو سنا اور کہا۔ جناب اسپیکر! موقف حالات اور واقعات کی وضاحت سے پہلے اس بات کا پوری طرح احساس سو فیصد احساس میں اپنے اپوزیشن کے ساتھیوں کو دلاوں کے جغم اور پریشانی اس سانحہ پر محسوس کر رہے ہیں میں تو اس سانحہ کا چشم دید گواہ بھی ہوں اور اس سانحہ کا کہیں زیادہ درد محسوس کر رہا ہوں کوئی بھی حکومت یا کوئی بھی محبّ الوطن شہری نہیں چاہتا اور اس کی یہ سوچ نہیں ہوتی کہ اس کے عمل یا اس کی کارکردگی سے کسی کو نقصان پہنچے۔

آج بحثیت ایک ہوم منٹر بحثیت ایک مسلمان اور ایک پاکستانی میں سب سے پہلے یہ بات کروں گا کہ یہ مسئلہ اس کو پوری طرح ہم واضح کریں کہ یہ کسی کیمونٹی کسی فرقے کا مسئلہ نہیں ہے یہ دو فرقوں کا مسئلہ نہیں ہے یہ دو قوموں کا مسئلہ نہیں یہ پاکستان کا مسئلہ نہیں یہ پوری عالم انسانیت کا مسئلہ ہے اور جو درد جو سوچ پوری عالم انسانیت کے لئے بحثیت مسلمان قرآن کی تعلیمات حدیث کی روشنی میں حضور ﷺ کی زندگی سے جو درس ہم نے حاصل کیا ہے اگر اس حساب سے ہم سوچیں گے تو یہ جو واقعہ ہے اس کو انجام دینے والے نہ ہی کسی فرقے سے تعلق رکھتے ہیں نہ کسی مذہب سے تعلق رکھتے ہیں یا کسی مذہب میں شامل ہیں مسلمان یا کوئی اور فرقہ کہلانے کے لائق ہیں نہ یہ انسان کہلانے کے لائق ہیں ہم اس کی پوری طرح وضاحت کریں۔ اس کے بعد جو اس واقعہ سے سب سے زیادہ متاثر ہماری اہل شیعہ برادری ہے میں ان دونوں حالیہ واقعات کے حساب سے اور آئندہ سوچ سے میں ان کے ساتھ افسوس بھی کرتا ہوں۔ اور ان کو صبر کا مظاہرہ کرنے پر ان کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں اس کے ساتھ ساتھ تاجروں کو بڑا کافی نقصان ہوا پھر بھی برداشت کا مظاہرہ کیا اس صوبے کے امن و امان کے لئے میں ان کو بھی خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔ ۲۰ مارچ کے واقعہ پر بات کرنے سے پہلے میں گز شتہ سال جو واقعہ پیش ہوئے میں وہیں سے چین کو کپڑتا ہوں جو واقعہ ۲۰ جولائی کو امام باگاہ میں پیش آیا اس میں افراد ملوث تھے خود کش حملہ میں ان میں دو موقع پر ہلاک ہوئے اور ۱۳ اسپتائل پکنے سے پہلے ہلاک ہوئے اس کے بعد ان کی فنگر پر نہ کی تصویریوں سے اور ہماری جو-----
جناب ڈی پی ایسیکر: سردار صاحب! آپ ہوم منٹر کو سینیں۔ جی!

میر شعیب نو شیر وانی (وزیر داخلہ): جو ہماری intelligence خصوصاً ملٹری ایمیل جنس کا تعریف کرنا میں لازمی سمجھتا ہوں کہ ان کے identification میں پولیس کے ساتھ جوانہوں نے جو کارروائی کی۔ تین ہفتتوں میں اپنی روپیں مکمل کیں جس ڈسٹرکٹ سے حوالہ دیا تھا نادر آفس سے شناختی کارڈ کے فنگر پر نہ کی تصویریوں سے وہ بات پروف ہو گی اور confirm ہوئی پھر وہاں پے ان کے خاندان کو تحقیقات میں شامل کیا گیا۔ تو ان کی وضاحت سے تحقیقات کے دوران جو پولیس کر رہی تھی پتہ چلا کہ ان کی اکثر میٹنگ اسی ڈسٹرکٹ کے ایک کلینک میں اپنی کارروائی طے کرتے تھے اسی دوران

جو لوگ suspected تھے جن کا نام لوگ جن میں شیمیم محمد شیمی میں ہے محمد جان مستوفی ہے محمد قاسم فلردرانی ہے عبدالواحد ہے اور جو لوگ مارے گئے تھے اس خودکش حملے میں ان میں ایک کا نام محمد خیر مینگل تھا، نوراحمد قمرانی اور عبدالشکور مینگل تھا جن کی شنازدہ نادر آفس سے ہوئی جب تحقیقات ہوئیں تو پتہ چلا کہ ان کے جو گروپ لیڈر ہے داؤ بادی، عثمان ۔۔۔۔۔

اختر حسین لانگو: ان کے قبلہ کا نام مت لیں۔

میر شعیب نوشیر وانی (وزیر داخلہ): جناب اسپیکر! میں ایک وضاحت کروں۔ ہم اس وقت اس صوبے کے سب سے باوقار ادارے میں کھڑے ہیں یہاں ہم ایسی بات نہ کریں جو کہ حقیقت پرمنی نہ ہو میں حقائق بیان کر رہا ہوں یہ لوگ ہیں جو صرف اور صرف اپنے مقاصد کے لئے ایسے کام کرتے ہیں آپ آٹھ گنٹھ سے اسمبلی میں بیٹھے ہو حقائق کو جاننے کے لئے آپ کو حقائق بتارہا ہوں آپ سنیں تا کہ آپ کے دل میں کوئی گمان نہ رہے کہ حکومت آپ سے کوئی بات چھپاتی ہے اس کے علاوہ پتہ چلا کہ ۲۰ رجولائی کے واقعہ کے لئے درینگڑھ کے مقام پر جا کر چند دن اپنے آپ کو چھپایا اور وہیں سے اس کارروائی میں حصہ لیا۔ میں اس لئے یہ حقائق بیان کر رہا ہوں کہ سارے دہشت گرد ایک دوسرے سے لنک ہیں تا کہ آپ ہمیں طور پر کلیسٹر ہو جائیں جناب اسپیکر! اس دوران ۲۰ خواتین بھی اغوا ہوئیں۔

جناب ڈیٹی اسپیکر: آپ ہی کے کہنے پر قائدیوں بولیں گے۔

میر شعیب نوشیر وانی (وزیر داخلہ): جناب اسپیکر ۲۰ خواتین جو مستونگ میں اغوا ہوئیں وہاں ایک نامی مقام میں انہیں رکھا گیا اس کے بعد جو یہاں پر دوبارہ Under the safe house کرامنبرانچ سی آئی ڈی والوں کو اس کام پر رکھا گیا تو ان کو مجبور کیا گیا تو انہوں نے ۲۵ لاکھ کی ڈیمائڈ کرتے کرتے ۵ لاکھ تک آگئے لیکن پھر انہیں اس قدر مجبور کیا گیا ہمیں اس کے مقام کا جب پتہ چلا وہاں پر ڈیلگاتی وہاں پر کچھ چوری کی گاڑیاں کھڑی تھیں ایک ایمبوالنس جن کو پینٹ کر کے یونائیٹ نیشن کے مونوگرام لگائے ہوئے تھے اس کے علاوہ جو جگہ تھی وہ بھی کنفرم ہو گئی۔ کہ یہ safe house ہے تو باقی ڈیٹیل میں جاتے ہوئے اسی دوران شفیق الرحمن اور جنید گرفتار ہوئے کچھ فائر گن کا تبادلہ ہوا وہی دو بندے ۲۰ رجولائی اور ۸ جون دونوں واقعات میں یہی

مولث تھے جو کہ انہوں نے خود تسلیم کیا یہ بات ان سے بھی لکیسہ رہو گی ان کا مقصد یہ تھا کہ یہ لوگ انٹرنشنل دہشت گرد گروپ سے لنک تھے ان کے under کام کر رہے تھے اور وہ ان کو فنڈنگ کر رہے تھے کہ آپ ہمارے لئے ایک safe house بنائیں تو یہ بات میں یہاں پر واضح کروں کہ یہ کسی مینگل قبیلے کا مسئلہ نہیں تھا کسی قلندر افغان قبیلے کا مسئلہ نہیں تھا کہ یہ قبیلے اس میں ملوث تھے یہ وہی لوگ تھے جو اپنے ذاتی انا کے لئے ذاتی سوق سے بین الاقوامی گروپ کے ساتھ مسلک تھے ان کے لئے یہ کام کرتے تھے بھلے پسیے والا معاملہ ہوتا تھا یہ کوئی اور وہ ایسے معصوم لوگوں کو اپنے ساتھ لے جا کر۔۔۔

جناب ڈیپی اسپیکر: سردار صاحب! آپ تشریف رکھیں۔

میر شعیب نو شیر وانی (وزیر داخلہ): اب یہ بات واضح ہو گئی کہ ان پر ایک انٹرنشنل دہشت گرد کا ہاتھ تھا یہ جو دو واقعات تھے۔

جناب ڈیپی اسپیکر: آپ جرح نہیں کر سکتے۔ مہربانی کر کے آپ ان کو سین۔ جی منستر صاحب!

میر شعیب نو شیر وانی (وزیر داخلہ): اگر آپ مجھے پانچ یادیں منٹ دیں گے تو میری تقریب ختم ہو جائے گی اور آپ پر واضح ہو جائے گا۔ اس میں کچھ جو میں تنظیمیں تھیں۔

جناب ڈیپی اسپیکر: نو پونٹ آف آرڈر۔ اس کا یہ مطلب ہے جو آپ نے اجلاس بلا یا ہے آپ اس میں سیریس نہیں ہیں۔ آپ ان کو سٹیمنٹ دینے دیں۔ وزیر صاحب آپ جاری رکھیں۔

میر شعیب نو شیر وانی (وزیر داخلہ): جناب! میں یہاں پر اس لئے بتا رہا ہوں کہ میرے ساتھیوں کی انفارمیشن میں اتنی کمی تھی کہ انہوں نے یہاں بانو مارکیٹ پر کمرہ کرائے پر لیا تھا کسی نے کہا کہ ہوٹل کرائے پر لیا تھا جتنے راؤنڈ فارم کرنے گئے ان کا پتہ نہیں تھا میں یہ اس لئے بتا رہا ہوں کہ یہ واضح ہو جائے تاکہ کل کو آپ جو بات کریں حقیقت پر مبنی بات کر سکیں۔

جناب ڈیپی اسپیکر: جان محمد صاحب! آپ تشریف رکھیں آپ میری بات مانیں۔ جی منستر صاحب!

میر شعیب نو شیر وانی (وزیر داخلہ): اس کے بعد جو further investigation میں پتہ چلا کر جو میں تنظیمیں ہیں اشکر جھنگوی اور جیش محمد جیسے اس کے بعد جب ٹریننگ سے فارغ ہوئے یہ جا کر لنک ہوئے ہیں ایک انٹرنشنل ٹیریئسٹ آر گنائزیزیشن کے ساتھ پھر انہوں نے یہ کارروائیاں کی ہیں اس کی اگر آپ

لوگوں کو وضاحت کی ضرورت تھی تو میں نے دے دی ہے اس کے بعد ان کے ذریعے جو پتہ چلا کہ جہاں جہاں تک ان کا جو نیٹ ورک ہے اس پر پوری طرح کارروائی مکمل ہو چکی ہے اور جو باقی چند بچے کچھ لوگ ہیں ان پر ہم نے اپنی پولیس کا ارت کر دی ہے انشاء اللہ وہ بھی شکنخ میں آ جائیں گے۔ اس کے علاوہ جو بولان ایک طرف ریلوے ٹرین کے پونز پر جو دھماکے ہوتے تھے ان کو نقصان پہنچانے کے لئے اور ریل وغیرہ کو نقصان پہنچانے کے لئے تو اس حوالے سے ہم بعض لوگوں کو گرفتار کیا ہے پورے مواد کے ساتھ وہ بھی ابھی تحقیقات میں ہے۔ اس سے ایک ورک اور ایک چینل کا پتہ چلا ہے ان پر ہم پوری طرح کارروائی کر رہے ہیں۔ اس کے علاوہ رو جہان جمالی میں جو واردات کی ہے اور اس کے بعد دوبارہ کوشش کی ڈیرہ مراد جمالی میں کوشش کی ہے ان کو explosive سامان کے ساتھ جو تمیں بتیں گے کہ تھے ڈائینو نیٹر تھے ٹائمر تھے اس سامان کے ساتھ وہ پکڑے گئے ان سے لنک تھا اس کا پتہ چلا ہے ان کا نیٹ ورک ہم نے ایک حساب سے توڑ دیا ہے اس کے علاوہ کوئی میں جو راکٹ لا چکر اور دوسرا مسئلہ میں ملوث تھے اس میں بعض لوگ پورے مواد کے ساتھ اور پورے ثبوت کے ساتھ اندر کئے ہوئے ہیں جو بچہ ڈاکٹر رzac ابڑو کا بچہ انگوہ ہو تھا اور اس اسمبلی میں اس کے متعلق کافی واویلا مچا تھا ہمارے اپوزیشن کے دوستوں نے بڑا واویلا کیا اور بہت بڑی ڈیمانڈ رکھی کہ اس کو ہر حالت میں ضرور بازیاب کرایا جائے۔ وہ بی ایریا کا مسئلہ تھا ہم نے اس کو اسی طرح سے حل کرنے کی کوشش کی ہے لیکن آ خرکار ہم نے پوری پلانگ کے ساتھ کرام براجنچ کے ذریعے ہمارے کرام براجنچ کے ایکنگ انچارج بارگل صاحب ہیں ان کو ان کی ٹیم کے ساتھ اے ٹی ایف کی فورس کے ساتھ وہاں بھجوایا سنی شور ان کے جو پہاڑی علاقہ ہے جس کے متعلق ان کو وہاں انفاریشن ملی تھی intelligence agencies کے ذریعے انکو وہاں خاص انفاریشن ملی تھی وہاں پرانہوں نے جا کر فائزگ کی ایک بندہ زخمی فرار ہوا اور ایک بندہ گرفتار ہوا۔ جناب ڈپٹی اسپیکر: زیارت وال صاحب میں آپ سے گزارش کرتا ہوں کہ مہربانی کر کے مداخلت نہ کریں آپ یہ جس طرح سے کر رہے ہیں ایسا نہیں ہوتا ہے پلیز۔

میر شعیب نو شیر وانی (وزیر داخلہ): یہ جو دہشت گردوں کا نیٹ ورک تھا وہ ایک طرح سے توڑ دیا ہے اب ۲ رما راج وائل واقعہ پر آتے ہیں۔ اس واقعہ سے چند دن پہلے چیف منسٹر صاحب کی صدارت میں بارہا

ہمارے تمام ایجنسیز کے ساتھ ہماری تمام فورسز کے ساتھ ان کے سربراہوں کے ساتھ میٹنگیں ہوتی رہیں جو جو تجویز جس کو سوجھتی تھی ہم اس پر عمل کرتے تھے ہم نے اس میں کوئی کمی نہیں چھوڑی ہے کوئی تین ہزار یا ساڑھے تین ہزار فورسز کو اس جگہ procession کے جہاں سے اس deploy کے تھے اور باقی جو تھے پولیس پیش کے اور ریزرو پولیس کے تھے یہ سارے لوگ تھے باقی کچھ لیویز کے لوگ منگائے گئے تھے ان کو مختلف لوگوں کو چھتوں پر بٹھایا گیا یہ جو پولیس کا طریقہ کار ہوتا تھا جو علاقے کی خالی کرنے کی بات تھی تو اس علاقے کو پوری طرح sweep کیا اور خالی کیا گیا تھا اب یہاں پر ایک اور بات میں کروں کہ ہم اس بات کو پوری طرح سمجھ لیں کہ یہ امن و امان کا جو مسئلہ ہے It is not only the responsibility of the treasury bench, it is also the responsibility of the opposition and other sides. کو سمجھے کا اس میں اتنا شعور ہو گا تو ایسے حالات میں کوئی موقع نہیں دے گا اور انہیں کبھی موقع نہیں ملے گا۔ وہاں پر انہوں نے واقع سے تین دن پہلے ایک کمرہ کرانے پر لیا اس کے مالک نے کسی ڈاکومٹری پروف کے کسی طریق کار کے بغیر اس نے یہ کمرہ کرانے پر دے دیا آیا یہ اس بندے کی ذمہ داری نہیں بنتی تھی کہ دیکھے ان حالات میں یہ لوگ یہاں پر آ کر رہ رہے ہیں یہاں یہ بات کرنے کا مقصد میرا یہ ہے کہ یہاں پر ہر شخص کو یہاں شعور پیدا کرنا ہے مجھے یہاں پر ایسے عناصر کو اپنے ملک میں پھلنے پھونے نہیں دینا ہے جڑ سے نکال کر باہر کرنا ہے جب ہر شخص اپنی ذمہ داری سمجھے گا۔ بہر حال بدستی تھی ہم سب کی کہ یہاں پر بہت بڑا واقعہ ہوا کچھ دن پہلے انہوں نے شروع نہیں کیا اور جو پرسپشن تھی وہ سٹی تھانے تک پہنچی ہوئی تھی ہم اس کافی پرانی تھی پتہ نہیں لگتا تھا کہ یہ اس وقت استعمال میں ہے پتہ نہیں چلتا تھا کہ اس میں دو بندے موجود ہیں جو اس وقت اس کا روائی کے لئے تیار بیٹھے ہوئے ہیں اس دن میں اور ڈسٹرکٹ ناظم بلڈر یہ پلازہ کے پاس کھڑے تھے اس دن اسی روٹ کا معائنہ کیا اور جو پرسپشن تھی وہ سٹی تھانے تک پہنچی ہوئی تھی ہم اس روٹ کو ذرا چیک کر رہے تھے اور دیکھ رہے تھے آتے آتے اس بلڈنگ کے نیچے آئی جی ایف سی صاحب ڈی آئی جی صاحب تھے ایسی بات نہیں تھی کہ ہم اس حالات میں وہاں پر موجود نہیں تھے کہ بھاگ گئے

تھے یا چھپ گئے تھے یا ہم بھاگ گئے تھے یا ہم چھپ گئے تھے یا ہم ایسے حالات کو face نہیں کر پاتے تھے۔ ہم وہیں پر موجود تھے اور اسی بلڈنگ کے نیچے بلکہ آئی جی صاحب یہیں بیٹھے ہوئے ہیں وہ خود گواہ ہیں کہ کوئی میں پچھیں منت تک ہم اسی بلڈنگ کے نیچے تھے بلکہ ہم یہی کہہ رہے ہیں تھے کہ جتنا ہمارے بس میں ہو سکا ہم نے سب کچھ کر دیا۔ جتنے بھی ہمارے پاس resources تھے اُس کو ہم نے لگادیا۔ اب اللہ خیر کرے کہ کوئی ایسا خود گش حملہ نہ ہو جس کو روکنا بہت زیادہ مشکل بلکہ ایک حد تک آپ کہہ سکتے ہیں کہ ناممکن ہو گا اور بد قسمی وہی عمل دوہرایا گیا۔ وہاں سے ہم نکلے آگے گئے خیر اسکے بعد جب ہم پرنس روڈ پر تھے امام بارگاہ کے پاس ہم وہیں پر کھڑے تھے ہمارے ڈی آئی جی صاحب بھی وہیں پر تھے اور ایس ایس پی صاحب بھی وہیں پر تھے میں اور ڈسٹرکٹ ناظم کافی دیر تک ہم وہاں کھڑے تھے تو فائزرنگ وغیرہ کی آوازیں آئیں اور فائزرنگ کے بعد پھر جو گلوس تھا اسکے بعد نکلا خیر اسکی آگے میں detail میں نہیں جاؤں گا کیونکہ یہ مسئلہ judicial inquiry میں آ گیا ہے۔ اُس سے بالاتر بلکہ اگر اسوقت میں چشم دید گواہ بھی ہوں تو میرا کہنے کا موقف اُس عدالت عالیہ سے اُس بالاعدالت سے اُس کورٹ کے فیصلے سے بالاتر نہیں ہو گا۔ اسی لئے اسوقت میں اُس جو ڈیشل انکوارٹری کے ہی حوالے کرتا ہوں وہ اپنا فیصلہ جلد سُنائے گی لیکن ہمارے اس حوالے سے ابتدائی تحقیقات میں یہ پتہ چلا کہ وہاں سے جو فائزرنگ ہوئی تھی جو اسی بلڈنگ سے اُس سے کوئی گود کر نیچے نہیں آیا ہم کے ساتھ وہ اندر ہی تھے۔ اُنہوں نے فائزرنگ کی وہاں پر جو خول میلے وہ تقریباً ڈھانی سو کے قریب وہ جو خالی خول تھے یہ ملے وہاں سے۔ اور اُنہوں نے پانچ سے چھ گرینیڈ وہاں پر گرانے نیچے۔ اور کوئی ڈیڑھ سو کے قریب live bullets تھے آٹھ نو میگزین اسی طرح پڑے ہوئے تھے۔ تو اُنہوں نے ٹھیک ٹھاک اُسی دوران چند ہی لمحوں میں کیونکہ ایک تو اُنہوں نے خود گش حملہ کرنا تھا تو خود کو اُڑانا تھا جان کی کوئی پرواہ نہیں تھی۔ تو اُنہوں نے فائزرنگ کر کے گرینیڈ پھینک کر خود کو وہیں کمرے کے اندر blew-out کر لیا۔ بہر حال ہماری ابتدائی تحقیق سے بلکہ ایک حد تک اس بات کا پوری طرح ہمیں اندازہ ہو گیا ہے یقین کے ساتھ کہ جو گزشتہ وقتوں میں جو کارروائی کرتے رہے ہیں اس طرح کی بلوچستان میں کیونکہ یہ روایت جیسا کہ ہمارے اپوزیشن لیڈر صاحب نے، سردار شاء اللہ صاحب نے اور باقی دوستوں نے کہا کہ

بلوچستان کبھی مطمئن نہیں ہو سکتا نہ یہ صوبہ بھی ایسے لوگوں کو پناہ دیتا ہے اور نہ ایسے لوگوں کو بتاتا ہے کہ جا کے کسی دوسرے کو ماریں۔ یہ صوبہ ایک مثالی صوبہ رہا ہے۔ تو یہ جو لوگ تھے یہ صرف اپنی آنا اپنی اُس سوچ اپنی اُس خواہش کے لئے اُس مقصد کے لئے صرف اپنی انفرادی کسی اجتماعیت سے اسکا کوئی تعلق نہیں۔ کسی فرقے سے اسکا کوئی تعلق نہیں۔ تو یہی اندازہ ہمارا ہوتا ہے کہ یہ جو واقعہ ہے اُبھی لوگوں سے تعلق رکھتا ہے۔ اور اس پر ہم نے کافی کارروائی کی اور بہت سے لوگوں کو تحقیقات میں رکھا ہوا ہے۔ کیونکہ اب تک ابتدائی مرحلہ ہے۔ جوڈیشنل انکوائری کے ساتھ ہماری پولیس بھی اس کارروائی میں ملگی ہوئی ہے۔ لیکن ہم اس کو پوری طرح وضاحت نہیں کر سکتے کہ وہ آگے سے جو ٹیم ہے دوسری وہ alert ہے ہو جائے۔ بہر حال وہ ایک interest کی بات ہے۔ اُس کو اُسی طرح رکھنا ہے۔ لیکن میں اس پوری وضاحت کے ساتھ میرا کہنے کا مطلب یہی تھا اس واقعے کا دُکھ اس واقعے کا غم اور اسکے متاثرین ہم سب ہیں۔ جیسے آج آپ سوچ رہے ہیں ویسے ہم یہاں سوچ رہے ہیں اور محسوس کر رہے ہیں۔ یہی ایک سوچ ایک پلیٹ فارم پر ہم لے لیں۔ ایک پلیٹ فارم پر لے کر ہم کارروائی کریں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس سے بڑا فورم اسوقت صوبے میں نہیں جس میں پورے بلوچستان کے اصلاح کی نمائندگی ہو رہی ہو۔ تمام بلوچستان کے اصلاح یہاں پر موجود ہیں۔ اگر یہاں پر بیٹھا ہوا ہر شخص یہ طے کر لیتا ہے کہ اپنے صوبے کی اپنے ضلع کی وہ تمام تر ذمہ داریاں بھیشیت ایک پاکستانی ایک محبتِ الوطن شہری کے میری ہیں میں وہ ذمہ داریاں ادا کرتا رہوں گا تو ہم پچاس فیصد تک تو وہ achievement کر لیں گے۔ بقایا پچاس فیصد achievement نجات ہے۔ ہماری صرف اس سوچ سے کہا ہمیں ایسے عناصر کی پُشت پناہی کبھی نہیں کرنی۔ ہمیں ایسے عناصر کی حوصلہ شکنی کرنی ہے۔ ان کو کیفر کردار تک پہنچانا ہے۔ میں بارہا ہمیشہ کہتا رہا ہوں کہ جو فورسز ہماری کارروائیاں کرتی ہیں اگر کبھی ہم اُن مجرموں کو جو اپنی جان جو کھوں میں رکھ کے ایسی کارروائیاں کرتی ہیں کل کو جا کے ہم اُن مجرموں کی حوصلہ افزائی کریں تو فورسز کا بھی دل ٹوٹے اور ایسے عناصر کی حوصلہ افزائی ہوگی۔ ہم سب کو مل کر ایسے عناصر کی حوصلہ شکنی بھی کرنی ہے۔ ہمارے بلوچستان میں یہ بات بھی میں سردار صاحب کی بات کا اعتراض کرتا ہوں کہ قبائل اپنا شخص نہیں کھوچکا ہے اگر جو ان نہیں رہے تو بہت زیادہ بوڑھے بھی نہیں۔ اب بھی اُن میں اثر ہے میں مانتا ہوں اس بات

کو۔ بلکہ میں اس بات کے ساتھ یہ بھی کہتا ہوں کہ تمام قبائل اپنے قبائلوں کے جو tribal head ہیں وہ اپنا اثر و رسوخ استعمال کریں اس وقت بلوجستان کے لئے۔ اپنی ذمہ داری سمجھ کر اپنا اثر و رسوخ استعمال کریں۔ یہ پورے قوموں کا مسئلہ ہے پورے ملک کا مسئلہ ہے۔ اگر ایک بندہ کسی بھی قوم سے دہشت گرد ہوتا ہے تو یہ مطلب میرے کہنے کا نہیں کہ وہ پوری قوم اُس کے ساتھ ملی ہوئی ہے۔ لیکن مجھے اتنا یقین ہے کہ جو influence اُسوقت اُس tribe کا head کر سکتا ہے وہ ایسے عناصر کو جڑ سے نکال کر باہر پھینک سکتا ہے اُس کو قانون کے حوالے کر سکتا ہے۔ اور قانون کی بالاتری مناسکتا ہے۔ اس سے بہتر جو tribal heads کا ہے بہتر اور بڑا ادارہ کوئی نہیں ہو سکتا۔ آج ہمیں اُن کی اُن قبائل کی support کی ضرورت ہے۔ اور مجھے یقین ہے کہ جس جذبے کے ساتھ آپ اس اسمبلی فورم میں آئے ہو انشاء اللہ تعالیٰ آپ سارے اپنے اُس اثر و رسوخ کو استعمال کرو گے۔ میرا ناقص سا علم ہے۔ میں کچکوں صاحب کی اس بات کو پوری طرح مانتا ہوں کہ اتنی صلاحیتیں مجھ میں نہیں ہیں اس منстрی کو جام صاحب سے میں نے بہت زیادہ ریکوئیٹ کر کے بہت زیادہ اپیل گزارش کر کے وہ مجھے بارہا کہتے رہے کہ پریشانی والا ملکہ ہے آپ کے لئے مشکلات ہوں گے لیکن میں نے اسے چیلنج کر کے قبول کیا اس آسرے پر کہ جس نیت اور جس صاف خلوص کے ساتھ میں یہاں پر آیا ہوں میری کوشش اُنمیں اسی طرح صاف رہے گی اور شاید کامیابی اور کامرانی میری مقصد اپنی ذات کا نہیں ہے میرا مقصد اس بلوجستان کے امن و امان کا ہے۔ میں یہ نہیں سمجھتا کہ اختیارات کی یہاں پر جنگ میں کروں کہ میں لڑوں کہ مجھے وہاں سے اختیار چاہیئے وہاں سے اختیار چاہیئے۔ بلکہ آج میں بحثیت اگر ہم منستر میرے جتنے بھی اختیارات ہیں میں اُس میں یہ سوچتا ہوں کہ ان اختیارات میں میں بلوجستان کو کتنا پُر امن کر سکتا ہوں۔ یہ صرف میری feelings نہیں ہیں میری چیف منستر کی forces نہیں ہیں میری forces کی feelings نہیں ہیں یہ پورے بلوجستان کی یہاں پر بیٹھے ہوئے تمام لوگوں کی تمام معزز اکیں کی feelings ہیں۔ میں آج اسی feelings کی وضاحت کرتا ہوں کہ مل کر ایسے عناصر کے خلاف ۔۔۔۔۔ آپ کے پاس بہترین تجویز ہیں آپ ہم سے زیادہ قابل ہیں آپ دیدیں تجویز۔ ایک بہترین اپوزیشن کا کردار ادا کریں۔ ہم اپنی غلطیوں میں سُنیں گے آپ کو ہم برداشت کریں گے۔ ہماری غلطی کہیں

پڑھوگی ہم اُس غلطی کی کو دو رکریں گے۔ لیکن ہم آپ کو سُنیں گے جہوری جو حق ہوتا ہے وہ ہم پوری طرح ادا کریں گے لیکن شرط یہی ہوگی کہ صرف تنقید کی حد تک نہیں ہماری اصلاح اور حالات کی اصلاح امن و امان کی اصلاحات کے لئے آپ ہمارے ساتھ تعاون کریں گے۔ پولیس تو ایک force ہے میں آخر میں اسکی وضاحت کر کے جناب اسپیکر! بیٹھ جاؤں ٹائم بہت لیا۔ پولیس میں میرا کوئی عزیز یار رشتہ دار نہیں ہے جناب اسپیکر! نہ ہی پولیس سے میری کوئی ایسی interest یا میرے مفادات بُڑے ہوئے ہیں۔ جس کی بات میں یہاں پر کروں گا۔ لیکن اگر میں بات کروں گا تو ground reality کی بات کروں گا۔ یہ جو ۲۷ جولائی کے واقعہ سے لیکر ۸ جون کا واقعہ اُس سے پہلے جو تھا اُس کے بعد جو ۶ دسمبر کو لوگ kidnap کیتے اور اُسکے بعد اب جو واقعہ پیش آیا جو اتنا بڑا گینگ تھا اسکو پکڑنا کیفر کردار تک پہنچانا اُس کی نیٹ ورک کی ایک حد تؤڑنے میں پولیس کا ایک بہت بڑا باتھ ہے۔ آج ہمیں پولیس کے مورال کا خیال رکھنا ہے اُسے ڈی مورال ایز نہیں کرنا ہے اپنے الامات سے۔ ہمارے اس صوبے کی جو فورس ہے وہ یہی ہے۔ بھلے یہ کسی کو بھی answerable ہوں لیکن اسے چلانا ہے صوبائی پالیسی پر۔ وہ اس صوبائی پالیسی کے احترام کے لئے یہ پولیس جو آفیسر ہیں ہماری پولیس کے جو جوان ہیں ان کی حوصلہ افزائی کے لئے جو جو اقدامات جو جو کارروائیاں جن میں انہوں نے کامیابیاں اور کامرانی حاصل کی ہیں ان کی حوصلہ افزائی کرنی چاہیئے۔ کہیں ایسا نہ ہو ہماری فورس تو اُس وقت حالات اس قدر تھے کہ ہمارے کنٹرول میں نہیں آ رہے تھے فوج نے آ کر جو مد کی پاک فوج نے لیکن اسکا مطلب نہیں کہ ہمیشہ پاک فوج آ کر بیٹھے گی اور یہ مسائل سنبھالے گی۔ یہاں پر بیٹھنا اسی فورس کو ہے اور سنبھالنا ہے حالات اسی فورس کو ہے۔ تو ایک تعاون کے ساتھ بھلے کسی بھی جگہ چاہے وہ آری کا انسٹی ٹیوشن ہو پولیٹیکلی انسٹی ٹیوشن ہو پولیٹیشنس کا ایک انسٹی ٹیوشن ہو کی بنیٹ ہو دوسرا کوئی انسٹی ٹیوشن ہوں کہیں بھی بندہ ہو یا ادارہ ہو وہ پوری طرح مکمل نہیں ہوتا۔ کہیں نہ کہیں خامیاں ہوتی ہیں۔ ہاں اُس کو مل کر دو رکریں۔ میں آخر میں آپ سب کا مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے سُنا اور یہی جہاں تک میرے خیالات میں جتنے بھی میرے پاس حالات تھے میں نے آپ کے سامنے رکھ دیئے ہیں۔ بہت بہت شکریہ!

جناب ڈپٹی اسپیکر: جی قائدِ ایوان صاحب مختصر آپ کچھ ہاؤس سے خطاب کریں گے۔ تفصیل منظر نے

بیان کر دیں۔ جی قائد ایوان!

جامع میر محمد یوسف (قائد ایوان): نحمدہ و نصلی علی رسول الکریم اما بعد۔ بسم اللہ الرحمن الرحيم محترم
 جناب اپسیکر! مجھے خوشی ہے کہ آج میرے جو منظر ہے ہوم کے اور یہ بھی علامت ہے کہ نوجوان
 پارلیمنٹرین کو موقع ملنے چاہئے ان پر ذمہ داری عائد ہوتی ہے اور اسی سے وہ سبق حاصل کرتے
 ہیں۔ پارلیمانی discipline اور پروسیگر آف رولز ہے جو کنڈکٹ ہے میرے خیال میں
 کچکوں صاحب اس پر اچھی خاصی واقفیت رکھتے ہیں اور آپ لوگوں کی ذات پر اپوزیشن کے کہنے پر میں
 نے چاہا کہ آپ لوگوں کا اتنا وقت نہ لوں کیونکہ اس کو سمیئنے میں بہت سارا وقت لگ سکتا ہے جب ہر ایک
 ریز رویشن اور criticism معزز ارکین کا مختصر سا بھی جواب دیا جائے اس کی تشریح کی جائے تو
 میرے خیال میں بہت سارا وقت مجھے لگ سکتا ہے لیکن میں یہیں کہوں گا کہ ہمارے دوست ایگر اسٹ
 ہو چکے ہیں اور یہی ایک پرکیٹس ہے جس کے سننے کی اور جسارت کی جس میں ہم سب آج ایک ایسے مسئلے
 پر گفتگو کر رہے ہیں جو کہ نہ صرف یہ بلوچستان کا مسئلہ ہے بلکہ پاکستان اور بلوچستان کے دور دراز کے
 لوگوں کی نظر اس واحد مقدس ادارے پر لگی ہوئی ہے کہ وہ کیا فیصلہ کرنا چاہتے ہیں اور اپوزیشن کو کس طرح
 وہ بات بتائی جائے جو حقائق پر مبنی ہے یہ واقعہ بد قسمتی سے ہوا۔ ہونا تو نہیں چاہئے تھا۔ اس پڑیش روپی پنځر
 اور اپوزیشن کے دوستوں نے اظہار خیال کیا۔ Human behaviours of human response
 پر ایک اعلیٰ کتاب لکھی گئی ہے اس کے شروع میں یہ لکھا گیا ہے کہ انسان کی جو
 characters ہیں اس کی جو وضاحت کی ہے میرے خیال میں عام معنوں میں اگر اس کی تشریح کی
 جائے اس کا لب لباب میں آتا ہے کہ ایک فرد ایک شخص ایک جنس اس کی کیا ذمہ داری ہوتی ہے
 اور psychologically physically اس کی انوار نہمنٹ اثر انداز کرتی ہے تو اس سلسلے میں یہ
 کہنا چاہتا ہوں کہ وہ کوئی نئے عوامل ہیں وہ کوئی افراد یا فرد ہے جو اس طرح کے جرم کرتے ہیں رہتے تو
 بلوچستان کے اندر اب ایک سوال یہ پیدا ہوتا ہے جس طرح محترم دوست نے کہا کہ ان کی تنظیم کا نام بتایا
 جائے کہ ان کا کس تنظیم سے تعلق ہے میں یہ مزید وضاحت کرتے بتانا چاہوں گا کہ universal thought
 ہے کہ جب ایک آدمی ایسولیٹ یا کسی بھی اپنے مشن میں ان پر ذمہ داری عائد ہوئیں ہوتی

ہے تو ایسے گناہ نے جرم پر مجبور ہو جاتے ہیں پھر ان کے تمام جتنے بھی جو منطقی فکر ہے وہ انہیں دوسرا جانب راغب کر لیتا ہے۔ آپ نے دیکھا ہوگا کسی بھی انقلابی سٹوریکل پر اس کا جائزہ لے لیں کارل مارکس سے لیکر موسیٰ سے لیکر ابن خلدون تک تو اس میں آپ کو ایک fact ضرور سیاسی پر اس کا ملے گا کہ ہر وہ فرد واحد جو انقلاب کے اندر حصہ لیتا ہے۔ انقلاب جب مکمل ہونے پر آتا ہے تو اس فرد کی جو وسعت ہوتی ہے اس کی اس انقلاب کے اور جو ضرورت ہوتی ہے وہ پھر ناکارہ رہ جائے تو وہ ایسے جرائم میں ملوث ہو جاتے ہیں یا ایسے مشن میں involved ہو جاتے ہیں جو کہ ہر ایک فرد ہی سمجھتا ہے کہ واقعی ان کا جو مشن ہے یا تو بر بادی پر ہو یا ملک کے نقصان پر ہوں یا کسی ایسے فرد کو attempts کرنا یا اس کو جو قواعد وضوابط میں ان کی ڈسپلن ہے ان کے کوڑ آف modalities ہیں جو عکس کر چکے ہیں اس پر جوانداز میں یہ modalities عکس ہو چکے ہیں ان کے ذہن میں اسی انداز میں mentality work کرتے ہیں کہ کس طرح اس فگر ز کو اس پاکستان یا بلوچستان سے ہٹایا جائے شیعہ اور سنی کے بارے میں باتیں ہوتی ہیں اور بڑی اچھی باتیں ہوئیں جس طرح میرے دوست اختر لانگو نے کہا کہ ہم چھوٹے تھے تو ان کے جلوسوں میں شرکت کرتے اور سبیلیں با نئے یہاں تک ہمیں یہ پتہ نہیں ہوتا کہ میں کس فرقے سے تعلق رکھتا ہوں یا کس جماعت سے صرف ایک نام ہوتا تھا کہ بلوچستانی یا پاکستانی تو یہ ایک بہت اچھی خوش آئندہ بات ہے۔ اور ہر ایک فرد اور شخص ایک ایسے ملک کے اندر جہاں کبھی ان چیزوں کے حوالے سے لوگوں نے نہیں دیکھا بلکہ ہمیشہ روایتوں کو مد نظر رکھتے ہوئے چلیں میرے خیال میں بلوچستان کی روایات اور اس کے اخلاقیات اس نے طور طریقے اور ان کے قومی عوامل ہیں میرے خیال میں کبھی ان افراد کو اتنا اختیار نہیں دیا کہ وہ آپس میں ایسے جرائم میں ملوث ہو میں ان عوامل کی ضروربات کروں گا کہ اگر جرم بڑھتا ہے یا تو یہ بے روزگاری کی وجہ سے معاشیات ایک بڑی چیز ہے جہاں کسی آدمی کو اگر یہ چیز نہیں ملتی اور جہاں بیرون زگاری ہو اس ملک کے اندر ایسی کوئی چیز نہ ہو ایسے موقع نہ دیا جائے تو پھر ایک بات ضرور ہمارے سامنے ابھرتی ہے۔ کہ یہی ایک اسباب ہیں بیرون زگاری کے کیا صرف انہی افراد پر ان ہی گروہوں پر اپنی نسل پر اس مذہبی اداروں پر یا اس cost پر حملے ہو تو تب ہی ایک بات بن جاتی ہے لیکن یہ وہ افراد ہیں جو کہ ہمارے اپنے یونٹ ہے جو بلوچستان کے لوگوں کے

جہاں ہزاروں سال سے اس طور طریقے بڑے احسن طریقے سے بھائی چارگی سے لوگوں نے زندگیاں بسر کی ہیں۔ اس کے روکنے کے اسباب کیا ہونے چاہئیں یہ دہشت گرد لوگ کون ہیں اس پر ایوان میں میرے خیال میں ہر فرد نے ہر شخص نے چاہے ٹریڈری پیپر کے لوگ ہوں یا حزب اختلاف کے ہوں خاص طور خود محترم جناب چکول علی صاحب نے کہا کہ ان کا نہ مذہب ہے نہ دین ہے بعض لوگوں نے یہاں تک بھی کہا کہ اسکا نہ دین اور نہ دنیا سے تعلق ہے ایک ہی صرف ان کے ذہین میں ہے کہ کسی کو implement کرنا یا کسی کو ختم کرنے پر ان کے ذہینوں کو اس طرح برین واش کیا گیا کہ صرف ایک ہی مقصد ان کا ہے میرے دوست چکول صاحب نے کہا کہ آئینہ میر کا کوئی دین اور مذہب ہی نہیں ہوتا لیکن یہ بلوجختان میں اس ڈھائی سال میں وجہ کیا ہے اسباب کیا ہیں کیوں ایسے قتل و غارت کا جو بازار ہے گرم ہو چکا ہے اس میں ہر ایک لوگ ایک مختلف انداز سے سوچتا ہے ہر ایک فرد نے اپنے انداز بیان میں بہت سایی بتیں کی ہیں جو میرے خیال میں کوئی بلوجختان کے سب اس اعتبار سے اسے ignore کیا جا سکتا اور میں مشکور ہوں آپ لوگوں کا کہ آپ لوگوں نے یہ lapsess اور ریکنس اور کسی بھی فرد واحد کی اگر اس میں غیر ذمہ داری ہے تو اس پر بھی انشاء اللہ ہم اس کے بہت ہی ثابت طریقے سے نوٹس لیں گے اور انشاء اللہ آپ کو بتائیں گے کہ وہ discuss کیا تھے جہاں تک کورٹ کے بارے آپ نے کہا ہے کہ میرے محترم دوست سردار ثناء اللہ نے یہ بتایا کہ حمید الرحمن کی کمیشن تھی اور اس کے بعد کسی میں وہ ثابت فیصلہ ہی نہیں دے سکتے اس حقائق پر عوام بتانے میں کسی نے یہ کوشش ہی نہیں کی کہ واقعی ان رپورٹوں کا کیا حال ہو محترم جناب چکول علی صاحب نے فرمایا کہ ہائی کورٹ نے جو کمیشن ٹریبوئل تھا اس نے واقعی یہ فیصلہ دیا ہوا ہے لیکن وہ فیصلہ پولیس کی بہتری کا تھا کہ اس آفلفت کیا جائے اسے آزاد کیا جائے اسے financial construction modern equipment دیا جائے اسے مزید فعال کرنے کے لئے بہت ساری ایسی چیزیں ہیں جو آج کے progress وہ چیزیں حاصل کر سکتے ہیں لیکن بلوجختان جیسے صوبے جو حاصل نہیں کر سکتے ہاں اگر وہ نقاٹ اور وہ پولیس کی ذمہ داری یا وہ فرد یا وہ شخص یا کسی بھی پولیس افسر کے خلاف اگر یہ intact ہوتا یہ desist ہوتا کہ ان لوگوں نے یہ غلط اپنے اختیارات سے ناجائز فائدہ اٹھا کر کسی پر غیر طریقے سے وہ سلوک کیا ہے تو میرے خیال میں ہم

لوگ اس کا فیصلہ بھی کرتے ہیں اور اس پر کینٹ ایکشن بھی لیتی ہے اب بہتری کا جناب! بہت سارے انداز ہیں اس کو بنانے کیلئے اس کو reability کرنے کے لئے اس کے اسکچر کو اس کے) investment کو اس کے ریل کو اور اس کے destination کو جب تک وہ چیزیں نہیں ہوں تو وہ چیز مثبت فیصلے دے سکتے نہ وہ اپنی اس چیز پر پورے اتر سکتے ہیں اس کی وجہ یہ ہے، میں آپ کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہونگا محترم اسپیکر صاحب! کہ جب سے پاکستان وجود میں آیا اور بلوچستان اس کے ساتھ، اور یہ پولیس کی جو کار کر دگی ہے ویسے ہر پولیٹکل آدمی ہر پولیٹکل اینیمل ہے جو اس political process سے گزر را اور اس میں چاہے میں بھی ہوں چاہے میرے دوست بھی ہوں چاہے ٹریزیری پیچر کے دوست ہوا اور ہر ایک فرد بھی اس کا ذہین یہ کبھی تسلیم نہیں کر سکا ہے کہ واقعی ایک ایسا ادارہ ہے جس کا نام پولیس ہے جو دون رات خدمت عوام کی کرتی ہیں گالیاں بھی کھاتی ہیں بلا وجہ ٹرانسفر بھی ہوتی رہتی ہیں پریشرز میں اگر وہ صحیح کار کر دگی نہ کریں تو اسے تبدیل کیا جاتا ہے تو یہ سارے اسباب ہیں جہاں تک اس کی جواز opration ہیں اور perceptions ہیں جو ہمارے جتنے بھی عوام کے اور لوگوں کے جو پولیٹکل لوگوں کے وہ یہی perception رہی ہیں کہ یہ بے لگام گھوڑے کی طرح، ایک موجودہ جو اس دن پہلے ایک ملاقات ہوئی تھی ہماری اور اس بڑے ہائی کمیٹی کے اندر یہی بات ذکر ہوئی جو کہ اعلیٰ کمیٹی کی سب سے ہائی اس فارم میں یہ کمیٹی تھی کہ یہ جی بے لگام اگر گھوڑے کی طرح ہے اس کو لگام دیا جائے لگام بھی ایسے افراد کے حوالے کیا جائے جو، کئی دوستوں نے یہاں ناظمین اور ان کی مخالفت کی تھی اور این آربی کی مخالفت کی تھی اور ڈبلشن پاس کے بارے میں مخالفت کی تھی تو یہی بات بحث در بحث ہونی لگی کہ ان کے ان منتقل کیا جائے پولیس کے اور ویسے بھی یہ ہمیشہ سوچ رہی ہے ہمارے ہر پولیٹکل لوگوں اور ہر سیاسی جماعت کی اور چاہے اس میں آزاد ہوں چاہے اس میں نان پولیٹکل لوگ ہوں ایک کنسپشن ہے لوگوں کا اور وہ یہ ہے کہ جی یہ پولیس صرف ریڑھی والوں کے اور ٹریفک کنٹرول کی یا پولیس کی اور ان عوام کو تکالیف دینے کے لئے بنی ہے اور اس میں کوئی گنجائش نہیں اور اس stragical process میں اس پر حقیقت بیان کرتا ہوں کہ ان پچاس سال میں جو ہوش سنجھا لا ہم نے سیاست میں اور یہی لوگ تھے جو باہر نکلے اور سڑکوں پر آئے اور نوجوان طبقہ جو ہماری یونیورسٹی،

کا جھر، اور اسکول سے نکلتے ہیں ان میں سب سے بڑا ایک پولیس کے سامنے ہوئی پھر گیس استعمال ہوتی رہی جیل میں چلے گئے ایف آئی آر درج ہوئی اور اس کے بھی فارمیٹو اڈیا زکبھی بھی سامنے پولیس کے بہتری کے لئے نہیں آتے رہے تو ظاہر ہے کہ جب بھی یہ ذمہ داری اگر دی جاتی تو I will take to time جب مجھے محترم جناب سردار شاء اللہ اور کچکول علی نے کہا ہے کہ میں وہ بات کہوں تو well ا کہ مجھے کچھ، تو جناب! وہ بھی زینے کی جو بات آتی ہے تو ہمیشہ یہ جو طبقہ ہے مختلف ادواروں میں مختلف انداز میں ان کو استعمال ہوتا رہا آج بھی جس طرح یہ میں اپوزیشن کی طرف سے نہیں کہونگا بلکہ جو killing ہوئی ہے جہاں victimization ہوئی ہے جہاں identification ہے نظر آتی تھی اور تراشوں میں یہ لفظ آتے تھے کہ جی زیادہ تر پولیس کے ذریعے ہوئی ہے اور انہوں نے ایف سی اور پولیس والوں نے عوام پر گولیاں چلائیں ابھی ایک بات جائزے کی ہے کہ جن افراد کو یہ اختیار نہیں ہوں میں یہ وضاحت کرتا چلوں کہ میں نے پولیس والوں کو قطعاً نہیں کہا تھا لیکن میں نے جب ان کی آوازیں سنیں جی ہم پر جو پرسیشن والے ہیں وہ ہاوی ہونا چاہر ہے ہیں اور وہ ہر طریقے سے چیزیں استعمال کرنا چاہتے ہیں ہم مجبور ہیں آپ کسی دوسرے آدمی سے بات کریں میں نے اس موبائل میں مداخلت کی اور اس میں احسان شاہ بھی میرے ساتھ تھے اور عبدالرحمن جمالی بھی ایک جگہ میرے ساتھ تھے تو میں نے پھر اپنی طرف سے ان کو یہ وارننگ دی تین بار میں نے کہا کہ کوئی ایسی چیز غلط طریقے سے آپ استعمال نہ کریں جس کا الزام آپ پر آجائے اور یہ instruction میرے خیال میں آئی جی صاحب نے بھی اپنی طرف سے دیا تھا کہ کوئی ایسی چیز initiatives کی طرف سے لی جائے جس سے عوام انس کو نقصان ہو جس کی مخالفی کرنے پر کوئی آدمی اس کو پورا نہ کر سکے یہ حالات تھے جو کچکول اور منستر ہوم نے کہا کہ جی اس کی گز proceedings meetings کئی بار ہم نے کی اور یہاں تک کہ تمام جتنے بھی انفورمیوں ایجنسیوں کے افراد تھے اس کو ہم نے بلا کر ان سے پوچھا اس کی ویکننس اور ہاں یہ چیزیں ہو سکتی ہیں کس انداز ہو سکتی ہے لیکن میں یہ ضرور کہونگا کہ میری ایک perception ہمیشہ ذہین میں رہی تھی میں جب بھی رات کے وقت لیاقت بازار سے گزرتا ہوں اور سریا ب روڈ سے بھی کئی بار میں گزرتا ہوں رات کو اور اس رات

کو بھی میں ان جگہوں سے گزر اور ایک اپنکیشن میرے ذہن میں یہ تھی چڑی بازار کے کیونکہ میں ہمیشہ وہ بات مجھے کھلکھلتی تھی کیونکہ اگر یہاں کچھ بم اگر بلاست ہو جائے تو میرے خیال میں کئی ہماری بہنوں کا نقصان ہو سکتا ہے ان کا ان بازار میں زیادہ تر ہجوم ہی ہوتا ہے تو میں ہمیشہ یہ induction دیتا رہا ہوں میں نے کہا اس پر زیادہ توجہ دی جائے جب میں دونوں پہلے تقریباً رات کو ان تمام امام بارگاہوں کا خاص طور پر ہر جگہ میں گیا اور تقریباً رات کے تین چار بجے تک میں ان کے ساتھ رہا ہوں اور میں آتارا ہوں ان سے پوچھتا رہا ہوں کہ کوئی بھی ایسا induction آپ کے ذہن میں ہو تو مجھے بتایا جائے تاکہ ہم اس پر ان سے پوچھا جائے کیونکہ جب تک آپ لوگوں کے اور ان لوگوں کے اگر کوئی بھی خدشات ہیں تو ہم نے کہا ہے کہ آپ ہمیں identify کر لیں اور میں بتاتا چلوں کہ میں جب جس مقام اور جہاں بھی گیا ہوں مجھے وہاں کے لوگوں نے وہاں کے ان کے جو گروپس لیڈرز ہیں ان کے دوسراے افراد ہیں انہوں نے مجھے یہی کہا ہے کہ ایس ایس پی کا بہت ہی اعلیٰ کردار رہا اور مجھے یہاں تک کہا ہے کہ جی اس کو رینک دیا جائے اور آئی جی کے بارے میں اور ناظم کے بارے میں بہت ساری ایسی باتیں کیں جو کہ میں یہاں بیان کرنا نہیں چاہتا تو میرا ایک ہی جو procession تھا وہ ایک ہی میرے ذہن میں آتی رہی کہ کوئی آج عام را کٹوں اور دستی بموں کا گھوارہ بن چکا ہے اور شام کو ہی بم کسی نالی میں پھٹتا ہے یا کسی کی دیوار کے ساتھ پھٹتا ہے یا دیسی ساختہ بم ہوتے ہیں وہ بنانے والے کسی ایسے افراد کو دے دیتے ہیں economic use کی وجہ سے اس بندے کے حوالے کرتے ہیں کہ جی آپ دیسی بم وہاں جا کر رکھ لیں یہ چیزیں شہر کے اندر عام ہیں اور لوگ کرانا چاہتے ہیں تو اگر یہ procession تو ٹھیک ہے آپ لوگوں کے ہر امام بارگاہ اور ہر وہ جگہ سیف ہے جس میں ایف سی بھی ہے اور deployed ہیں آپ کے پولیس کے تمام جتنے بھی لوگ deployed ہیں فرنٹیئر کا نسلبری بھی اس میں deployed ہیں اور بی آر پی والے بھی جب ہر پوست پر deployed ہیں تو ایک ممکن بات ہے کہ آپ یا امام بارگاہ شاید محفوظ ہوں لیکن یہ جو procession اتنے ہزاروں آدمیوں کا ہو گا اس کے اندر اگر ٹینکر بھی پھٹ جائے تو اس سے آدمی، ظاہر ہے کہ دو دفعہ یہ چیزیں ہوئی ہیں جس میں یہ ممکن ہو سکتا ہے کہ اس میں دہشت گرد بھی اس ہجوم میں شامل ہوں بعض مس گریڈ اس میں شامل ہو جو پاکستان کے وفادار نہ ہوں جو بلوچستان اور

پاکستان کی جمہوریت کو خراب دیکھنا چاہتے ہیں جس میں شرپسند بھی لوگ شامل ہو سکتے ہیں اتنی بڑی ہجوم کے اندر میرے خیال کسی آدمی کو آپ identify نہیں کر سکتے ہیں کہ یہ واقعی اس وارنر میں شامل ہیں یا اس مذہبی فرقے کے ساتھ وہ شامل ہیں اس میں پاکستانی ہیں بلوچستانی ہیں میرے خیال میں ہر ایک آدمی تو کسی کو یہ اختیار نہیں ہے کہ وہ اسے کہہ دیں کہ جی آپ کیوں اس جماعت میں شامل ہیں اور میرے خیال میں ایسے واقعے بھی ہوئے ہیں جو بعض آدمیوں کی جو پوچھنچ کا پتہ چلا کہ جی وہ بندے ان سے تعلق نہیں رکھتے تھے لیکن ایز ماژر کی حیثیت سے وہ اس میں شریک ہوئے ہوم منستر نے فرمایا کہ وہ بانو بازار کے نیچے ڈھائی گھنٹے پہلے کھڑے ہوئے تھے اور یہ مجھے بھی پتہ چلا کہ جب میں دوسری سٹریٹ سے گزر رہا تھا میں نے موبائل میں پتہ چلا کہ وہ چیف سینکڑری، ہوم منستر اور ناظم ادھری ہیں اور وہ جو procession تھا وہ پیچھے تھا اور یہ آگے تھے اب سوال یہ بتا ہے کہ جس طرح کی یہ screening تھی جو آپ نے کچلول صاحب نے کہا کہ یہ پہلے انتظامیہ کو چاہیے تھا کہ اس کی screening کریں یہ بات ہم نے وضاحت کر کے معلوم کی نہ صرف پولیس والوں سے بلکہ ایف سی والوں سے بھی اور انہوں نے یہی کہا کہ جی ہم نے سٹریٹ وائز ساری screening کر چکے تھے ہر وہ دکان پر جو ہمیں شک و شبہات تھے اس پر ہم لوگوں نے screening کی ہے اور اس پر جو screening کے جو روائز تھے اس پر رکھ کر find out کیا کہ واقعی یہ جو بکبر کھے گئے ہیں یا مائن رکھے گئے ہیں لیکن اتفاق سے یہ جو ہو ٹھیں تھا بلکہ وہ بندہ خود مالک مکان اس جگہ میں رہتا ہے اس نے ایک کمرہ کسی ایک ایسے آدمی کو دیا جو تین چار دن پہلے یاد دن پہلے ایزاں جی اوز کی حیثیت سے انہوں نے یہ کمرہ مانگا تھا کہ جی تین بندے آئے تھے اور identification اس سے کہا کہ جی ہم یہ تین ہیں ہمیں یہ مکان چاہیے اور اس نے کہا کہ جی میں اپنے بھتیجیوں سے پوچھوznگا کیونکہ یہ میرا مکان نہیں ہے میں ان سے معلوم کر کے پھر ہم یہ حوالے کریں گے آپ کو لیکن اس حوالے سے پہلے ہی وہ پیسے بھی لے چکا تھا اور چابی بھی دے چکا تھا اس کا مطلب یہ ہے کہ اس نے بھتیجیوں سے پوچھا بلکہ یہ بندے کچھ جو identification کے لئے شاید easy gauranter کی حیثیت سے یا سیکورٹی کی حیثیت سے یا confirmation کے لئے ایک ہندو شاید اپنی آفت کے ساتھ آیا تھا جو بعد میں under custody ہے اور وہ مالک مکان بھی under custody

observation) ہے اس سے custody کیا جا رہا ہے کہ بھی آپ کس بنا پر اور کس وجہ سے آپ نے ان کو یہ حوالے کیا لیکن ایک بات ضرور ہے کہ کوئی بھی بندہ یا کوئی بھی شخص کوئی بھی غیر آدمی اس vicinity میں کوئی بھی اگر مکان لے لیں اور اوپر ایزاں جی او کی حیثیت سے بھی وہ خرید لیں تو نیچے دکانداروں کا بھی فرض بتتا ہے کہ وہ identify کریں کہ جی یہ بندہ کچھ دن پہلے آپکے ہیں جس کی شناخت مختلف ہے اور میں یہاں کسی قوم کا بیان نہیں کروں گا کیونکہ پھر یہی آواز اٹھے گی کہ جی اس سے دوسری چیزیں پیدا ہو جائیں گی نفرتوں کی۔ میں یہاں کسی قوم کا بیان نہیں کروں گا کیونکہ پھر یہاں یہی آواز اٹھے گی اور یہاں دوسری چیزیں پیدا ہوتی جائیں گی نفرتوں کی۔ لیکن میں یہ ضرور کہوں گا کہ وہ تین افراد ضرور آئے تھے جن کی identification بھی ہو چکی ہے اور ان لوگوں نے آ کر اس سے کمرہ مانگا لیکن یہ اسی دکانداروں کا فرض یا اس کا فرض بتاتا ہے کہ کچھ دن پہلے یہ بندوں نے اس گھر کو آ کر بنانے میں مصروف ہو گئے اور پھر پردہ لگایا اور اس کے اندر آ کر بیٹھے اور باہر سے شتر انہوں نے بند کئے ہوئے تھے اور اس میں تین بندے تھے لیکن صرف وہاں دو بندے بچے تھے ایک بندہ باہر تھا جس کا ان سے تعلق تو تھا لیکن وہ اس attempt یا اس بحوم کے ساتھ ہو یا کہیں اور ہوان دو بندوں کی جو لاشیں ملی ہیں اور ایک چہرہ بھی ملا ہے اور جو identification اور جو ہماری سکھر ہیں کمپیوٹر سے جو image بنایا ہے جس سے پتہ چلا ہے اور پچھتر فیصلہ لوگوں نے کہا واقعی یہی بندے تھے جو کچھ دن پہلے یہاں آئے تھے لیکن جو تیسرا بندہ اس کی صحیح identifaction نہیں ہے اور یہی پتہ چلتا ہے کہ شاید دوسرے بندے ہوں جو اس دن اس بنگلے میں پہنچے ہوں ظاہر ہے ہر بندے کا آئینی حق ہے آپ سکریننگ اور کلیئرنگ کرتے رہتے ہیں لیکن کبھی آپ کسی کے شرکو یہ معلوم نہیں کر سکتے ہیں کہ اس کے اندر کیا ہے بہت ہی بڑا یا قت بازار ہے اس کی ہر ایک اسٹریٹ کو شرکو ہونا۔ لیکن کھولنا تو چاہئے تھا لیکن اس میں آپ خود جانتے ہیں پرو سیجر رونر گیو لیشن اور کو رو اس پر ہر ایک بندہ کو رٹ میں چلا جائے گا کہ جی کیا تھا اور کیوں تھا کیوں ہماری دکانوں کو حکومت پولیس کے ذریعے اور یہ ساری questionable جو کہ ہر ایک کے ذہن میں آتی ہیں جس طرح میں کہہ رہا ہوں اور آپ لوگ بھی اپنے ذہن میں یہ باتیں لا ائیں کہ بلا وجہ کسی کے گھر میں چاہے چور بھی ہو اس کو وارنٹ دکھا کر پھر گرفتار کیا جاتا ہے تو یہ ضرور کہوں گا

جیسا کہ کچکوں صاحب نے کہا جب ہم لوگوں نے اس علاقے کا جائزہ لیا تو بات سمجھ میں آئی اور ہم بھی کئی بار وہاں گئے ہیں اور دیکھایہ جو گولیوں کی بوچاڑ اور جہاں ہمیں نظر آئی پتہ چلا کہ پہلے بیز کے دھما کے ہوئے کسی نے کہا کہ پہلے لائیٹ گٹ جو ایم ایم سیوں کے نام سے موصوف ہوئی ہے جو ۲۷۰۵ء میں بنی تھی پھر اس کو پر اگر س کے ۸۰۵۶ پر آگئے اور اس کا لاشنکوف کے جو مختلف ورثن ہیں تو یہ بہت لائیٹ سب مشین گن ہے اس کو آپ کسی طرح چھپا کر کسی بیگ میں ڈال کر لے جاسکتے ہیں اس کی جو کا لاشنکوف تھی اس کے پٹ بھی اس نے کاٹ لئے تھے تو جو لیبارٹری سے دوسوچا لیس بلٹ identify ہوئے ہیں اسی کا لاشنکوف کے ہیں AK47 ہے جو شین گن ہے اے کے ایم اے کہتے ہیں اور بلوچی میں اس کو قلم کٹ کہتے ہیں وہ AK47 نہیں ہوتی ہے وہ اے کے ایم ہوتی ہے سب مشین گن ہوتی ہے AK47 کی جو بلٹ تھی وہ بہت سارے لوگوں کو لگی ہو گئی اور اوپر سے جس شخص کے پاس چار برسٹ ہیں اس کا سپرے کر رہا ہے تو آپ خود اندازہ لگاسکتے ہیں اس میں کتنے بندے ڈاؤن ہو جاتے ہیں اور کہ جاتے ہیں اور یہ بھی ضروری نہیں ہے کہ ایک بندہ بھی نہیں مرسکتا یہ تو موت اور وقت اس میرے مالک کے ہاتھ میں ہے وہ جب بھی چاہے میں اسی کے حوالے سے بات کروں گا لیکن جو شیطان ہے اور یہ بات بھی ہے کہ ایک پتہ بھی اللہ کے حکم کے بغیر ہل نہیں سکتا ہے لیکن جو آدمی ہے دین سے واقفیت نہیں رکھتا ہے وہ کہتا ہے کہ میں اس درخت کو ہلارہا ہوں اور یہ پتے ہل رہے ہیں یہ اس کا اپنا فطرتی عمل ہے جو میں کرتا ہوں اس کا اجر مجھے قیامت کے دن ملے گا تو میں آپ سے یہ ضرور اتفاق کرتا ہوں کہ بعض ایسے افراد ہوں جو اس تمام عمل میں شامل ہوں اور یہ کیا ہوا اور بلٹ کی جو identification ہوئی ہے اور جس کا مجھے پتہ چلا ہے اور بعض ایسے بلٹ بھی ہیں جو اے کے فور اور اے ٹی سیوں سے تعلق نہیں رکھتے ہیں اس کو موجود ہے AK47 ہو گا لیکن بعض ایسے بلٹ ملے ہیں جو لوگوں کے جسم میں پائے گئے ہیں وہ کا لاشنکوف 7.632 ہے تو اور بعض ایسی بندوقیں ہماری پولیس والوں کے پاس بھی ہیں اور ہمارے دہشت گردوں کے پاس بھی ہیں اور اس کا کوئی انکار نہیں کر سکتا ہے اور بلوچستان کے ہر ٹانیبل کے لوگ ہر شخص کے پاس یہ موجود ہے AK47 ہو گا لیکن بعض ایسے بلٹ ملے ہیں جو لوگوں کے جسم میں پائے گئے ہیں وہ کا لاشنکوف کے 4.48 ہیں اور 35-38 تو بعض ایسے ٹی کی بلٹ ہیں جو لوگوں کے جسم میں پائی گئی ہیں اور جو لیبارٹری ٹیسٹ ہوئی ہے تو اس کی جو فائل رپورٹ ہو گئی اور جو ہائی کورٹ کی ٹریبیونل اس کو دیکھ رہا ہے اس

نے اس کی مدت مانگی ہے اور کہا ہے، ہم اس مدت میں جواب نہیں دے سکتے ہیں حالانکہ ہم نے کہا ہے کہ میں نے بھی کہا تھا گورنر بلو چٹان نے ریمارکس دیئے ہیں اور میں نے بھی کہا تھا کہ یہ جلد سے جلد ہونا چاہئے لیکن بعض ایسی ایجنسیز ہیں ان کو بلا نے میں وقت لگ سکتا ہے کہ وہ کہہ رہے ہیں کہ ہمیں ٹائم چاہئے اس فریم ورک میں ہم جا کر کورٹ کے سامنے اپنے بیانات دیں گے اور بعض لوگوں کے ریزرویشن ہے جو ایسے لوگ ہیں جو وفات ہو چکے ہیں اور ان کے ایجنسیوں کے اپنے ریزرویشن ہے ان کے لئے کافی وقت لگے گا جو کہ انہوں نے کہا ہمیں اس کا ٹائم فریم ورک چاہئے جس کے لئے تقریباً ایک ماہ کی مهلت مانگی ہے لیکن ہم نے پھر بھی کہا ہے کہ آپ لوگ اس کو جلد سے جلد ٹریبونل فائل کرے تاکہ لوگوں کو پتہ چلے اور ہمیں پتہ چلے کہ واقعی default کہاں ہوا ہے۔ سیکورٹی فورس سے ڈیفالٹ ہوئی ہے ایف سی سے ڈیفالٹ ہوئی ہے یا واقعی جس طرح شورچ رہا تھا کہ جس طرح ہماری پولیس کا جو ایک ہمارا ادارہ ہے اور ہماری پو لیس کے ایک اہم ادارے نے جو کارنامے کئے ہیں، ہم ان کو فراموش نہیں کر سکتے ہیں۔ killing کے بارے میں ان پر بھی الزامات ہیں اور مختلف ادوار میں ہمارے پاس لوگ آئے اور انہوں نے اپنی ریزرویشن دائر کی ہے اور یہاں تک کہا ہے کہ ہیں کرامہ برائج کے کئی افراد پر ہمیں شک تھا لیکن ان کے تھے جو کہ میرے خیال میں یہ بہت بڑا واقعہ تھا یہ reservation identicard کے صرف ایک دن کی انکوائری نہیں تھی تو ہم نے کورٹ والوں کو کہا کہ آپ جی جلد سے جلد فیصلہ کر کے تحقیق کر کے ہمیں بتا دیں لیکن اس کی ذمہ داری ہو گی جس کی ذمہ داری ہو گی ہم اس پارلیمنٹ کے اندر بھی پیش کر دیں گے جہاں آفیسر کی ذمہ داری ہے جنہوں نے پھر کئے ہیں جنہوں نے weakness کے کے ہیں جو ایف سی والے ہیں اور کوئی ہم آپ لوگوں کی خدمت میں پیش کر دیں گے بتائیں گے کہ واقعی کو نے افراد تھے پولیس والوں نے صحیح سنبھالا نہیں ہے ایف سی نے نہیں سنبھالا ہے لیکن ایک بات میں آپ کو یہ کہوں کہ جس طرح کے ایک بات آئی ہے اور اس کے major achievement سے بات کروں گا جو باتیں آئی ہیں وہ کر کے بعد میں جناب اسپیکر! میں wind up کروں گا اور جو involve major achievements میں جو گینگ میں ہے جس طرح کے منشی صاحب نے کہا

کے ان کا نام یہ ہے محمد خان، نور محمد، عبدالشکور یہ وہی افراد ہیں جو--- کوئٹہ میں شامل اور شریک تھے چارہندو کی کوئٹہ میں killing ہوئی تھی 822-203 میں ان لوگوں نے ان کے آدمیوں نے خود ہی تسلیم کیا اور بعد میں جب ہم لوگوں نے اس شخص کو پکڑا تو اس نے کہا کہ واقعی ہم اس killing میں شامل تھے ڈاکٹر شکلین نقوی پر سبی میں حملہ ہوا تھا یہ ان کا ہاتھ جناب سعید نیاز شاہ کاظمی میں ۲۰۵ء میں attack میں کوئٹہ میں ہوا تھا اور 14 killing our police وہ جو --- جو تھا جس میں سریاب روڈ پر attack ہوا تھا یہ تین بندے تھے جس میں سے wanted آدمی تھا جیسا کہ منظر شعیب صاحب نے فرمایا کہ داؤد بادینی اسکے بھائی نے یہ بر ملا کہا تھا کہ جب تک میرا بھائی باہر ہو گا وہ یہ کام کرتا ہی ریکا جب تک اس پر اگر ٹارگٹ نہ ہو تو میں صرف اتنا بتا تا چلوں کہ جب ہماری چار NGOs اٹھائی گی اسکا بھی واسطہ اہل تشیع سے تھا اور میرے خیال میں سینٹ کے اندر ہماری حزب اختلاف نے بہت آواز بلند کی جس میں ہیمن رائٹس والے بھی اور ایک معزز رکن سینٹر ناء اللہ صاحب کاریڈور میں بیٹھے ہوئے ہے انے بھی کافی باتیں کیں جس میں واقعی یہ ٹیشن تھا لوگوں کو چاہیے تھا کہ اس میں لیکن پھر بھی جہاں ہمارے وفد آئے مختلف عورتوں کے اور انہوں نے یہ میں یہ کہا کہ جی اس پر سختی سے نوش لے رہے ہیں کہ بعض لوگ یہاں تک کہہ رہے ہے تھے کہ ان عورتوں کا کیا حال ہو گا کرامہ برائی مختلف ایجنسیوں نے آئی ایس آئی والوں کی ہم نے مددی ایم آئی والوں کے لیے آئی بی والوں کے لیے اور یہ سلسلہ جاری رہا اور پھر اس سے پہلے ڈیماٹ ۲۰ لاکھ سے لیکر ۲۰ لاکھ تک آئے اور پھر یہ ہوا تھا کہ مختلف انداز میں انہوں نے یہی کہتے رہے کہ فلاں بندے نے پکڑا ہے کسی نے کہا کہ جی اس گروہ سے تعلق ہے لیکن قصہ یہی تھا کہ وہ لوگ ۵ لاکھ پر آگئے تو میں نے آئی جی کو یہاں تک کہا کہ ---- لیکن بعد میں ہم نے کہا کہ اگر ہم نے انکے ساتھ کوئی بھی ایسی کمزوری دکھائی تو پھر بات نہیں بنے گی اور اسی دن شام کو انہوں نے کہا کہ آپ ۵ لاکھ روپے لا کر دیں ہم ان عورتوں کو آپ کے حوالے کر دیں گے میرے خیال میں جب دوسرا دن پتہ چلا کہ انہوں نے خود ہی عورتوں کو ہمارے حوالے کر چکے ہیں اور ان میں جو بندہ ---- سیٹلائزٹ میں موبائل میں وہ شفیق شخص تھا جس کی میں اگر کاست کی بات کروں تو پھر آپ کہیں گے کہ یہ کون سی کاست سے تعلق رکھتے ہے اس لیے میں کاست پر نہیں جاؤ ہگا شفیق فرد تھا جس نے واقعی اعتراف کر لیا کہ ہم اس

میں شامل تھے، ہم نے ان عورتوں سے پیسہ چاہا ہمارے نیٹ ورک میں پیسے ختم ہو چکے تھے اور نیٹ ورک کے بغیر ہم کچھ نہیں کر سکتے تھے انہوں نے سوچا یہی NGOs بہتر ہے اگر ہم ان کو پکڑ لے تو ہمارا نیٹ ورک کا یہ سلسلہ چلتا ریگا اور پھر ہمیں جب پتہ چلا کہ اس نے کراچی سے چوری کی اور یہ آرہے تھے نیشنل ہائیوے سے تو نہ ہمیں کہا کہ یہ گزر رہے ہیں تو اسوقت ہم نے پکڑا پھر بعد میں نشاندہی ہوئی اور پتہ چلا کہ واقعی یہ اسی نیٹ ورک میں داؤ دبادینی کے ساتھ ہے اور اس میں مختلف گروہ ہے اور مختلف لوگ ہیں جو کہ اس نیٹ ورک میں شامل ہیں اور ان کا کام ہی یہی ہے کہ جس طرح کوئٹہ شہر کے اندر را کٹ، دستی بم، خود ساختہ دیسی بم، وہ بنا کر یہاں کرتے رہے اور مختلف جگہوں پر لوگوں کو پریشان کیا جائے اور یہ بندے پھر پکڑے گئے اس سے انکو اڑی ہوئی اور بعض ایسے افراد تھے جسکو سزا موت دی ہے جس کو ۲۰ سال سزا اور سزا موت بھی ہو چکی ہے جو آپ کو شاید پتہ بھی ہو لیکن جہاں تک ریلوے تھے ورکس تھے واپڈا کے جو کہ سبی اور تمام چیزیں انہی لوگوں نے کیا تھا میں دار کمیٹی والے احتجاج برپاء ہونے لگا سبی سے کوئٹہ سے کہ واپڈا کی جو ہے وہ کیوں ہو رہا ہے تو وہی فرد اس کا یہی تھا کہ وہ ریلوے انجن پر فائز بھی کیا اور اس کا ایک انجینئر زڈ رائیور چلانے والا وہ مارا گیا اور وہ بندہ پکڑا گیا جس کے بر عکس میں نہیں کہوں گا لیکن پیٹیکل شخصوں نے جن کا واسطہ تھا انہوں نے واقعی بر ملا کہا کہ اگر یہ ہوئے تو دوبارہ ہم اس پر ایکشن لیں گے اور میں یہی آپ سے عرض کرتا چلوں کہ کوئی بھی نہیں چاہتا ہے کہ دہشت گردی ہوا اور ہر آدمی چاہیگا جو اسکے ہونے چاہیے لیکن میں یہ ضرور کہوں گا کہ وہ دہشت گردی میں involve ہے تو پھر اسکو کس طرح روکا جائے مثلًا ایک بندہ ہے وہ کسی بندے کو مارتا ہے جیسا کہ بلو والی کیس میں دو ہو چکے تھے اسی ٹائم ان پر ایکشن ہو چکا لیکن ایک فرد ایسا تھا جو کہ ڈائٹریٹر کے کیس میں بھی involve تھا اور اسکے انگوکھے کیس میں بھی involve تھا جو کہ وہ لڑکا اسی کے قبضے میں تھا اور پھر یہاں سے ہماری کرامہ براخچ والے گئے اور رات کو انہوں نے وہاں ایکشن لیا تھا اور اس میں نقصان ہوا اور ایک آدمی رخی ہوا جس کا نام عمر ہے جو اس۔۔۔ گروہ کا سب سے بڑا گروپ تھا ایک دوسرا تھا جس کا نام دادل تھا اور وہ انڈر انویسٹی گیشن ہے اور اس سے ہم معلوم کر رہے ہیں کہ کون تھا جو آپ کی رہنمائی کر رہا تھا یہ ایک سوال یہاں بتتا ہے کہ جیسا کہ میں نے یہ ہمیشہ کہا ہے اور کیونٹ میں بھی یہ فیصلہ ہوا ہے کہ آیا مستقبل میں ایسے اگر واقعہ ہوئے اسکی

روک تھام کس طرح ہوگی اگر روکتے ہیں پولیٹیکل لوگ مذہبی لوگ یہ آواز اٹھاتے ہیں کہ یہ تو سلسلہ ہماری صدیوں سے چلتا آ رہا ہے اس کو ہم کسی صورت میں برداشت نہیں کریں گے اور اگر چھوڑا جاتا ہے تو میرے خیال میں یہ سو فیصد میں آپ سے اعتراض کروں گا کہ ان آدمیوں کے کمٹنٹ کو کسی صورت میں بھی آپ کنٹرول نہیں کر سکتے ہیں جو ایک آدمی اپنے سے ایک ایک آدمی اپنے ہوش اور سمجھ سے میں کوشش کرتا ہوں کہ میں یہ کروں اور مجھے کوئی لینا نہیں مجھے کوئی غرض نہیں کیونکہ لوگوں نے عرصوں سے ان کے ذہنوں کو اجاگر کر دیا ہے تو میرے خیال میں ایک دن کے اندر صحیح انداز میں سوچ نہیں سکیں گے اور ان کو یہی کہیں کہ اگر آپ نے یہ کیا تو آپ تو بہشت میں جائیں گے اور اپنے والدین کو بھی بہشت میں گلے گ جائیں گے اور جب ایک بندہ بچپن سے ہر اس چیز میں پلتا رہا ہے تو وہ کہے گا کہ چلو میں اپنے والدین کو بھی تو بہشت میں لے جا رہا ہوں اس کو ختم کرنے کے لئے آپ کا تعاون حاصل ہونا چاہئے اور ایسے افراد جو دہشت گردی میں نہیں ہیں اور یہ دوسرے افراد ہیں جو رہنمی کرتے ہیں فائزگر کرتے ہیں جو دن دہاڑے بم بلاست کرتے ہیں جیسا بھی میرے ایک دوست جان محمد بلیدی نے کہا ہے کہ آئی جی کے گھر کے سامنے بم بلاست ہوا ہے اور اب پتہ چلا ہے کہ وہ ڈاکٹر طارق ہے اس کے گھر کے سامنے بلاست ہوا ہے اور یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ یہ کرانے والے کون ہے آیا انٹی پاکستان ہیں انٹی ایلمینٹ ہیں باہر کی ایجنسیوں سے اس کا تعلق ہے یا یہ کہ مذہبی دہشت گرد ہیں جن کا نام ہماری مذہبی component جماعتوں سے ان کا واسطہ ہے جنہوں نے ہمیشہ کہا ہے کہ ان سے ہمارا کوئی تعلق نہیں ہے تو اگر یہ ایسے لوگ ہیں تو پھر ان کا تعاقب کیا جائے۔ اور یہ ایسے گروپ ہیں وہ ایسے کمزور بھی نہیں ہیں جب وہ اتنے کام کرتے ہیں اتنے بڑے کام کرتے ہیں ان کا اس ہٹ لسٹ میں نام ہو گا کہ آج وقت نہیں ہے کہ بر ملا ان کا نام لیا جائے یا انکی اپنی ہٹ لسٹ میں ہو گا کہ ہم کل اس کو eliminate کریں جب میرے خیال میں عام فرد اور کوئی چیزان سے بچ نہیں سکتی ہے تو کوئی پولیٹیکل آدمی کوئی انتظامیہ کے لوگ اور دوسرے لوگ ان سے کیسے بچ سکتے ہیں جب تک ان کے نیٹ ورک کو ہم نیست و نابود نہ کریں اور با قاعدہ ان کے خلاف اس کی کوشش میں نہ رہیں ظاہر ہے جب attempt ہوتا ہے اس میں بے قصور لوگ بھی پکڑے جاتے ہیں مجرم بھی پکڑے جاتے ہیں جنہوں نے جرم نہیں کیا ہوتا ہے وہ بھی اس میں پکڑے جاتے ہیں

ان کے خلاف تحقیقات شروع ہو جاتی ہے وہ مشکل سے نکل پاتے ہیں آپ کو پتہ ہو گا آپ نے کرام لا جنگ میں عمرگزاری ہے جب ایک دفعہ کسی کے خلاف کوئی ایف آئی آر درج ہو گی تو میرے خیال میں وہ زندگی بھر مشکل ہے وہ اس سے نکل سکتے تو بعض لوگ اس خوف سے ڈرتے ہیں وہ کسی کے بارے میں کہہ نہیں سکتے ہیں کہ واقعی یہ فرد میرے معاشرے میں یہ کام کر رہا ہے اس کے لئے آپ کو اور ہمیں چاہئے کہ اس پر کس طرح initiative لیا جائے مختلف ہتھیار اور گولیاں جو برآمد ہوئی ہیں میں یہ کہوں گا کہ پو لیس کی بدولت ہیں لیکن میں اتنا کہوں گا جوان کی ڈیوبٹی ہے اور جوان کی ریاستی ڈیوبٹی ہے ان پر انہوں نے یہ جو ثابت کا رکردار گیاں کی ہیں میرے خیال میں ٹی وی پر مختلف ذرائع سے آپ کو پتہ چلا ہو گا کہ کہاں کہاں پکڑے گئے تھے اور کہاں کہاں یہ برآمد ہوئے لیکن یہ میں ضرور آپ کو کہتا چلوں کہ بہت سارے ایسے علاقے ہیں جہاں اب تک ہم نے بے ایریا کے لئے کوئی initiative نہیں کیا ہے اور آپ نے جو بی ایریا کی بات کی ہے اور میں ایک بات آپ کو وضاحت سے بتاتا چلوں کہ جناب چکول صاحب ۱۹۹۳ء میں آپ لوگ ہمارے ساتھ تھے کیونٹ کے اندر فیصلہ ہوا تھا اور اس وقت گورنر امیر الملک چیف جسٹس تھا یہ جرگہ کا عدم کیا تھا اور اپیل کی گئی تھی کہ حکومت بلوجستان اس کیلئے اپیل کرے تاکہ اس پر بحث کرے اور سپریم کورٹ میں بعد میں ہم لوگوں نے ایک روئیسٹ بھی کی تھی جس پر ہم نے فیصلہ دیا اور کیونٹ میں اس کے متعلق بہت سارے لوگوں نے مخالفت کی بھی تھی جس میں سردار بھی تھے اور سردار صاحب نے اس کی مخالفت کی اور میں یہ نہیں کہوں گا کہ آپ نے اور اس وقت میرے دوستوں نے ڈاکٹر نے جو پختوں میں عوامی پارٹی کے تھے انہوں نے اس کی مخالفت کی تھی اور جو سول پرویجر کیسیں ہیں وہ بلوجستان کے مختلف اضلاع میں رائج ہیں اور اگر یہ نہ ہوتا ہم نے تو اس وقت اس کی مخالفت کی تھی کہ یہ نہیں ہونا چاہئے لیکن کاش یہ نہ ہوتا تو بہتر ہوتا ہم اس کو قومی انداز سے قومی طریقے سے بلوجستان کے مسئلے کو نہیں تو بہتر ہوتا اور آج آپ خود اندازہ لگائیں کہ میں اس وقت اس لئے نہیں کہوں گا کہ کل کوئی فرد یہ کہے گا کہ ہم contempt of court کر رہے ہیں لیکن آپ دیکھیں کہ احسن طریقے سے لوگوں کو کوئی بھی ستنا انصاف ملتا نہیں ہے وکلاء کے درکی ٹھوکریں کھاتے رہتے ہیں پسیے ان کے استعمال ہوتے ہیں قومی طریقے سے یہ ہوتا تھا جب کوئی قتل ہو کرتا تھا۔ ٹھیک ہے جناب! میں اس کو واسنڈ آپ کروں گا لیکن میں یہ

نہیں کہوں گا کہ یہ دانش مندی ہے یہ اسوقت ایک بہتر فیصلہ تھا جو کہ میرے دوستوں نے سوچا تھا اور آج جو ہم اس کے برکس دوسرا سوچ رہے ہیں جو شاید نہ کر سکیں لیکن میں یہ واضح طور پر بتانا چاہتا ہوں کہ پولیس کو اپ گریڈ کرنا اور اس کو reformative انداز میں کرنا جس طرح ہائی کورٹ نے کہا ہے اس کو بڑے اعلیٰ معیار اور اس کو اس مقام تک پہنچنے کے لئے بڑی محنت اور کوشش کرنی پڑے گی recommendation دینے پڑیں گے اور اس کو بے حد معیاری کرنا اور رکھنا پڑے گا چاہے وہ آپ کی لیویز ہو یا کوئی اور فورس ہو جو کہ کسی کے اشارے پر نہیں صرف ون مین روں کے اشارے پر چلے اور جو اس کو حکم دیا جائے لا اینڈ آرڈر کے لئے وہ اس کو اسی طرح ثبت ایکشن لے اور سخت ایکشن لے اس کے لئے بڑی تگ و دو کی ضرورت ہے اور میرے خیال میں جو چھاس سال میں ہماری جو لیویز ہیں یا پو لیس ہیں اور لیویز کی بات میں یہاں نہیں کہتا ہوں کیونکہ ہمارے علاقے اور بلوچستان کے لوگ نہیں چاہتے کہ اس طرح ہو۔ لیکن میں یہ ضرور کہوں گا کہ جتنے ہمارے جوان ہیں وہ ایک حد تک محدود رہیں اور ایک نائب تحصیلدار ہوتا ہے تو وہ لیویز کو باورچی خانے پر لگائے رکھتا ہے یا وہ پھر سمن پیچج دیتے ہیں اور اب ہم یہ کوشش کرتے ہیں کہ پولیس کو اس مقام پر پہنچایا جائے اور اس کو یہ ٹریننگ دی جائے کہ جو واقعی ایک بہتر فورس ہو جو یہ سمجھ سکے کہ میری وسعت کیا ہے میرا مقام کیا ہے اور یہ جب تک ہماری ایجنسیاں ہیں enforcement agencies ہیں لیکن فورس ہے اگر اس کو ہم نے کوئی ثبت ٹریننگ نہ دی اور اسے فعال نہ کیا گیا اور کوئی میں بمشکل ہمارے پاس مشکل سے دوسوآدمی ہیں اور اگر ان کو مسلح نہ کیا گیا جو صرف اس ماحول کو کنٹرول کرنے کے لئے جب سارے دوسوآدمی اس پر لگ جاتے ہیں اس چھاس ہزار کا مقابلہ کریں گے۔ لوگوں نے یہ کہا ہے کہ شہر کے املاک تو جل رہے تھے لیکن پولیس کچھ نہیں کر رہی تھی پولیس کی اتنی وسعت ہی نہیں ہے جب ایف سی بھاگ چکی ہیں جب کلانشکوف کی آواز سے تمام لوگ اپنی جان بچانے کے لئے بھاگ رہے تھے تو وہ کیا کر سکتے تھے لیکن میں یہ ضرور کہوں گا کہ مل بیٹھ کر ہم اس کے اس باب سوچیں گے اس کا حل معلوم کرنا پڑے گا اور ہم بتائیں گے آپ بتائیں گے کہ کیا کرنا پڑے گا ہماری ٹریٹری پیچڑا لے بیٹھ کر سوچیں گے کہ ہمارے کیا وہ important portion ہیں جو پولیس کو evolute کیا جائے تاکہ ایک اچھی فورس بنے بلوچستان کے لئے اور اگر کوئی دوسری فورس بلوچستان

کے لئے لاتے ہیں تو میں مجبور ہو کر کہوں گا کہ میرے یہی دوست کہیں گے کہ باہر سے لوگ لائے ہیں اس وقت میں آپ کو یقین سے بتاتا ہوں کہ ایسا کوئی نہیں ہے جو ایس ایس پی، ڈی آئی جی ہو جو مشتبہ حیثیت رکھے اور فیصلے دے سکے آفیسرز کی یہی کمی ہے اور جب ہم باہر سے آفیسر منگاتے ہیں تو یہ آواز اٹھتی ہے کہ ہم جب یہاں کے لوگوں کو چھوڑ کر فیڈرل سے منگاتے ہیں یا فیڈرل کو دعوت دیتے ہیں کہ آ کر بلوجھستان پولیس میں شامل ہو جائیں جب تک کیڈر built up نہیں ہونگے اور کیڈر کو اچھا مقام نہیں ملے گا ان کی جرأت ہونی چاہئے ان کی حوصلہ افزائی کی جانی چاہئے۔ ابھی میں یہ تسلیم کرتا ہوں واقعی ان حالات میں پولیس اتنی demand lies ہو چکی ہے کہ بعض جگہوں سے ان پر الزام ہے کہ بہر حال چاہے اس کو پکڑ کے بند کر لیا گیا ہے۔ کسی نے کہا کہ جی میں نے پکڑا ہے کسی کے پاس Under the constitutional obligation نہیں ہے کہ وہ پولیس والوں کو گرفتار کر لیں تو سارے ایسے مسائل ہیں کہ اس کو سوچنا پڑے گا۔ کہ کیا کرنا ہے اور کیا نہیں کرنا ہے۔ میں آپ لوگوں کو یہ عرض کرتا چلوں کہ محترم سردار شاء اللہ ہیں تو میں آپس میں بڑتی رہتی ہیں آپ لوگ ذمہ دار ہیں ہم آپ کو چاہیں گے کہ آپ آئیں اس میں شامل ہو۔ تاکہ یہ قتل غارت کے مسئلے ہیں اس کو کس طرح حل کریں۔ اب بات یہ بنتی ہے کہ میں ضرور ایک بات بتاتا چلوں کہ بعض ایسی جگہیں ہیں جہاں جرم ہوتے ہیں اور جان بوجھ کر کرتے ہیں ابھی کسی نے کہا ہے کہ ابڑو کے بیٹے کے اغواء کرنے والوں کے گینگ لیڈر کا نام کیا ہے، اور میں ضرور آپ کو بتاتا چلوں۔ بعض ایسے علاقوں ہیں یہ چیزیں ہوتی ہیں اس رکاوٹ کو کس طرح حل کریں گے۔ مثلاً ایک چھوٹے معاملے میں روڈ بلاک ہوتے ہیں اور اس میں مسافروں کی گاڑیاں جل جاتی ہیں اگر ایف آئی آر درج ہو جاتی ہے تو لوگ کہتے ہیں کہ ایف آئی آر کیوں درج ہوئی ہے اگر ایف آئی آر نکال دیتی ہے تو لوگ کہتے ہیں کہ یہ لوگ ڈرگ نے اگر سختی کرتے ہیں تو الزام لگتے ہیں کہ بذریعہ فورس ہمیں مارتے ہیں تو ان حالات میں آپ خود ہمیں بتادیں کہ کس طرح اس کا تدارک ہوتا ہے ایک آدمی جرم کرتا ہے اور روڈ بلاک کرتا ہے ایک آدمی رکاوٹیں ڈالتا ہے یا تو پولیس استعمال کی جائے گی یا تو ایف آئی کو استعمال کیا جائے گا تو بعض ایسے issues ہیں جن کو اگر میں بیان کروں تو میرے خیال میں وقت لگے گا ان جیسی چیزوں میں رکاوٹ ہمیں اور آپ کو ڈالنا پڑے گا اور نہ اس جرائم سے ہٹ کر اگر دوسرے جرائم پے آ جاتے

ہیں تو بڑے غلط ثابت ہو سکتے ہیں۔ ابھی میں آؤنگا آخر میں food crises پر پہلے بھی ذکر ہوا تھا لیکن ابھی بھی میں نے رپورٹ منگوائی ہے اس میں مجھے کہا گیا ہے کہ کوئی میں ایک لاکھ بوری گندم کا اسٹاک اگر مستقبل میں کوئی کوئی بھی پریشانی ہو تو اس کو سپلائی کی جائے گی ملکہ خوارک نے کہا ہے کہ روزانہ ۲۰ کلو گرام کے ۲۷ ہزار بوری آٹا یا فیسر جو شاپ ہیں انکے حوالے کئے جا رہے ہیں اور دوسرے مختلف انداز سے تقسیم کئے جاتے ہیں اور جس طرح میرے دوست نے کہا کہ جی منٹر اپنی مرضی سے signature کرتا ہے تو حالانکہ یہ ایک دفعہ ہم لوگوں نے بیٹھ کر یہ فیصلہ کیا تھا کوئی ایسی انشاء اللہ ہو گی اور نہ ہم کرنے دینگے آپ خود کہتے ہیں کہ لوگوں کو دن کا ٹانہیں ملتا ہے تو پھر اور آٹے کی مہنگائی اتنی زیادہ ہو جائے اور لوگ صرف اپنی دکانوں سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اپنی طرف جمع کر لیں تو ہم بھی یہ کرنے نہیں دینگے اور آپ مطمئن رہیں انشاء اللہ ہم کوشش کرنگے سننے میں یہ آیا ہے کہ وفاقی وزیر نے اپنی طرف سے ملکہ خوارک سندھ کو انہوں نے ایک لاکھ بوری دی ہے جو شاٹ فال ہے لیکن انشاء اللہ میں بلوجستان کو گندم کے حوالے سے کوئی ایسا شاٹ فال نہیں ہونے دوں گا۔ آپ اپنے علاقوں کے بارے میں ہمیں بتائیں تو انشاء اللہ ان کی agriculture meeting بلا کر منٹر ڈیمیرک پر یہ مسئلہ واقعی اہم ہے لیکن جو آپ immediate step لے لیں۔ میں جناب! آؤنگا ڈیمیرک پر یہ مسئلہ واقعی اہم ہے لیکن جو ہم نے ٹیوب ویل تقسیم کئے تھے اس میں جناب! ایسے ڈسٹرکٹ ہیں جو کہ اب تک ان کے حوالے نہیں کیا جو ٹھیکیدار، جو پہلے ان کو ٹینڈر دیے تھے اس سے کوئی ایگر یمنٹ نہیں ہوا بقول وہ بندہ کے کہ دوسرے کے حوالے نہیں کرتا اور ٹھیکیدار ہیں یونچ والے وہ کہتے ہیں وہ بندہ میرے حوالے کر دیں اور مجھے پیسے دے دیں تو تب میں بورشروع کروں گا اور اس سے بڑی lapses ہو میں نے اس کی meeting بلا تھی 9 اور میں نے کہا جی آپ لوگوں کو جب ان ٹھیکیداروں کو یہ رقم ملی ہے تو کیوں عمل نہیں کر رہے ہیں ہم کوشش کر رہے ہیں کہ ایک ہی پوزیشن ہمیں ملی تھی ڈیمیرک کی وہ ٹیوب ویل کے تھے جس میں ہم اپنے ایم پی ایزا اور ڈفرنٹ لوگوں کے کوئی ان کے حوالے کئے جا سکیں لیکن کوشش ہماری یہ تھی کہ world bank کو بھی اور آئی ڈی پی والوں بھی Asian Development Bank والوں کو بھی ہم اپنی طرف سے request کریں کہ یہ ٹیوب ویلز ہیں یہ آپ ہمارے حوالے کر دیں اور ہم

ٹنڈر کی حیثیت سے حوالے کر دیں گے۔ انہوں نے کہا کہ جو پہلے ہو چکا ہے آپ لوگ اسے تبدیل نہیں کر سکتے ہیں۔ جس میں ایک ولی محمد ہے جس کے ۱۸ ڈسٹرکٹ ہیں پتہ نہیں ہے ایں یا ۱۲۔ ۱۳۔ ۱۴ جو بلوج ایریا ہیں وہ ان کے حوالے ہیں اور ان میں ایک یادو ڈسٹرکٹ کا کام مکمل ہو چکا ہے جیسا کہ آواران کا چاغی کا کچھ کخاران کا نہیں ہوا ہے خضدار کا شاید کچھ پورشن ہوا ہے تو یہ ولی محمد کے پاس ہے بولان اور کچھ بھی ہے تو میں نے کل صحیح ایک meeting بلائی تھی جس میں اریکیشن کے سیکرٹری بھی تھے جس کو ہم نے یہ directive بھی دیتے تھے ہم اس چیز کو برداشت نہیں کریں گے اور خدشہ تھا کہ جون کے آخر میں یہ فنڈ پس نہ ہو جائے لیکن ہم نے فیڈرل گورنمنٹ کو request کی پھر آئی ڈی پی بینک کے چیف سے بھی ملا۔ اور میں نے request کی کہ اس کو extend کر لیں کیونکہ بعض ڈسٹرکٹ جیسے آواران اور دوسرے وہاں کا کام اسٹاٹ نہیں ہوا ہے اس سے آپ اندازہ لگائیں کہ اگر انکو نظر انداز کرتے تو آواران میں سو فیصد کا ہو جاتی تو یہ کچھ مشکلات ہیں انشاء اللہ بیٹھ کر اس کو حل کرتے ہیں اور بعض لوگوں نے کہا ہے کہ جی مختلف لوگوں کو پیسے میں ہیں۔ ہر ایک آدمی نے اپنے پیانے پر یہ ان کے حوالے کیا ہے اور کہا ہے کہ کام کیوں نہیں ہوا ہے اور بعض علاقوں میں تو شارٹگ سے ہی کام نہیں ہوا ہے جیسا کہ آواران ہے اور کئی ایسی دوسری جگہیں ہیں۔ جن کا آپ خود اندازہ لگا سکتے ہیں اور یہ اگر نظر انداز کرتے تو پھر آواران میں سو فیصد کام ہو جاتا تو یہ کچھ مشکلات ہیں ان کو ہم بیٹھ کر انشاء اللہ solve کرنے کی کوشش کریں گے جہاں تک آپ نے پرامن ڈسٹریکٹ کی بات کی ہے اور drought کی بات کی ہے اور بعض لوگوں نے یہ کہا کہ جو مختلف لوگوں کو different amount ملے ہیں ہر ایک آدمی نے اپنے پیانے پر لکھا ہے وہ ہم نے add کر دیا ہے Now it depend on the govt of Balochistan کہ ہم کتنا کر دیں تو ہم نے آپ سے روکنیست کی اور ساروں سے یہ request کی ہے کئی دفعہ ڈیکر والوں کو بلا یا ہے اور ڈراوٹ والوں کو کہ Schemes should be implemented as early as possible. We go into تو ہم بیٹھیں گے اور دور کریں گے conjunction انشاء اللہ ایسی بات نہیں ہے۔ جہاں تک آپ نے بات کی بجلی کی، بجلی کا تواب تک کوئی پتہ نہیں ہے کوئی ایسا فنڈ آیا نہیں ہے اگر آچکا ہے تو میں ان کو اپنی طرف سے ایسی

ڈائریکٹو دنگا کہ آپ کیوں نہیں کر سکتے۔ پہلے واقعی ایک دفعہ پروگرام تھا کہ دس دس گاؤں کو بھی دی جائے گی جو کہ فیڈرل گورنمنٹ نے ہمیں اور واپڈ اوالوں نے اپنی طرف سے ہمیں initiative دیا تھا لیکن اب تک کوئی ایک بندے کی بھی کام ہوانہ نہیں ہے اگر دوسروں کا دس village کا ہو چکا ہے تو انشاء اللہ آپ کا بھی ہو گا کیوں نہیں ہو گا جناب! پیسے نہیں ہے تو آج ایک مسئلہ اپنے کر صاحب کے معاملے کے متعلق تھا وہ لورالائی گئے ہیں کل آ جائیں گے تو میں آپ کو واضح طور پر بتاؤں گا کہ کیوں نہیں ہوا ہے اگر واقعی یہ پیسے ہیں اور اپنی مرضی سے utilize نہیں کر رہے ہیں Then I will take prompt action against them اگر واقعی ایسا ہے اور اگر واقعی پیسے نہیں آئے تو ہم فیڈرل گورنمنٹ سے request کریں گے پیسے آئیں اور انشاء اللہ ہر ایک آدمی جو جس انداز میں جو ڈسٹری بیوشن ہوئی ہے اس کو دیکھ لیں گے آپس کی باتیں۔ آپ کہیں گے تو میں چلتا رہوں گا محترم جناب! جس طرح لا اینڈ آرڈر کے بارے میں جس طرح ذکر ہوا ہے اور یہ ایک اچھی علامت ہے اور آپ نے جس ثبت انداز میں کہا ہے اور جس طرح کچکوں صاحب نے کہا ہے کہ اس کے فرائض منصبی میں ہے اور جو اس کو مقام ملا ہے اپوزیشن لیڈر اور ان کا کام یہ ہے کہ حکومت کی پالیسیوں کو بتانا اور حکومت ان پالیسیوں کو دیکھ کر کوئی اپنی اصلاح کرے تو یہ ڈیموکریٹک پرنسپل میں یہ ایک ہر ایک ڈیموکریٹک enemal کی حیثیت سے اپنے آپ کو سمجھتا ہے تو میرے خیال میں جو جماعتیں ہیں اور جو پاکستان کی فلاح و بہبود کے لئے خدمت کر رہی ہیں اور جتنے بھی انقلاب آئے ہیں وہ اپنی جماعتی بنیاد پر آج کی کاوشیں ہوئیں ہوئیں ان سے کوئی بھی انکار نہیں کر سکتا ہے اور ہر ایک کے اپنے پیرا میٹر ہوتے ہیں اور ہر ایک کے وہ political issues ہوتے ہیں بعض lenient ہوتے ہیں بعض کے سخت ہوتے ہیں اور بعض کے منفرد دوسرا انداز کے ہوتے ہیں اور ہر کے اپنے جماعتی اصول ہوتے ہیں میرے خیال میں کسی جماعت کو نہیں کہوں گا کہ وہ اپنے اصول کے اندر رہتے ہوئے اس وطن عزیز اور بلوچستان کے لئے کوئی کام نہیں کیا ہے میں یہاں تک کہوں گا کہ جو سیلر یہاں کے لوگ ہیں میں ان کو بھی یہاں کا مقامی سمجھتا ہوں کہ وہ صدیوں سے بلوچستان میں ہیں اور ان کا مقام بھی وہی بلوچستانی کا ہے اور ان میں جتنے بھی بلوچستان میں رہنے والے لوگ ہیں ہر ایک نے بلوچستان کی خدمت کی ہے اور آئندہ بھی ہم چاہیں گے کہ وہ اسی طرح خدمت

کرتے رہیں اور میں آپ کو یہ ضرور بتا تاچلوں اور اگر واقعی lapses ہوئے ہیں، ہم کوشش کریں گے اور آپ بھی ان lapses کی ہمیں نشاندہی کریں۔ جہاں تک یہ قرارداد ہے میں اس کی مخالفت نہیں کروں گا یہ صرف بحث ہو رہی یہ تو ہم اس کو ثابت انداز میں یہاں ختم کر لیتے ہیں یا اس پر stress اور زور آپ لوگ دیں گے تو لامحالہ اس جمہوری دور کے rules and procedure پر آج خود اندازہ لگا سکتے ہیں اس میں یا توجیت ہوتی ہے یا ہار ہوتی ہے اس میں روایت چاہتے ہیں کوئی غلط کام نہ ہو اور اس اعلیٰ قدر لوں کی ایک روایت چھوڑیں اور جو یہاں آپ لوگوں نے نشاندہی کی ہے اس کو ہماری ٹریزیز ری پیچز کے جو وزراء ہیں وہ health کے بارے میں اور جو requirement کے بارے میں وہ جائزہ لیں دیکھیں جہاں زیادہ difficulties میں اور کوئی کمی ہوئی تو کوئی بلوچستان کا فرد یا شخص نہیں چاہے گا۔

کچلوں علی ایڈوکیٹ (قائد حزب اختلاف): جناب! آپ نے یہ کہا تھا کہ آپ لوگوں نے جو مسائل پیش کئے ہیں یہ تحریک پیش کی ہے اور جناب! ہم آپ سے ایک request کر لیں گے کہ جو آپ یقین دہانی کراتے ہیں اس پر implement ہو، ہم صرف یہاں debate کرتے ہیں اور جو نقاصل اور کمزوریاں ہیں ان کی نشاندہی کرنا ہے اور آپ لوگوں نے reform لائیں اور جو غلطیاں ہیں انہیں دور کریں آپ کی اس یقین دہانی کے واقعی آپ یہ کر لیں گے جو ہم لوگوں نے بولے ہیں اور کہا تھا اور ہم لوگوں نے جو اپنی debate ہے وہ کر دی ہے لیکن ایسا نہیں کہ جو میں نے اپنی تقریر میں کہا تھا کہ پرسوں ہم ان مسئللوں کو پھر یہاں آپ کے پاس نہ لائیں اس پر cognizance لیں جو ہماری grievances ہیں اگر ہم نے زیادتی کی ہے تو آپ ہمیں کہیں کہ کچلوں آپ زیادتی کر رہے ہیں اگر میری جگہ آپ ہوتے تو یہ نہ کر سکتے وہ تو آپ بالکل اپنے عقل کے مطابق ان چیزوں میں مسئلے میں الجھنا نہیں چاہتے ہیں اور مسئلے کو حل کرنا چاہتے ہیں لیکن یہ نہیں کہ ہمیں صرف یقین دہانی کرنا اور بعد میں جوں کے توں یہ مسائل رہیں تو یہ ہمارے پاس اچھی روایت نہیں رہی ہے۔

جناب ڈیٹی اسپیکر: شکریہ کچلوں صاحب! پلیز آپ بولیں۔

جامع میر محمد یوسف (قائد ایوان): ایک دو بات Then I wind up. اور میں اپنے بارے میں کچھ کہہ

نہیں سکتا لیکن یہ ضرور کہوں گا بعض دوستوں نے کہا ہے اور ان کی بہت اچھی خاصی تعریفیں بھی ہو چکی ہیں

کہ اگر فلاں ہوتے تو بہت اچھا ہوتا لیکن اگر ہم سمجھتے ہیں ان کے دور میں رہتے ہوئے ہم نے کتنے اچھے کام ہوئے ہیں اور اگر بعد میں کوئی وقت ملا تو ایک ایک مسئلے پر بعد میں میں گفتگو کروں گا لیکن میں اس بات کو چھپرنا نہیں چاہتا اور میں صرف ایک بات عرض کروں گا کہ کیبینٹ کی پہلی میٹنگ ہوئی تھی جس میں میں نے اپنے دوستوں کو stress کیا کہ ہم پر جو ذمہ دار ایاں ہیں اور بعض ایسی مصلحتیں ہم چھوڑ کر عوامی بہبود کے لئے کام کریں اور خاص کر جو ہمارے منظر ہیلتھ ہیں ان سے میں نے کہا کہ جی ہماری ہی commitment تھی کہ بارہ سو ڈاکٹروں کو لوگائیں جن میں سے پانچ سو کا اعلان ہو چکا ہے اور انشاء اللہ ہم یہ کوشش کریں گے کہ اس روایاں سال کے اندر اپنا ٹارگٹ پورا کر لیں۔ اور جو ہماری خواتین left ہمیں وہ باتیں یاد ہیں اور انہیں ہم ضرور پورا کریں گے اور میں نے اپنی کیبینٹ میں سختی سے یہ کہا ہے کہ تقریباً دو سال تک تو ہم ایکسٹینشن انہیں دیدیں پھر بعد میں جو بھی آجائے گا اپنی خود ہی مصیبتیں دیکھتا رہے گا کہ کس طرح لوگوں کو ایڈ جسٹ کر لیں لیکن ہم تو اُسے ایڈ جسٹ کر لیں۔ پھر دوسری ایسی مصلحتیں دیکھتا ہیں اُس کو تو سب ہر آدمی دیکھتا رہتا ہے وہ کوئی ایسی بڑی بات نہیں ہے۔ جب دوسرے پہلو میں اور دوسرے پی ایس ڈی پی میں مختلف کاریزات اور واٹر سپلائی ایک روڈ کی اسکیم جب اتنی چلی جاتی ہیں تو انہیں اگر ہمارے ڈاکٹرز اور انجینئرز اگر لگ جائیں تو میرے خیال میں سب سے بڑی بات میں سمجھوں گا

یہیں چیزیں ہیں۔ تو انشاء اللہ اس پر میں آپ لوگوں کو بتاؤں گا کہ انشاء اللہ ہم نے کوشش بھی کی ہے، ہم نے اپنے منسٹر صاحب کو بھی کہا ہے کہ he should go into it اور انشاء اللہ ہماری طرف سے جو بھی تعاون ہو گا ہم یہ کریں گے اور آخر میں میں آپ سب لوگوں کا مشکور ہوں کہ آپ لوگوں نے جو بھی تعاون ہو گا ہم یہ کریں گے اور آخر میں میں آپ لوگوں نے ہمیں ان حوالوں سے بتایا patientily ہماری باتیں سنیں۔ اور یہی وہ ایک درس ہے جو آپ لوگوں نے ہمیں ان حوالوں سے بتایا اور جو موئی خیل کے جو ہمارے نمائندے ہیں اُسکی بہت ساری ریزویشنز ہیں انشاء اللہ آپ کے علاقے میں آئیں گے اُسکا ازالہ بھی کر لیں گے کوئی ایسی بات نہیں ہے۔ ہم سب ایک ہی بلوچستان سے تعلق رکھتے ہیں اور ہر ایک سے ہمارا واسطہ ہے تو انشاء اللہ ہم بیٹھ کر مسئللوں کو حل کریں گے شکر یہ!

جناب ڈیپی اپیکر: شکر یہ قائد ایوان! حکومت کی طرف سے ثبت موقف آنے کے بعد اور محکیں کی طرف سے تحریک پر زور نہیں دینے کے بعد یہ تحریک نئائی جاتی ہے۔ اب اسمبلی کا یہ ریکوئیزیشنڈ اجلاس غیر معینہ مدت کیلئے ملتوی کیا جاتا ہے۔

(اسمبلی کا اجلاس رات دس بجکر تیس منٹ پر غیر معینہ مدت کیلئے ملتوی ہوا)

